

رایس الصالحین

جلد دوم

ترجمہ و تفسیر
حافظ صلاح الدین ابو شمس

دارالکتب الاسلامیہ
بیت اشرفیہ دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

*** توجہ فرمائیں ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب۔۔۔

* عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

* مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ [UPLOAD] کی جاتی ہیں۔

* متعلقہ ناشرین کی تحریری اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

* دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

**** تنبیہ ****

**** کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب کسی بھی الیکٹرانک کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔**

**** ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔**

نشر و اشاعت اور کتب کے استعمال سے متعلق کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں :

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.kitabosunnat.com

اس کتاب کے جملہ حقوق ترجمہ، نقل و اشاعت محفوظ ہیں

جمادی الاول ۱۴۱۸ھ ستمبر ۱۹۹۷ء



دارالافتاء

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

پوسٹ بکس نمبر ۲۲۷۳۳ ریاض ۱۱۴۱۶ مملکت سعودی عرب

فون نمبر ۴۰۳۳۹۶۲ فیکس ۴۰۲۱۶۵۹

(برائینچ پاکستان)

دارالافتاء

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

۵۰۔ لوئر مال نزد ایم اے او کالج لاہور۔ فون: ۴۲۴۰۰۲۴ فیکس ۴۳۵۴۰۴۲

(سبل سنٹر) رحمن مارکیٹ (غزنی سٹریٹ) اردو بازار لاہور پاکستان

سبیل الطالبین دلیل الداعین

ترجمہ و فوائد
ریاض الصالحین

جلد دوم

تألیف
أبو زکریا یحییٰ بن شرف النُّووی المِشقی
(۶۳۱-۶۸۶ھ)

ترجمہ و فوائد تحقیق و ترمیم
حافظ صلاح الدین یوسف
نظر ثانی
حافظ عبد السلام مجبوی

دارالسلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
ریاض - لاہور

فہرست

ریاض الصالحین مترجم (جلد دوم)

۱۷	۸۔ کتاب الفضائل	
۱۷	قرآن کریم پڑھنے کی فضیلت	باب: ۱۸۰
۲۲	قرآن کریم کی دیکھ بھال کرنے کا حکم اور اس کو بھلا دینے کی وعید	باب: ۱۸۱
۲۳	قرآن کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھنے کا استحباب	باب: ۱۸۲
۲۵	مخصوص سورتیں اور آیتیں پڑھنے کی ترغیب کا بیان	باب: ۱۸۳
۳۴	قرآن کریم پڑھنے کے لئے جمع ہونے کا استحباب	باب: ۱۸۴
۳۴	وضوء کی فضیلت کا بیان	باب: ۱۸۵
۳۹	اذان کی فضیلت کا بیان	باب: ۱۸۶
۴۳	نمازوں کی فضیلت کا بیان	باب: ۱۸۷
۴۶	صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت	باب: ۱۸۸
۴۹	مساجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت	باب: ۱۸۹
۵۳	نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان	باب: ۱۹۰
۵۴	جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان	باب: ۱۹۱
۵۸	صبح اور عشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب کا بیان	باب: ۱۹۲
۵۹	فرض نمازوں کی حفاظت کرنے کا حکم اور ان کے چھوڑنے کی ممانعت	باب: ۱۹۳
۶۳	پہلی صف کی فضیلت، پہلی صفوں کو مکمل اور برابر کرنے کا حکم	باب: ۱۹۴
۷۱	فرض نمازوں کے ساتھ سنن، ماکدہ کی فضیلت اور ان کے کم سے کم	باب: ۱۹۵
	اور اکمل اور ان کی درمیانی صورت کا بیان	

6	ریاض الصالحین (جلد دوم)
۷۲	باب: ۱۹۶ صبح کی دو سنتوں کی تاکید
۷۴	باب: ۱۹۷ فجر کی دو رکعتوں کو ہلکا کر کے پڑھنے کا بیان، نیز یہ کہ ان میں کیا پڑھا جائے.....؟
۷۷	باب: ۱۹۸ فجر کی دو سنتوں کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنے کا استحباب
۷۸	باب: ۱۹۹ ظہر کی سنتوں کا بیان
۸۰	باب: ۲۰۰ عصر کی سنتوں کا بیان
۸۱	باب: ۲۰۱ مغرب سے پہلے اور بعد کی سنتوں کا بیان
۸۳	باب: ۲۰۲ عشاء سے پہلے اور بعد کی سنتوں کا بیان
۸۴	باب: ۲۰۳ جمعے کی سنتوں کا بیان
۸۵	باب: ۲۰۴ نوافل کا گھر میں ادا کرنا مستحب ہے اور اس کے دیگر احکام
۸۶	باب: ۲۰۵ وتر کی ترغیب اور اس کا وقت وغیرہ
۸۹	باب: ۲۰۶ نماز چاشت کی فضیلت اور اس کی کم سے کم، زیادہ سے زیادہ تعداد
۹۲	باب: ۲۰۷ سورج کے بلند ہونے سے زوال تک چاشت کی نماز جائز ہے
۹۲	باب: ۲۰۸ تحیۃ المسجد کی ترغیب چاہے کسی وقت بھی داخل ہو
۹۳	باب: ۲۰۹ وضوء کے بعد دو رکعت پڑھنے کا استحباب
۹۴	باب: ۲۱۰ جمعہ کے دن کی فضیلت، نماز جمعہ کا وجوب اور اس کے دیگر مسائل
۱۰۰	باب: ۲۱۱ کسی ظاہری نعمت کے حاصل ہونے یا کسی ظاہری مصیبت کے ٹلنے کے وقت سجدہ شکر کے مستحب ہونے کا بیان
۱۰۱	باب: ۲۱۲ رات کے قیام کی فضیلت کا بیان
۱۱۳	باب: ۲۱۳ قیام رمضان یعنی تراویح کا استحباب
۱۱۵	باب: ۲۱۴ شب قدر کی فضیلت کا اور اس بات کا بیان کہ ان راتوں میں کون سی رات زیادہ امید والی ہے؟
۱۱۹	باب: ۲۱۵ مسواک کی فضیلت اور فطری چیزوں کا بیان

۷	ریاض الصالحین (جلد دوم)
۱۲۲	باب: ۲۱۶ زکوٰۃ کے فرض ہونے کی تاکید، اس کی فضیلت اور اس سے متعلقہ مسائل
۱۳۲	باب: ۲۱۷ رمضان کے روزوں کی فرضیت، ان کی فضیلت اور دیگر احکام
۱۳۷	باب: ۲۱۸ رمضان کے مہینے میں سخاوت، نیک عمل اور کثرت سے بھلائی اور آخری عشرے میں اس سے بھی زیادہ نیکیاں کرنے کا بیان
۱۳۸	باب: ۲۱۹ نصف شعبان کے بعد، رمضان سے قبل روزہ رکھنے کی ممانعت
۱۴۰	باب: ۲۲۰ چاند دیکھنے کے وقت کون سی دعاء پڑھی جائے؟
۱۴۱	باب: ۲۲۱ سحری کھانے کی اور اس میں تاخیر کرنے کی فضیلت
۱۴۲	باب: ۲۲۲ افطار میں جلدی کرنے کی فضیلت اور افطار کے بعد کی دعاء
۱۴۵	باب: ۲۲۳ روزے دار کو اپنی زبان اور دوسرے اعضاء کی ناجائز کاموں اور سب و شتم وغیرہ سے حفاظت کرنے کا حکم
۱۴۶	باب: ۲۲۴ روزے کے چند مسائل کا بیان
۱۴۸	باب: ۲۲۵ محرم، شعبان اور حرمت والے مہینوں کے روزے کی فضیلت
۱۵۰	باب: ۲۲۶ ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں روزہ اور دیگر نیکیوں کی فضیلت
۱۵۱	باب: ۲۲۷ یوم عرفہ، عاشوراء اور نویں محرم کے روزے کی فضیلت
۱۵۲	باب: ۲۲۸ شوال کے چھ روزوں کا استحباب
۱۵۳	باب: ۲۲۹ سوموار اور جمعرات کے روزے کا استحباب
۱۵۴	باب: ۲۳۰ ہر مہینے تین روزے رکھنے کا استحباب
۱۵۶	باب: ۲۳۱ روزہ کھلوانے کی فضیلت اور دیگر مسائل
۱۵۸	۹۔ کتاب الاعتکاف
۱۵۸	باب: ۲۳۲ اعتکاف کی فضیلت کا بیان
۱۶۰	۱۰۔ کتاب الحج
۱۶۰	باب: ۲۳۳ حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت

8 ریاض الصالحین (جلد دوم)

۱۱۔ کتاب الجہاد

- ۱۶۷ باب: ۲۳۴ جہاد کی فضیلت کا بیان
- ۱۶۷ باب: ۲۳۵ اس جماعت کا بیان جو اخروی اجر کے اعتبار سے شہید ہے.....
- ۲۰۲ باب: ۲۳۶ غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت
- ۲۰۵ باب: ۲۳۷ غلام کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی فضیلت
- ۲۰۷ باب: ۲۳۸ اس غلام کی فضیلت کا بیان جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مالک کا حق بھی

- ۲۱۱ باب: ۲۳۹ فتنے اور فساد کے زمانے میں عبادت کرنے کی فضیلت
- ۲۱۱ باب: ۲۴۰ خرید و فروخت کے مسائل اور قرض معاف کر دینے کی فضیلت
- ۲۱۸ ۱۲۔ کتاب العلم

- ۲۱۸ باب: ۲۴۱ علم کی فضیلت کا بیان
- ۲۲۹ ۱۳۔ کتاب حمد اللہ تعالیٰ و شکرہ
- ۲۲۹ باب: ۲۴۲ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر کرنے کی فضیلت
- ۲۳۲ ۱۴۔ کتاب الصلوٰۃ علی رسول اللہ ﷺ
- ۲۳۲ باب: ۲۴۳ نبی ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت

- ۲۳۹ ۱۵۔ کتاب الاذکار
- ۲۳۹ باب: ۲۴۴ ذکر کی فضیلت اور اس کی ترغیب
- ۲۵۸ باب: ۲۴۵ کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا.....
- ۲۵۹ باب: ۲۴۶ سوتے وقت کی اور بیداری کے وقت کی دعاء
- ۲۶۰ باب: ۲۴۷ ذکر کے حلقوں کی فضیلت اور ان میں شرکت کا استحباب
- ۲۶۵ باب: ۲۴۸ صبح و شام اللہ کا ذکر کرنے کا بیان
- ۲۶۹ باب: ۲۴۹ سونے کے وقت پڑھنے کی دعاؤں کا بیان
- ۲۷۴ ۱۶۔ کتاب الدعوات

9	ریاض الصالحین (جلد دوم)
۲۷۴	باب: ۲۵۰ دعاء کی فضیلت کا بیان
۲۸۷	باب: ۲۵۱ پیٹھ پیچھے دعاء کرنے کی فضیلت
۲۸۸	باب: ۲۵۲ دعاء کے بعض مسائل کا بیان
۲۹۳	باب: ۲۵۳ اولیاء کی کرامات اور ان کے شرف و فضل کا بیان
۳۰۶	۱۔ کتاب الامور المنہی عنہا (اللہ کے منع کردہ کاموں کی کتاب)
۳۰۶	باب: ۲۵۴ غیبت کے حرام ہونے اور زبان کی حفاظت کرنے کا حکم
۳۱۵	باب: ۲۵۵ کسی کی غیبت سننے کے حرام ہونے کا بیان
۳۱۸	باب: ۲۵۶ غیبت کی بعض جائز صورتوں کا بیان
۳۲۴	باب: ۲۵۷ فساد اڑانے کی نیت سے ایک کی بات دوسرے کو پہنچانا غیبت ہے
۳۲۵	باب: ۲۵۸ لوگوں کی گفتگو اور باتیں بلا ضرورت حکام تک پہنچانے کی ممانعت
۳۲۶	باب: ۲۵۹ دور رخ شخص کی مذمت کا بیان
۳۲۸	باب: ۲۶۰ جھوٹ کے حرام ہونے کا بیان
۳۳۷	باب: ۲۶۱ جھوٹ کی بعض جائز صورتوں کا بیان
۳۳۹	باب: ۲۶۲ انسان جو کہے اور نقل کرے، اس کی تحقیق کر لینے کی ترغیب
۳۴۰	باب: ۲۶۳ جھوٹی گواہی کی شدید حرمت کا بیان
۳۴۱	باب: ۲۶۴ کسی متعین شخص یا جانور پر لعنت کرنے کے حرام ہونے کا بیان
۳۴۵	باب: ۲۶۵ معین نام لئے بغیر معاصی کے مرتکبین پر لعنت کرنا جائز ہے
۳۴۷	باب: ۲۶۶ ناحق مسلمان پر سب و شتم کرنے کے حرام ہونے کا بیان
۳۴۹	باب: ۲۶۷ فوت شدہ لوگوں پر ناحق اور کسی شرعی مصلحت کے بغیر سب و شتم....
۳۵۰	باب: ۲۶۸ تکلیف پہنچانے سے ممانعت کا بیان
۳۵۱	باب: ۲۶۹ باہم بغض رکھنے، قطع تعلق کر لینے اور منہ پھیر لینے کی ممانعت
۳۵۲	باب: ۲۷۰ حد کے حرام ہونے کا بیان

- باب: ۲۷۱ ثوہ لگانے اور دوسرے کے ناپسند کرنے کے باوجود اس کی بات سننا.... ۳۵۳
- باب: ۲۷۲ بلا ضرورت مسلمانوں سے بدگمانی کرنے کی ممانعت کا بیان ۳۵۵
- باب: ۲۷۳ مسلمانوں کو حقیر جاننا حرام ہے ۳۵۶
- باب: ۲۷۴ مسلمان کی تکلیف پر خوشی کا اظہار کرنے کی ممانعت ۳۵۸
- باب: ۲۷۵ شرعی طور پر ثابت نسب میں طعن کرنا حرام ہے ۳۵۹
- باب: ۲۷۶ جعل سازی اور دھوکہ دہی کی ممانعت کا بیان ۳۵۹
- باب: ۲۷۷ بد عہدی کے حرام ہونے کا بیان ۳۶۱
- باب: ۲۷۸ عطیہ وغیرہ دینے کے بعد احسان جتلانے کی ممانعت ۳۶۳
- باب: ۲۷۹ فخر کرنے اور ظلم و زیادتی کے ارتکاب سے ممانعت کا بیان ۳۶۵
- باب: ۲۸۰ تین دن سے زیادہ مسلمانوں کا آپس میں بول چال بند رکھنا حرام ہے.... ۳۶۶
- باب: ۲۸۱ تیسرے آدمی کی اجازت کے بغیر دو آدمیوں کا باہم سرگوشی کرنا ۳۷۰
- باب: ۲۸۲ بغیر شرعی عذر کے یا حد ادب سے زیادہ غلام، جانور، بیوی اور اولاد کو سزا دینا ممنوع ہے ۳۷۲
- باب: ۲۸۳ ہر جاندار، حتیٰ کہ چھوٹی وغیرہ کو بھی آگ میں جلانے کی سزا دینا منع ہے ۳۷۷
- باب: ۲۸۴ حق کا مطالبہ کرنے پر مال دار کی طرف سے ٹال مٹول کرنا حرام ہے ۳۷۸
- باب: ۲۸۵ ہبہ واپس لینے کی کراہت اور اس سے متعلقہ بعض مسائل ۳۷۹
- باب: ۲۸۶ مال یتیم کی حرمت کی تاکید کا بیان ۳۸۱
- باب: ۲۸۷ سود کی سخت حرمت کا بیان ۳۸۱
- باب: ۲۸۸ دکھلاوے کے حرام ہونے کا بیان ۳۸۵
- باب: ۲۸۹ ایسی چیزوں کا بیان جن کی بابت ریاء کا وہم ہو، لیکن حقیقت میں وہ.... ۳۸۸
- باب: ۲۹۰ اجنبی عورت اور بے ریش حسین بچے کی طرف دیکھنا حرام ہے ۳۸۹
- باب: ۲۹۱ اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا حرام ہے ۳۹۲

- باب: ۲۹۲ لباس اور حرکت و ادا وغیرہ میں مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے
- باب: ۲۹۳ شیطان اور کفار کی مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت کا بیان
- باب: ۲۹۴ مرد اور عورت دونوں کو سیاہ خضاب سے اپنے بالوں کو رنگنا منع ہے
- باب: ۲۹۵ قزع کی ممانعت یعنی سر کے کچھ بال مونڈھ لینا اور کچھ چھوڑ دینا.....
- باب: ۲۹۶ مصنوعی بال (وگ) جوڑنے اور گودنے اور وشر یعنی دانتوں کو باریک کرنے کی حرمت کا بیان
- باب: ۲۹۷ داڑھی اور سرو وغیرہ کے سفید بال اکھاڑنے کی ممانعت
- باب: ۲۹۸ دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے اور بلا عذر دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو ہاتھ لگانے کی کراہت کا بیان
- باب: ۲۹۹ بغیر عذر کے ایک ہی جو تایا ایک ہی موزا پہن کر چلنے اور کھڑے کھڑے جو تاتا اور موزا پہننے کی کراہت کا بیان
- باب: ۳۰۰ سوتے وقت اور اسی قسم کی کسی اور صورت میں، گھر کے اندر جلی ہوئی آگ چھوڑنے کی ممانعت
- باب: ۳۰۱ تکلف اختیار کرنے کی ممانعت - اور یہ.....
- باب: ۳۰۲ میت پر بین کرنا، رخسار کو پینٹنا، گریبان چاک کرنا، بالوں کو اکھاڑنا وغیرہ
- باب: ۳۰۳ کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں وغیرہم کے پاس جانے کی ممانعت
- باب: ۳۰۴ بدشگونی لینے کی ممانعت کا بیان
- باب: ۳۰۵ تصویر بنانے کی ممانعت اور ان کو ضائع کرنے کا حکم
- باب: ۳۰۶ شکار اور مویشی یا کھیتی کی حفاظت کے علاوہ کتا رکھنے کی حرمت کا بیان
- باب: ۳۰۷ اونٹ یا دیگر جانوروں کی گردن میں گھنٹی لٹکانے اور سفر میں کتے اور گھنٹی کو ساتھ رکھنے کی کراہت کا بیان
- باب: ۳۰۸ جلالہ جانور پر سوار ہونے کی کراہت کا بیان....

12	ریاض الصالحین (جلد دوم)
۳۰۹	باب: مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور مسجد کو پاک رکھنے کا حکم
۳۱۰	باب: مسجد میں جھگڑا کرنے، آواز بلند کرنے، گم شدہ چیز کا اعلان کرنے اور سودا وغیرہ کرنے کی ممانعت
۳۱۱	باب: لہسن، پیاز، گند نایا کوئی اور بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنا؟
۳۱۲	باب: جمعہ کے دن دوران خطبہ گھنٹوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنا؟
۳۱۳	باب: قربانی کا ارادہ رکھنے والے کے لئے ذوالحجہ کا چاند دیکھنے سے قربانی کرنے تک، اپنے بال یا ناخن کاٹنے کی ممانعت
۳۱۴	باب: مخلوق کی قسم کھانے کی ممانعت۔ جیسے پیغمبر، کعبہ، فرشتوں وغیرہم کی
۳۱۵	باب: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانے کی سختی کے ساتھ ممانعت کا بیان
۳۱۶	باب: اس بات کا استحباب کہ قسم کھانے کے بعد، اس سے بہتر پہلو دیکھے، تو جس پر قسم کھائی گئی ہے، اسے اختیار کر لے اور قسم کا کفارہ
۳۱۷	باب: لغو قسم کے معاف ہونے اور اس میں کفارہ نہ ہونے کا بیان
۳۱۸	باب: سودا کرتے وقت قسم کھانے کی کراہت کا بیان، اگرچہ وہ سچا ہی ہو
۳۱۹	باب: اس بات کی کراہت کہ انسان جنت کے علاوہ اللہ کے واسطے سے کسی اور چیز کا سوال کرے یا اللہ کے نام پر مانگنے والے کو انکار کر دے۔
۳۲۰	باب: بادشاہ وغیرہ کو شہنشاہ کتنا حرام ہے
۳۲۱	باب: فاسق اور بدعتی وغیرہ کو سید (سردار) وغیرہ کہنے کی ممانعت کا بیان
۳۲۲	باب: بخار کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کا بیان
۳۲۳	باب: ہوا کو برا بھلا کہنے کی ممانعت نیز ہوا کے چلنے کے وقت کی دعاء کا بیان
۳۲۴	باب: مرغ کو برا بھلا کہنے کی کراہت کا بیان
۳۲۵	باب: یہ کہنے کی ممانعت کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی
۳۲۶	باب: کسی مسلمان کو اے کافر کہہ کر پکارنا حرام ہے۔
۳۲۷	باب: فحش کلامی اور بد زبانی سے ممانعت کا بیان

- ریاض الصالحین (جلد دوم) ۱۳
- باب: ۳۲۸ گفتگو میں تصنع کرنے، باچھیں کھولنے، ٹانوس الفاظ بولنے کی ممانعت ۴۴۹
- باب: ۳۲۹ میرا نفس خبیث ہو گیا ہے، کہنے کی کراہت کا بیان ۴۵۰
- باب: ۳۳۰ انگور کا نام کرم رکھنے کی کراہت کا بیان ۴۵۱
- باب: ۳۳۱ کسی آدمی کے سامنے عورت کے محاسن بیان کرنے کی ممانعت۔ ۴۵۲
- باب: ۳۳۲ انسان کا یہ کہنا، اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، مکروہ ہے۔ ۴۵۳
- باب: ۳۳۳ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے، کہنے کی کراہت کا بیان ۴۵۴
- باب: ۳۳۴ عشاء کے بعد بات چیت کرنے کی کراہت کا بیان ۴۵۵
- باب: ۳۳۵ عورت کو عذر شرعی نہ ہو تو خاوند کے بلانے پر اس کے لئے خاوند کے بستر پر جانے سے انکار کرنا حرام ہے ۴۵۶
- باب: ۳۳۶ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر، عورت کے لئے نفلی روزہ رکھنا حرام ہے ۴۵۷
- باب: ۳۳۷ امام سے پہلے مقتدی کا رکوع یا سجدے سے اپنا سر اٹھانا حرام ہے ۴۵۸
- باب: ۳۳۸ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی کراہت کا بیان ۴۵۹
- باب: ۳۳۹ کھانے کی موجودگی میں، جب کہ نفس اس کا مشتاق ہو یا پیشاب، پاخانے کی شدید حاجت کے وقت، نماز کی کراہت کا بیان ۴۶۰
- باب: ۳۴۰ نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا منوع ہے ۴۶۱
- باب: ۳۴۱ بغیر عذر کے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی کراہت کا بیان ۴۶۲
- باب: ۳۴۲ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت ۴۶۳
- باب: ۳۴۳ نماز کے آگے سے گزرنے کی حرمت کا بیان ۴۶۴
- باب: ۳۴۴ مؤذن کے اقامت شروع کرنے کے بعد مقتدی کے لئے نفلی نماز پڑھنے کی کراہت، وہ چاہے اس نماز کی سنت ہو یا کوئی اور نفلی نماز ۴۶۵
- باب: ۳۴۵ جمعے کے دن کو روزے کے لئے اور جمعے کی رات کو نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کرنے کی کراہت کا بیان ۴۶۶

- ریاض الصالحین (جلد دوم) 14
- باب: ۳۴۶ صوم وصال کی حرمت کا بیان۔ یعنی کھائے پیئے بغیر روزہ رکھنا ۴۶۳
- باب: ۳۴۷ قبر پر بیٹھنے کی حرمت کا بیان ۴۶۴
- باب: ۳۴۸ قبر کو پختہ کرنے اور اس پر عمارت (قبہ وغیرہ) کی ممانعت کا بیان ۴۶۴
- باب: ۳۴۹ غلام کا اپنے آقا سے بھاگنے کی سخت ممانعت کا بیان ۴۶۵
- باب: ۳۵۰ حدود الہی میں سفارش کرنے کی حرمت کا بیان ۴۶۵
- باب: ۳۵۱ لوگوں کے راستے میں 'سایہ دار جگہ' پانی کے گھاٹوں اور اس قسم کی دیگر جگہوں میں قضائے حاجت کی ممانعت کا بیان ۴۶۷
- باب: ۳۵۲ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب وغیرہ کی ممانعت کا بیان ۴۶۷
- باب: ۳۵۳ باپ کا اپنی اولاد میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی کراہت ۴۶۸
- باب: ۳۵۴ تین دن سے زیادہ میت پر سوگ کرنا حرام ہے ۴۶۹
- باب: ۳۵۵ شری کا دیہاتی کے لئے سودا کرنا، تجارتی قافلوں کو ملنا وغیرہ ۴۷۰
- باب: ۳۵۶ شریعت کی طرف سے اجازت دی گئی جگہوں کے علاوہ دیگر جگہوں میں مال ضائع کرنے کی ممانعت ۴۷۴
- باب: ۳۵۷ کسی مسلمان کی طرف ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرنا حرام ہے۔ ۴۷۵
- باب: ۳۵۸ اذان کے بعد بلا عذر اور فرض نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکلنے کی کراہت ۴۷۷
- باب: ۳۵۹ بغیر عذر کے خوشبو کا ہدیہ واپس کرنے کی کراہت کا بیان ۴۷۷
- باب: ۳۶۰ منہ پر تعریف کرنے کی ممانعت، اور جواز ۴۷۸
- باب: ۳۶۱ جس شہر میں وباء پھیل جائے، اس سے فرار ہونا یا اس میں آنا؟ ۴۸۰
- باب: ۳۶۲ جادو کرنے اور سیکھنے کی شدید حرمت کا بیان ۴۸۳
- باب: ۳۶۳ کافروں کے علاقوں میں قرآن کریم کے ساتھ سفر کرنے کی ممانعت ۴۸۴
- باب: ۳۶۴ کھانے پینے، طہارت اور دیگر استعمال کی صورتوں میں سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال کی ممانعت کا بیان ۴۸۵
- باب: ۳۶۵ مردوں کے لئے زعفرانی رنگ کا لباس پہننے کی حرمت کا بیان ۴۸۷

ریاض الصالحین (جلد دوم) 15

- باب: ۳۶۶ کسی دن، رات تک خاموش رہنے کی ممانعت کا بیان ۴۸۷
- باب: ۳۶۷ انسان کا اپنے باپ یا اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہونا ۴۸۸
- باب: ۳۶۸ اللہ کی منع کردہ باتوں کے ارتکاب سے ڈرانا ۴۹۱
- باب: ۳۶۹ جو شخص حرام کار تکب کر لے تو اسے کیا کہنا اور کرنا چاہیے؟ ۴۹۲
- ۱۸۔ کتاب الممنثورات واملح ۴۹۳
- باب: ۳۷۰ متفرق حدیثوں اور علامات قیامت کا بیان ۴۹۴
- ۱۹۔ کتاب الاستغفار ۵۳۶
- باب: ۳۷۱ بخشش طلب کرنے کا بیان ۵۳۶
- باب: ۳۷۲ ان چیزوں کا بیان جو اللہ نے مومنوں کے لئے جنت میں تیار کی ہیں ۵۵۳



۸۔ کتاب الفضائل

۱۸۰۔ باب فضل قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ ۱۸۰۔ قرآن کریم پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۹۹۱۔ عن أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱/ ۹۹۱۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «اِقْرُؤُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ شَفِيعاً» (پڑھا کرو، اس لئے کہ قیامت والے دن یہ اپنے لَاصْحَابِهِ رواہ مسلم۔ پڑھنے والے ساتھیوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن۔
فوائد: اس میں قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر عمل کرنے کی فضیلت کا بیان ہے، کیونکہ عمل کے بغیر محض خوش الحانی سے پڑھ لینے کی اللہ کے ہاں کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ سفارشی کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو قوت گویائی عطا فرمائے گا اور وہ اپنے قاری اور عامل کے گناہوں کی مغفرت کا اللہ سے سوال کرے گا، جسے اللہ قبول فرمائے گا، جیسا کہ دوسری روایات میں ہے۔

۹۹۲۔ وعن النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲/ ۹۹۲۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، «يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْقُرْآنِ وَأَهْلُهُ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ فِي الدُّنْيَا تَقْدَمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالْ عَمْرَانُ، تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبَيْهِمَا» رواہ مسلم۔

کریں گی۔ (مسلم) (کتاب و باب مذکور)
فوائد: یعنی بارگاہ الہی میں قرآن کریم اور خاص طور پر مذکورہ سورتیں، اپنے پڑھنے والے اور ان پر عمل کرنے والے کے لئے سفارش کریں گی اور رب سے اصرار و تکرار کر کے ان کی مغفرت کروائیں گی۔

۹۹۳ - وعن عثمان بن عفان ۳ / ۹۹۳ - حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: 'ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سب سے بہتر وہ «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ» رواہ البخاری۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلّم القرآن وعلمہ۔
فوائد: اس میں قرآن کریم کی تعلیم و تعلم یعنی خود سیکھنے اور دوسروں کو اللہ کی رضا کے لئے سکھانے کی فضیلت ہے۔

۹۹۴ - وعن عائشة رضي الله عنها ۴ / ۹۹۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول قالت: قال رسول الله ﷺ: «الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مُاهِرٌ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعُّ فِيهِ» (صحت کے ساتھ) قرآن کریم پڑھنے میں ماہر ہے، تو وہ (قیامت والے دن) بزرگ، نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہو گا اور جو قرآن انک انک کر پڑھتا ہے اور اس کے پڑھنے میں اسے مشقت ہوتی ہے، اس کے لئے دگنا اجر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول النبي ﷺ الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة، وكتاب التفسير، تفسير سورة عبس - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الماهر بالقرآن والذي يتتبع فيه۔

فوائد: ماہر سے مراد قرآن کریم کا حافظ اور تجوید و حسن صوت سے پڑھنے والا ہے۔ جیسا کہ امام بخاری کی روایت کے الفاظ اور ان کی ترویج سے واضح ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو حافظ نہیں ہے اور تجوید و حسن صوت سے بھی بہرہ ور نہیں ہے۔ اس لئے قرآن فصاحت و روانی سے نہیں پڑھ سکتا، لیکن اس کے باوجود ذوق و شوق سے انک انک کر پڑھتا ہے اور پڑھنے میں جو مشقت ہوتی ہے اسے برداشت کرتا ہے، اس مشقت کی وجہ سے اسے دگنا اجر ملے گا۔ سفرۃ سے مراد وحی پہنچانے والے فرشتے ہیں۔ یہ مسافر کی جمع ہے، امام بخاری نے اس کے معنی کئے ہیں، صلح کرانے والا۔ فرشتوں کو بھی، جو اللہ کی وحی اور اس کی طرف سے تادیب لے کر اترتے ہیں، ان سفیروں کی مثل قرار دیا گیا جو لوگوں کے درمیان صلح کرواتے ہیں۔ (صحیح بخاری، تفسیر سورۃ عبس)

۹۹۵ - وعن أبي موسى الأشعري ۵ / ۹۹۵ - حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: 'ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس مومن کی مثال جو «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأَنْثَرَجَةِ، رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ

ہے، اس کی خوشبو نہیں، لیکن اس کا مزہ میٹھا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے، خوشبو دار پودے (جیسے گلاب، یاسمین وغیرہ) کی طرح ہے، جس کی خوشبو اچھی ہے اور اس کا مزہ تلخ ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا، اندرائن (یا تہ) کی طرح ہے، جس میں خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأطعمة، وكتاب فضائل القرآن، وكتاب التوحيد، باب قراءة الفاجر والمنافق وأصواتهم وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضيلة حافظ القرآن.

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا حافظ اور اس پر عمل کرنے والا مومن تو خوش رنگ اور خوش ذائقہ پھل کی طرح عند اللہ بھی مقبول ہے اور لوگوں میں بھی اس کی عزت ہے اور جو مومن حافظ قرآن نہیں ہے تاہم قرآن کا عامل ہے، اللہ کے ہاں اور لوگوں کی نظروں میں یہ بھی اچھا ہے اور قرآن پڑھنے والے منافق کا ظاہر اچھا ہے لیکن باطن گندہ اور تاریک ہے اور آخر میں اس منافق کا ذکر ہے جو قرآن نہیں پڑھتا، اس کا ظاہر و باطن ٹٹاک ہے۔

۹۹۶ - وعن عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ۹۹۶/۶ - حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ
يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ»
نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید)
کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سرفراز فرمائے گا اور اسی
کی وجہ سے دوسروں کو ذلیل کر دے گا۔ (مسلم)
رواہ مسلم۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن و یعلمہ۔

فوائد: سرفراز، اللہ کے حکم سے وہی ہوں گے جو قرآن کے احکام کو بجالائیں گے اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کریں گے اور اس کے برعکس کردار کے حامل لوگوں کے لئے بالآخر ذلت و رسوائی ہی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو اللہ نے ابتدائی چند صدیوں میں ہر جگہ سرخرو کیا اور انہیں سرفرازیں عطا کیں، کیونکہ وہ قرآن کے حامل اور عامل تھے، اس پر عمل کی برکت سے وہ دین و دنیا کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوئے۔ لیکن مسلمانوں نے جب سے قرآن کے احکام و قوانین پر عمل کرنے کو اپنی زندگی سے خارج کر دیا، تب سے ہی ان پر ذلت و رسوائی کا عذاب مسلط ہے۔ ہداهم اللہ تعالیٰ۔ کاش مسلمان دوبارہ قرآن کریم سے اپنا رشتہ جوڑیں تاکہ ان کی عظمت رفتہ بحال ہو سکے۔

۹۹۷ - وعن ابنِ عمرَ رضي الله عنهما / ۷ - حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز

ہے۔ ایک وہ آدمی جسے اللہ نے قرآن عطا کیا (یعنی اسے حفظ کرنے کی توفیق دی) پس وہ اس کے ساتھ رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہے (یعنی اللہ کی عبادت کرتا ہے) اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا، وہ اسے (اللہ کی راہ میں) رات اور دن کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے۔

اِثْنَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ، فَهُوَ يَقُومُ بِهِ
آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ
مَالًا، فَهُوَ يُنْفِقُهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَالْآتَاءُ: السَّاعَاتُ.

(بخاری و مسلم)

الآتاء کے معنی ہیں، ساعیتیں (گھڑیاں)

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم۔

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل دو جگہ گزر چکی ہے۔ ایک باب الکریم والجد، رقم ۱/۵۴۴ اور دوسرے باب فضل الغنی الشاکر رقم ۲/۵۷۲ میں۔ یہاں اسے قرآن کریم کی فضیلت کے اثبات میں لائے ہیں جیسا کہ اس سے واضح ہے۔

۹۹۸ / ۸ - حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سورہ کف پڑھ رہا تھا، اس کے پاس ہی ایک گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا، پس اس شخص کو ایک بادل نے ڈھانپ لیا، پس وہ بادل اس کے قریب ہوتا تھا اور اس کا گھوڑا بادل کو دیکھ کر اچھلنے کودنے لگا۔ پس جب صبح ہوئی تو وہ آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس واقعے کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا، یہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے (تجھ پر) نازل ہوئی (یعنی اللہ کی خاص رحمت تیرے اطمینان قلب کے لئے نازل ہوئی) (بخاری و مسلم)

۹۹۸ - وَعَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ، وَعِنْدَهُ فَرَسٌ مَرْبُوطٌ بِشَظْنَيْنِ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُو، وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنْزَلَتْ لِلْقُرْآنِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. «الشَّظْنُ» بَفَتْحِ الشَّيْنِ الْمَعْجَمَةِ وَالطَّاءِ الْمَهْمَلَةِ: الْحَبْلُ.

الشظن، شین اور طاء پر زبر، بمعنی رسی۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة الكهف - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب نزول السكينة لقراءة القرآن۔

فوائد: اس میں ایک تو سورہ کف کی فضیلت کا اور دوسرے نیک بندوں پر اللہ کی خصوصی رحمت و سکینت کے نزول کا بیان ہے، جس سے ان کے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن پر اس طرح بادل کی ظاہری صورت میں سکینت کا نزول ایک خرق عادت واقعہ (یعنی کرامت) ہے، جس میں کسی نیک بندے کے اپنے اختیار کا دخل نہیں ہے۔ بلکہ یہ اللہ کی مشیت پر منحصر ہے۔ اسی لئے یہ اصول مسلمہ ہے کہ معجزے یا کرامت سے کوئی

مسئلہ ثابت نہیں ہوتا نہ اس سے اس قسم کا کوئی استدلال کرنا ہی جائز ہے، جیسے اہل بدعت کرتے ہیں اور سادہ لوح عوام کے عقیدوں کو خراب کرتے ہیں۔

۹۹۹ - وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ: أَلَمْ حَرْفٌ، وَلَكِنْ: أَلِفٌ حَرْفٌ، وَلَا م حَرْفٌ، وَمِيمٌ حَرْفٌ» رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۹۹۹ / ۹ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کا ایک حرف پڑھا، اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (یعنی یہ تین حرفوں سے مرکب ہے اور تین ضرب، یعنی ۳۰ نیکیاں پڑھنے والے کو ملیں گی) (ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب ثواب القرآن، باب ما جاء فيمن قرأ حرفاً من القرآن ماله من الأجر.

۱۰۰۰ - وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: «إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ» رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۱۰۰۰ / ۱۰ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک وہ شخص جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ (یا نہ ہو، وہ دیران گھری الخرب) رواہ الترمذی وقال: حدیث حسن صحیح ہے۔ (ترمذی، یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب ثواب القرآن، باب الذي ليس في جوفه قرآن كالبيت الخرب.

فوائد: یعنی جیسے ویران گھر، خیر و برکت اور رہنے والوں سے خالی ہوتا ہے، ایسے ہی اس شخص کا دل خیر و برکت اور روحانیت سے خالی ہے جسے قرآن مجید کا کوئی بھی حصہ یاد نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کو قرآن مجید کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور زبانی یاد کرنا اور رکھنا چاہئے۔ تاکہ وہ اس وعید سے محفوظ رہے۔

۱۰۰۱ - وعن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: «يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ وَاتَّقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تَرْتِلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنَزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرُؤُهَا» رواه أبو داود والترمذي وقال: حسن صحيح.

۱۰۰۱ / ۱۱ - حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، (روز قیامت) صاحب قرآن (قرآن پڑھنے اور اسے حفظ کرنے والے) سے کہا جائے گا، قرآن پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور اس طرح آہستہ آہستہ تلاوت کر جیسے تو دنیا میں ترتیل سے پڑھتا تھا، پس تیرا مقام وہ ہو گا، جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہو گی۔ (ابو داؤد، ترمذی اور امام ترمذی نے

کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب استحباب الترتيل في القراءة - وسنن ترمذي، أبواب ثواب القرآن، باب الذي ليس في جوفه قرآن كالبيت الخرب.

فوائد: اس میں قرآن کریم کے حافظ اور کثرت سے تلاوت اور اس کے احکام پر عمل کرنے والوں کی فضیلت کا ذکر ہے۔ چڑھنے سے مراد جنت کے درجوں پر چڑھنا ہے۔ یعنی جتنا قرآن یاد ہو گا اسی حساب سے وہ ترتیل سے پڑھتا جائے گا اور جنت کے درجات پر فائز ہوتا چلا جائے گا۔ اس میں قرآن کی تلاوت اور اس کے حفظ کرنے کی ترغیب ہے تاکہ وہ جنت میں حفظ قرآن کی بدولت زیادہ سے زیادہ بلند درجات حاصل کر سکے۔ جعلنا الله منهم

۱۸۱ - بَابُ الْأَمْرِ بِتَعْمُدِ الْقُرْآنِ ۱۸۱۔ قرآن کریم کی دیکھ بھال کرنے کا حکم
والتَّخْذِيرِ مِنْ
تَغْرِيبِهِ لِلنَّشْيَانِ
اور اس کو بھلا دینے سے ڈرانے کا بیان

۱۰۰۲ - عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱ / ۱۰۰۲ - حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَعَاهَدُوا هَذَا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقْلِهَا» متفق عليه.
کرم ﷺ نے فرمایا، اس قرآن کی حفاظت (دیکھ بھال) کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، یہ قرآن سینوں سے نکل جانے میں اس اونٹ سے زیادہ تیز ہے جو رسی میں بندھا ہوا اور اسے کھول کر بھاگ نکلنے والا ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب استذكار القرآن - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الأمر بتعمد القرآن...

فوائد: قرآن کریم کی حفاظت اور دیکھ بھال کا مطلب ہے کہ پابندی سے اس کی تلاوت کی جائے، ورنہ غفلت کی صورت میں انسان اسے اتنی تیزی سے بھولتا ہے کہ اتنی تیزی سے اونٹ بھی رسی تڑا کے نہیں بھاگتا۔ یہ تیزی سے بھول جانے میں تشبیہ ہے۔

۱۰۰۳ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲ / ۱۰۰۳ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،
عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا مَثَلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ» متفق عليه.
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حافظ قرآن کی مثال، رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے، اگر وہ اس اونٹ کا خیال رکھتا ہے تو وہ (اپنے کھونٹے سے) بندھا رہتا ہے اور اگر اسے کھول دے گا تو چلا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب استذكار القرآن - وصحيح مسلم،

کتاب صلاة المسافرين، باب الأمر بتعهد القرآن...

فوائد: اس میں بھی وہی مذکورہ بات بیان کی گئی ہے۔ صاحب قرآن سے مراد قرآن کا حافظ ہے، مکمل حافظ ہو یا کچھ اجزاء کا حافظ ہو، جتنا بھی یاد ہو اسے پڑھتا رہے گا، تو یاد رہے گا، جیسے اونٹ پر کڑی نظر رکھی جائے تو وہ بندھا رہتا ہے اور اگر اسے کھول دیا جائے تو ایسا بھاگے گا کہ اسے تلاش کرنا اور پکڑنا مشکل ہو جائے گا۔

۱۸۲ - بَابُ اسْتِجَابِ تَخْسِينِ ۱۸۲۔ قرآن کو خوش آوازی کے ساتھ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ پڑھنے کا استحباب اور خوش آواز شخص سے حَسَنِ الصَّوْتِ وَالِاسْتِمَاعِ لَهَا قرآن پڑھنے کا مطالبہ کرنے اور اسے توجہ

سے سننے کا بیان

۱۰۰۴ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱ / ۱۰۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا أَدْنَى اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَدْنَى لِنَبِيِّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَعَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ» متفقٌ عليه. مَعْنَى «أَدْنَى اللَّهِ» أَي: اسْتَمَعَ، وَهُوَ إِشَارَةٌ إِلَى الرِّضَا وَالْقَبُولِ.

کان لگاتا ہے، کے معنی ہیں، سنتا ہے اور یہ اشارہ ہے کہ ایسے پڑھنے والے سے اللہ خوش ہوتا اور اس کے عمل کو قبول فرماتا ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب من لم يتغن بالقرآن - وصحيح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن.

فوائد: اللہ تعالیٰ کان لگا کر توجہ سے سنتا ہے، یہ جہاں ایک طرف اس کی رضا اور قبولیت کی دلیل ہے، وہاں دوسری طرف اس کی ایک صفت (کان) اور اس سے سننے کا بیان ہے، جس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ تاہم ہم اس کی کیفیت بیان کر سکتے ہیں نہ اسے کسی کے ساتھ تشبیہ ہی دے سکتے ہیں۔ غناء کے ساتھ پڑھنے کا مطلب گانے کی طرح کلف اور تصنع سے پڑھنا نہیں ہے، جیسے آج کل کے قاری بالخصوص مصر کے بعض قراء پڑھتے ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب تجوید و حسن صوت کے ساتھ ایسے سوز سے پڑھنا ہے جس سے رقت طاری ہو۔ اس میں خوش آوازی اور سوز سے قرآن پڑھنے کی ترغیب ہے۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ حروف کی ادائیگی اس طرح ہو کہ اس میں کمی یا بیشی نہ ہو۔

۱۰۰۵ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ۲ / ۱۰۰۵۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ: «لَقَدْ

أُوتِيَتْ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ متفقٌ حضرت داؤد کے سروں میں سے ایک سر (خوش آوازی) علیہ. وفي رواية لمسلم: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)
 قَالَ لَهُ: «لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِكَ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا، اگر تم مجھے دیکھ لیتے جب کہ الْبَارِحَةِ». گزشتہ رات میں تمہاری قراءت سن رہا تھا (تو یقیناً تم خوش ہوتے)۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوت بالقراءة - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن.

فوائد: مزار، گانے بجانے کے آلے (بانسری وغیرہ) کو کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں مراد سراور خوش آوازی ہے۔ آل داؤد میں آل کا لفظ زائد ہے، مراد خود حضرت داؤد علیہ السلام ہیں، کیونکہ حسن صوت حضرت داؤد ہی کو عطا کیا گیا تھا، نہ کہ آپ کی آل کو یا ان میں سے کسی کو۔ بہر حال حسن صوت بھی اللہ کا ایک انعام ہے جس کو چاہے وہ اس سے نواز دے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں یہ نعمت ملی اور وہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو اللہ کا کلام شاکر اللہ کے دین کی طرف بلاتے ہیں۔ خوش آوازی کو دنیا کمانے کے لئے بے حیائی پھیلانے کا ذریعہ نہیں بناتے، جس کا انجام نہایت برا ہے۔

۱۰۰۶ - وعن البراء بن عازب رضي الله عنهما قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشاء کی نماز میں سورۃ التین والزّٰتُون، فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ. نے آپ سے زیادہ اچھی آواز والا کوئی نہیں سنا۔ متفقٌ علیہ. (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب القراءة في العشاء - وصحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القراءة في العشاء.

فوائد: اس میں صراحت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جس طرح دیگر تمام خوبیاں عطا کی گئی تھیں، حسن صوت سے بھی آپ کو نوازا گیا تھا اور دعوت و تبلیغ میں اس کی آپ کو ضرورت بھی تھی۔

۱۰۰۷ - وعن أبي ثبابة بشير بن عبد المنذر رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حضرت ابو ثالبہ بشیر بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو قرآن کو غنا کے ساتھ نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں۔ (اسے ابو داؤد نے عمدہ سند کے ساتھ بیان کیا ہے) یُحَسِّنُ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ. ابو داؤد بإسنادٍ جيد. ومعنى «يَتَعَنَّى»: يتغننى (غنا کے ساتھ پڑھنے) کے معنی ہیں، خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھتا ہے۔

ریاض الصالحین (جلد دوم)

تخریج: سنن أبی داود، کتاب الصلاة، باب استحباب الترتیل فی القراءة.

فوائد: ہم میں سے نہیں ہے، کا مطلب ہے ہمارے طریقے اور سنت پر نہیں ہے۔ اس میں بھی خوش آوازی اور سوز و رقت سے قرآن پڑھنے کی ترغیب ہے، کیونکہ اس سے قرآن کے حسن اور تاثیر میں اضافہ ہوتا ہے۔

۱۰۰۸ - وعن ابن مسعود رضي الله ٥ / ۱۰۰۸ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،
عنه قال: قال لي النبي ﷺ: «اقرأ عليّ القرآن»، فقلت: يا رسول الله! اقرأ عليّ وعليك أنزل؟ قال: «إني أحب أن أسمعه من غيري» فقرأت عليه سورة النساء حتى جئت إلى هذه الآية: ﴿كَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قال: «حَسْبُكَ الْآنَ» فَالْتَمْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذَرِفَانِ. متفق عليه.

پس میں نے آپ کے سامنے سورہ نساء کی تلاوت کی، یہاں تک کہ میں اس آیت تک پہنچ گیا، پس اس وقت کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر اے پیغمبر! تجھے گواہ بنائیں گے (سورہ نساء، ۴) آپ نے فرمایا، اب تم بس کرو۔ جب میں نے مڑ کر آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم.

فوائد: یہ روایت اس سے پہلے باب فضل البكاء من خشية الله میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱/ ۴۴۷۔ یہاں اسے اس مقصد سے بیان کیا ہے کہ اس میں اہل علم و فضل کی توقیر و تعظیم کا پہلو ہے۔ نیز دوسروں سے قرآن کی تلاوت سننے اور اس پر تدبر کرنے کی بھی ضرورت ہے، جس طرح خود نبی ﷺ نے اس طرح کیا۔

۱۸۳ - بَابُ فِي الْحَثِّ عَلَى سُورِ ۱۸۳ - مخصوص سورتیں اور آیتیں پڑھنے کی ترغیب کا بیان

۱۰۰۹ - عن أبي سعيد رافع بن المعلى رضي الله عنه قال: قال لي رسول الله ﷺ: «ألا أعلمك أعظم سورة في القرآن قبل أن تخرج من المسجد؟» فأخذ بيدي، فلما أردنا أن نخرج قلت: يا رسول الله! إنك قلت: لأعلمك أعظم سورة في القرآن؟ قال: «الحمد لله رب العالمين»

حضرت ابو سعید رافع بن معلى رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تجھے مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کریم کی عظیم ترین سورت نہ سکھاؤں؟ پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب ہم مسجد سے باہر نکلنے لگے تو میں نے کہا، اے اللہ کے رسول، آپ نے فرمایا تھا کہ میں تجھے قرآن کی عظیم ترین سورت سکھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ الحمد للہ

الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ رَبِّ الْعَالَمِينَ، یہ سب مثنیٰ (بار بار دہرائی جانے والی) العظیم الذی اَوْثِقَتْهُ، رواه البخاري۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فاتحة الكتاب، وأول كتاب التفسير۔
 فوائد: قرآن کریم میں آتا ہے ولقد آتيناك سبعاً من المثاني والقرآن العظيم (الحج ٨٤) ”اے پیغمبر! ہم نے تجھ کو سات (آیتیں) جو (نماز میں) دہرا کر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا ہے“ مذکورہ حدیث قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر ہے، نبی ﷺ نے سب مثنیٰ سے سورۃ فاتحہ مراد لی ہے، کیونکہ یہ سات آیتیں ہر نماز میں اور ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہیں، اس لئے کہ اس کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی، جیسا کہ فرمان رسول ہے لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی“ اور اسے قرآن کی عظیم ترین سورت اس لئے فرمایا گیا ہے کہ یہ تمام مقاصد قرآن کی جامع اور مجملہ ان تمام مضامین پر مشتمل ہے جو قرآن کریم کی دیگر سورتوں میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں، اس میں عقیدہ توحید اور صرف ایک رب کی عبادت اور اسی سے استعانت کرنے کا نیز روز جزاء، وعدہ و وعید اور گزشتہ امتوں کے سعادت مندوں اور گمراہوں دونوں کے قصوں سے عبرت پکڑنے کا بیان ہے۔ اسی لئے ابو داؤد اور ترمذی کی ایک روایت میں اسے ”ام القرآن“ بھی کہا گیا ہے یعنی قرآن کی جز، اصل اور بنیاد۔

۱۰۱۰ - وعن أبي سعيد الخدري ٢ / ۱۰۱۰ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي قُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ». وفي رواية: اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: «أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ بِثُلُثِ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، وَقَالُوا: أَئِنَّا يُطِيقُ ذَلِكَ

یا رسول اللہ؟ فقال: «قُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، اللَّهُ الصَّمَدُ: ثُلُثُ الْقُرْآنِ» رواه البخاري۔ ایک اور روایت میں ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا، کیا تمہارا ایک آدمی اس بات سے عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی (۱/۳) قرآن پڑھے؟ یہ بات صحابہ کو گراں معلوم ہوئی اور انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ (یعنی کوئی نہیں رکھتا) تو آپ نے فرمایا، قل هو الله احد، الله الصمد (آخر تک) تہائی قرآن ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل ﴿قل هو الله أحد﴾۔
 فوائد: یعنی سورۃ اخلاص، ایک مرتبہ پڑھ لینا، اجر و ثواب میں ایک تہائی قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ اس سورت

۱۰۱۱ - وَعَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يُرَدُّهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ يَقَالُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ»
رواه البخاري .

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن.

فوائد: یتقالہا کا مطلب ہے کہ تعجب کرنے والا شخص، جس نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس شخص کا تذکرہ کیا جو بار بار پڑتا تھا، سورۃ اخلاص کے پڑھنے کو اجر و ثواب کے لحاظ سے معمولی سمجھتا تھا، لیکن آپ نے اس کی فضیلت بیان فرما کر اس کی غلط فہمی کو واضح فرما دیا۔

۱۰۱۲۔ وعن أبي هريرة رضي الله عنه ۳/ ۱۰۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي قُلْ هُوَ اللَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي قُلْ هُوَ اللَّهُ
أَحَدٌ: «إِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ» رواه کہ تہائی (۱/۳) قرآن کے برابر ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل قراءة ﴿قل هو الله أحد﴾.

۱۰۱۳ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۵/ ۱۰۱۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اَنْ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أُحِبُّ آدَمِي نَعَمَ، قَالَ: «إِنَّ هَذِهِ السُّورَةُ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، قَالَ: «إِنَّ جُيَّهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ» رواه الترمذي وقال: محبت تَجِبُ جَنَّةٌ مِّنْ لِّى جَاءَ لِي.

حديث حسن. ورواه البخاري في صحيحه تعليقاً.

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب الجمع بين السورتين - وسنن ترمذي، أبواب ثواب القرآن، باب ما جاء في سورة الإخلاص.

فوائد: امام بخاری کے تعلیقاً بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سند کا پہلا حصہ وہ حذف کر دیتے ہیں۔ سورۃ اخلاص

کی بیان کردہ فضیلت کی توجیہ بعض علماء نے اس طرح کی ہے کہ علوم قرآن کی تین قسمیں ہیں ایک توحید دوسری تشریع اور تیسری قسم اخلاق۔ ان میں سے پہلی قسم توحید کا جامع اور مکمل بیان اس سورت میں ہے۔ (نزہۃ المتقین) اس کی اور بھی کئی توجیہات بیان کی گئی ہیں۔ امام ابن عبدالبر کے نزدیک اس قسم کی توجیہات سے سکوت بہتر ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔ دلیل الفالحین، محمد بن علان دمشقی۔

۱۰۱۴ - وعن عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ۶ / ۱۰۱۳ - حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَمْ تَرَ آيَاتِ أَنْزَلْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ لَمْ يَرِ مِثْلُهُنَّ آيَاتِ اس رات میں ایسی نازل کی گئی ہیں، جن کی مثال قَطُّ؟ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور بِرَبِّ النَّاسِ» رواہ مسلم۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل قراءة المَعُودَتَيْنِ۔
 فوائد: اہم تر، کیا تو نے نہیں دیکھا، یا تجھے معلوم نہیں، کلمہ تعجب ہے۔ ان کی مثل نہیں دیکھی گئیں، کا مطلب ہے کہ کوئی سورت ان کے علاوہ ایسی ہو کہ سب کی سب تعویذ ہو، یعنی پناہ طلب کرنے پر مشتمل ہو۔ یہ چیز صرف ان دو سورتوں میں ہی پائی جاتی ہے۔ اسی لئے انہیں معوذتین کہا جاتا ہے، پناہ دینے والیں۔ کیونکہ ان کے ذریعے سے پناہ طلب کی جاتی ہے۔

۱۰۱۵ - وعن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ۷ / ۱۰۱۵ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے الفاظ میں (معوذتین کے نزول سے پہلے يَعُوذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ، حَتَّى نَزَلَتِ الْمَعُودَتَانِ، فَلَمَّا نَزَلَتَا، أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا۔
 رواہ الترمذی وقال: حديث حسن۔ مانگنے کو اختیار فرمایا اور ان کے علاوہ دوسری چیزوں کو جب یہ نازل ہو گئیں تو آپ نے ان کے ذریعے سے پناہ

چھوڑ دیا۔ (ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الطب، باب ما في الرقية بالمعوذتين۔
 فوائد: انسانوں کی طرح جنات میں بھی اچھے اور برے دونوں قسم کے جن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی طاقت بھی عطا فرمائی ہے کہ وہ انسانوں کو اگر نقصان پہنچانا چاہیں تو اللہ کی مشیت سے پہنچا سکتے ہیں۔ بنا بریں شرارتی جن بعض دفعہ انسانوں کو تنگ کرتے اور انہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہوتے ہیں۔ اسی طرح نظر کا لگنا بھی برحق ہے، جس کا مطلب ہے کہ کوئی شخص کسی شخص کو بغض و حسد کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس کے بد اثرات دوسرے شخص تک بھی پہنچ جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ نقصان یا کسی حادثے اور تکلیف سے دوچار ہو جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ نظر محبت سے بھی ایسا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ جنات اور نظریہ دونوں سے اپنے الفاظ میں پناہ مانگا کرتے تھے۔ مثلاً اعوذ بک من الجان وعین الانسان (میں تیرے ذریعے سے پناہ مانگتا

ہوں جنوں سے اور انسانوں کی نظر سے) وغیرہ۔ جب قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نازل ہو گئیں تو پھر آپ نے اپنے الفاظ کی بجائے ان سورتوں کے ذریعے سے پناہ طلب کرنا شروع کر دیا۔ کیونکہ یہ سورتیں اسی مقصد کے لئے نازل کی گئی تھیں۔ ان کو معوذتین بھی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں سورتیں اللہ کے حکم سے اپنے پڑھنے والوں کو جنات اور نظربد سے بچاتی ہیں۔ معوذتین کے معنی ہیں پناہ دینے والی دو سورتیں۔ اس لئے ان مقاصد کے لئے ان سورتوں کا پڑھنا بہت مفید ہے، ان کے ذریعے سے اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہئے۔

۱۰۱۶۔ وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: «مِنَ الْقُرْآنِ سُورَةُ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ، وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ». رواه أبو داود والترمذي وقال: حديث حسن. وفي رواية أبي داود: «تَشْفَعُ».

۸ / ۱۰۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قرآن مجید کی ایک تیس سوڑہ ثلاثون آیت شفعۃ کرے گی جس نے ایک آدمی کی (اللہ کے ہاں) سفارش کی، یہاں تک کہ اس کی بخشش کر دی گئی اور وہ سورت تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی، حدیث حسن ہے)۔

اور ابو داؤد کی ایک روایت میں (ماضی کے صیغے کی بجائے) تشفع (صیغہ مضارع) ہے۔ (یعنی سفارش کرے گی)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في عدد الآي - وسنن ترمذي، أبواب ثواب القرآن، باب ما جاء في فضل سورة الملك.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ یہ سورت قیامت والے دن اپنے پڑھنے والے کے لئے بارگاہ الہی میں مغفرت کی سفارش کرے گی۔ اسے صیغہ ماضی میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ ماضی کی طرح ہی اس کا وقوع متحقق ہے۔ تاہم بعض میں صیغہ مضارع ہے۔

۱۰۱۷۔ وعن أبي مسعود البذري ۹ / ۱۰۱۷۔ حضرت ابو مسعود بذری رضی اللہ عنہ سے روایت رضی اللہ عنہ عن النبي ﷺ قال: «مَنْ قَرَأَ هِيَ، نَبِيَّ كَرِيمٍ ﷺ» نے فرمایا، جس نے رات کو سورہ بقرہ بالاکتین من آخر سورہ البقرہ فی لیلۃ کفّاه، متفق علیہ. قيل: كَفَّاهُ الْمَكْرُوهَ (بخاری و مسلم)

بعض نے کہا ہے کہ "کلنی ہو جائیں گی" کا مطلب ہے، اس رات کو ناپسندیدہ چیزوں سے اسے کلنی ہو جائیں گی اور بعض نے کہا ہے کہ قیام اللیل سے کلنی ہو جائیں گی (یعنی یہ دونوں آیتیں قیام اللیل کے ثواب کو متضمن ہیں)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المغازی، و کتاب فضائل القرآن، باب من لم یربأسا أن

بقول سورة الفاتحة وسورة كذا وكذا - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل سورة الفاتحة وخواتيم سورة البقرة.

فوائد: کافی ہو جانے کا مطلب ہے کہ سرکش شیاطین کی شرارتوں وغیرہ سے انسان بچ جاتا ہے، دوسرا مفہوم یہ ہے، جیسا کہ امام نووی نے بھی، دوسرا قول نقل فرمایا ہے کہ یہ دونوں آیات تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی۔ سورہ بقرہ کی یہ آخری دو آیات اُمن الرسول بما انزل الیہ سے آخر سورت تک ہیں۔

۱۰۱۸ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه ۱۰ / ۱۰۱۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
عنه أن رسول الله ﷺ قال: «لَا تَجْعَلُوا رسول الله ﷺ تم اپنے گھروں کو قبرستان
بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ النَّبِيِّ مَت بِنَاؤُ» بے شک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے
الَّذِي تَقْرَأُ فِيهِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ» رواه مسلم. جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب صلوة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته.
فوائد: مطلب یہ ہے کہ قبرستان میں جس طرح مردے پڑے ہوتے ہیں اور کوئی عمل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے، اسی طرح اگر تم بھی گھروں میں نفل نماز اور تلاوت قرآن کا اہتمام نہیں کرو گے، تو تمہارے گھر بھی قبرستان اور تم خود مردوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ علاوہ ازیں اس میں گھروں سے شیطان کو بھاگنے کا نسخہ بھی بتلادیا گیا ہے اور وہ ہے سورہ بقرہ کی خصوصی تلاوت۔

۱۰۱۹ - وعن أبي بن كعب رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! أُنْذِرُ أَيْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ مَا عَظُمَ؟» قُلْتُ: اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي وَقَالَ: «لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ» رواه مسلم.
۱۰ / ۱۰۱۹ - حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
رسول الله ﷺ نے فرمایا، اے ابو منذر! کیا تو جانتا ہے
کہ کتاب اللہ کی کون سی سب سے بڑی آیت تیرے پاس ہے (یعنی تیرے سینے میں محفوظ ہے؟) میں نے کہا،
اللہ لا الہ الا هو الحی القيوم۔ پس آپ نے
میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا، ابو منذر، تجھے علم
مبارک ہو (یعنی اس علم کی برکت سے تجھے قرآن کی
عظیم ترین آیت کا پتہ چل گیا) (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسي.
فوائد: اللہ لا الہ الا هو سے مراد پوری آیت الکرسی ہے، اس میں اللہ کی صفات جلیلہ اور قدرت عظیمہ کا بیان ہے، اس لئے اس آیت کی بڑی فضیلت ہے۔ علم مبارک ہو، کا مطلب ہے، تیرے لئے نافع اور عزت و سرفرازی کا باعث ہو۔ اس علم سے مراد قرآن و حدیث کا علم ہے جو یقیناً دنیا و آخرت میں سرخ رو کی کا باعث ہے۔

۱۰۲۰ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه ۱۲ / ۱۰۲۰ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
عنه قال: وَكَلَّنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحِفْظِ رسول الله ﷺ نے زکوٰۃ رمضان (یعنی صدقہ فطر) کی
زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ، فَجَعَلَ يَخْتُو حِفَاظَتِ میرے سپرد کی۔ پس ایک آنے والا میرے پاس

آیا اور کھانے کے غلے میں سے لپ بھرنے لگا، تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا، 'میں یقیناً تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا' اس نے کہا۔ میں ضرورت مند ہوں اور عیال دار ہوں، مجھے سخت ضرورت ہے۔ تو میں نے اسے چھوڑ دیا، پس میں نے صبح کی (اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابو ہریرہ، گزشتہ رات کو تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس نے اپنی ضرورت مندی اور عیال داری کی شکایت کی، تو مجھے اس پر رحم آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا، اس نے تجھ سے جھوٹ بولا اور وہ دوبارہ آئے گا، تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے یقین ہو گیا کہ وہ دوبارہ آئے گا۔ چنانچہ میں اس کے انتظار میں رہا۔ پس وہ آیا اور غلے میں سے لپ بھرنے لگا، تو میں نے کہا، 'میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا' اس نے کہا، 'مجھے چھوڑ دے' میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں اور میں آئندہ نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر ترس آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ پس میں نے صبح کی (اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا) تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابو ہریرہ، تیرے گزشتہ رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس نے حاجت اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر ترس آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا، اس نے تجھ سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔ پس میں تیسری مرتبہ اس کے انتظار میں رہا۔ چنانچہ وہ آیا اور غلے میں سے لپ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا، 'میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا' تیرا یہ آنا تیسری مرتبہ ہے، تو (ہر مرتبہ) یہی کہتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا اور پھر آجاتا

مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَا زَفَعْتُكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: إِنِّي مُخْتَانٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ، وَبِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، فَخَلَيْتُ عَنْهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! مَا فَعَلَ أَمِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! شَكَا حَاجَةً وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ. فَقَالَ: «أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ» فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَصَدْتُهُ، فَجَاءَ يَخْتُو مِنَ الطَّعَامِ، فَقُلْتُ: لَا زَفَعْتُكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: دَغْنِي فَإِنِّي مُخْتَانٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ لَا أَعُودُ، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! مَا فَعَلَ أَمِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! شَكَا حَاجَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ، فَقَالَ: «إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ» فَرَصَدْتُهُ الثَّلَاثَةَ، فَجَاءَ يَخْتُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَا زَفَعْتُكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَهَذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ أَنْتَ تَزْعُمُ أَنَّكَ لَا تَعُودُ، ثُمَّ تَعُودُ! فَقَالَ: دَغْنِي فَإِنِّي أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَافْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فَإِنَّهُ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ، وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تَضِيحَ، فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا فَعَلَ أَمِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهَا فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ. قَالَ: «مَا هِيَ؟» قُلْتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَافْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ

ہے، اس نے کہا، مجھے چھوڑ دے، میں تجھے چند کلمات سکھا دیتا ہوں، ان کے ذریعے سے اللہ تجھے فائدہ پہنچائے گا۔ میں نے کہا، وہ کیا کلمات ہیں؟ اس نے کہا، جب تو اپنے بستر کی طرف قرار پکڑے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر، (اس کی وجہ سے) صبح تک تجھ پر اللہ کی طرف سے ایک نگران مقرر رہے گا اور شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔ تو میں نے (پھر) اسے چھوڑ دیا۔ پس جب میں نے صبح کی تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تیرے رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا، یا رسول اللہ! اس نے کہا کہ وہ مجھے ایسے کلمات سکھائے گا جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے گا، تو میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ نے پوچھا، وہ کلمات کون سے ہیں؟ میں نے عرض کیا، اس نے مجھ سے کہا کہ جب تو اپنے بستر کی طرف ٹھکانا پکڑے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر۔ اول سے آخر تک۔ اور اس نے (یہ بھی) کہا، کہ اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک نگران رہے گا اور صبح تک شیطان ہرگز تیرے قریب نہیں آئے گا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا، خبردار، یقیناً اس نے سچ کہا، حالانکہ وہ خود بڑا جھوٹا ہے، اے ابو ہریرہ، تو جانتا ہے، تین راتوں سے تو کس سے مخاطب رہا ہے؟ میں نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا، وہ شیطان تھا۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الوکالة، باب إذا وكل رجلا فترك الوكيل شيئاً فأجازہ الموكل... .

قوائد: حشایحشو کے معنی ہیں، دونوں ہتھیلیوں سے کسی چیز کو سیٹنا اور لینا۔ اسے اردو میں لپ بھر کر لینا کہتے ہیں۔ اس آیت میں آیت الکرسی کی فضیلت اور رات کو سوتے وقت پڑھنے کی ترغیب ہے۔

۱۰۲۱۔ وعن أبي الدرداء رضي الله ۱۳۰ / ۱۰۲۱۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَفِظَ بَيْتَ شَكِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَفَعَهُ بِمَا فِيهِ مِنْ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنَ الدَّجَالِ». وفي رواية: «مَنْ آخِرِ سُورَةِ

الکھف، رواہما مسلم۔ کی آخری دس آیتیں (یاد کر لے گا) (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل سورة الکھف۔

فوائد: دجال کا ظہور قیامت کے قریب ہو گا۔ اسے اللہ تعالیٰ بعض خارق عادت امور پر قدرت دے گا؛ جنہیں دیکھ کر بہت سے کمزور ایمان والے لوگ متزلزل ہو جائیں گے۔ اس لئے یہ فتنہ بہت ہی سخت اور نہایت مبر آڑا ہو گا، اسی لئے ہر پیغمبر نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا اور ہمارے پیغمبر نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی امت کو اس فتنے سے خبردار اور اس سے بچنے اور پناہ مانگنے کی تاکید و تلقین فرمائی ہے۔ اس حدیث میں بھی دجال کے دام ترویہ میں پھنسنے سے بچاؤ کے لئے نسخہ بتلایا گیا ہے۔ سورہ کھف کی ابتدائی دس آیات اور آخری دس آیات دونوں کو یاد کرنا اور صبح و شام ان کی تلاوت کرنا اس کام کے لئے مفید ہیں۔ تاہم شیخ البانی نے دوسری روایت کو شاذ اور پہلی روایت ہی کو محفوظ قرار دیا ہے۔ یعنی پہلی دس آیات کی تلاوت، فتنہ دجال سے بچاؤ کے لئے مفید ہیں۔ دیکھئے الصحیح، رقم ۵۸۲

۱۰۲۲ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ فَوْقِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «هَذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فَتُحِ الْيَوْمَ، وَلَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَتَزَلَّ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ: هَذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَسَلَّمَ وَقَالَ: أُبَشِّرُ بِنَوْرَيْنِ أُوتِيَتْهُمَا، لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهَا إِلَّا أُعْطِيَتهُ». رواه مسلم. «النَّقِيضُ»: الصَّوْتُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک وقت حضرت جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے کہ انہوں نے اپنے اوپر سے ایک آواز سنی، انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا، یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے اور آج سے پہلے یہ کبھی نہیں کھولا گیا تھا اور اس سے ایک فرشتہ اترتا ہے۔ حضرت جبریل نے فرمایا، یہ فرشتہ جو زمین پر اترتا ہے، آج سے پہلے کبھی نہیں اترتا، پس اس فرشتے نے آپ کو سلام عرض کیا اور کہا، آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو جو آپ کو عطا کئے گئے، آپ سے پہلے یہ کسی نبی کو نہیں دیئے گئے (ایک) سورہ فاتحہ اور (دوسرا) سورہ بقرہ کی آخری آیات۔ آپ ان میں سے جس ایک حرف کی بھی تلاوت کریں گے (مضمون کی مناسبت سے) وہ چیز آپ کو عطا کر دی جائے گی۔ (مسلم)

النَّقِيضُ، کے معنی ہیں، آواز

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل الفاتحة وخواتيم سورة البقرة۔ فوائد: اس میں سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیات (آمن الرسول سے آخر سورت تک) کی فضیلت ہے جو انہیں اخلاص کے ساتھ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے وہ ہدایت و سعادت عطا فرما دے گا، جن پر یہ آیات مشتمل ہیں۔

۱۰۲۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ، وَيَتَذَكَّرُونَ بِهِ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ»
رواہ مسلم۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذکر۔
تفواہد: یتد ارسونہ، کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کو درس دیتے ہیں یعنی قرآنی علوم و معارف پر
 مذاکرہ و مباحثہ کرتے ہیں، دوسرا مفہوم ہے کہ قرآن مجید کا باہم دور کرتے ہیں یعنی ایک دوسرے کو قرآن کریم
 سناتے ہیں۔ یہ دونوں ہی مفہوم صحیح ہو سکتے ہیں، کیونکہ دونوں ہی کام محمود و مستحسن ہیں اور اللہ کی خصوصی
 رحمت و رضامندی کا باعث۔

۱۸۵۔ وضو کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو (ارادہ کرو) تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لو اور اپنے سروں کا مسح کر لو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک دھو لو اور اگر تم جنبی ہو تو اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرو (غسل کرو) (اس قول تک) اللہ تعالیٰ تم پر تنگی کا ارادہ نہیں کرتا، بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر پوری کرے، تاکہ تم شکر کرو۔ (المائدہ، ۶)

فائدہ آیت: اس آیت میں وضو کرنے کا حکم ہے، اس لئے امام نوویؒ نے اسے یہاں نقل فرمایا ہے۔

۱۰۲۴ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنِّي أَتَيْتُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ»^۱ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے لوگوں کو قیامت والے دن اس حال میں نکارا

یہ روشنی بڑھانے کی طاقت رکھے تو وہ ضرور ایسا کرے
(یعنی اعضائے وضوء کو ان کی مقدار سے زیادہ دھونے
کی کوشش کرے، تاکہ روشنی میں مزید اضافہ ہو)۔
(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الوضوء، باب فضل الوضوء والغر المحجلون من آثار الوضوء - وصحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتججيل.

فوائد: غر، اغر کی جمع ہے، اغر کے معنی ہیں ذوغرة (چمک یا سفیدی والا) سفید پیشانی والے جانور (گھوڑے وغیرہ) کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے، یہاں مراد وہ نور ہے جس سے روز قیامت اہل ایمان کی پیشانیاں روشن ہوں گی اور وہ اس کی وجہ سے ممتاز ہوں گے۔ محجلین، تحجیل سے ہے، اس کے معنی بھی سفیدی کے ہیں، لیکن اس کا استعمال اس سفیدی کے لئے ہوتا ہے جو گھوڑے کی چاروں یا تین ٹانگوں میں ہوتی ہے۔ یہاں حدیث سے مراد اہل ایمان کے ہاتھوں اور پیروں کی وہ روشنی ہے جو وضوء کی وجہ سے انہیں حاصل ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح وہ گھوڑا ممتاز ہوتا ہے جس کے منہ اور ٹانگوں پر سفیدی ہوتی ہے، اسی طرح امت محمدیہ کے اہل ایمان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے اور وہ میدان محشر میں دوسری امتوں سے ممتاز ہوں گے۔

امت کی دو قسمیں ہیں، امت دعوت، یعنی وہ امت جس کی طرف رسول کو مبعوث کیا گیا، اس اعتبار سے تمام انسان بلا امتیاز و تفریق، امت محمد (ﷺ) میں شامل ہیں۔ دوسری قسم ہے امت اجابت، یعنی امت کے وہ افراد جنہوں نے پیغمبر کی دعوت پر لبیک کہا اور ایمان لائے۔ اس حدیث میں امت سے مراد یہی امت اجابت ہے۔ اس سے جہاں ایک طرف وضوء کی فضیلت واضح ہے، وہاں دوسری طرف اس امر کی بھی ترغیب ہے کہ اعضائے وضوء کو اس حد سے زیادہ دھویا جائے جو ضروری ہے۔ جیسے ہاتھوں کو کھینچوں تک دھونے کی بجائے کندھوں تک اور پیروں کو ٹخنوں تک دھونے کی بجائے نصف پنڈلیوں یا گھٹنوں تک دھویا جائے۔ سلف کی ایک جماعت اور فقہائے شافعیہ و حنبلیہ کی اکثریت نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔ (فتح الباری)

۱۰۲۵ - وعنه قال: سَمِعْتُ خَلِيلِي ﷺ يَقُولُ: «تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضْوءُ»، رواه مسلم.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب تبلغ الحلیۃ حیث یبلغ الوضوء۔
فوائد: اس میں بھی وضوء کے پانی کو زیادہ سے زیادہ جگہ تک پہنچانے کی ترغیب ہے۔

۱۰۲۶ - وعن عثمان بن عفان ۳ / ۱۰۲۶ - حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: 'ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے وضو کیا 'مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءِ، خَرَجَتْ' اور اچھے طریقے سے (سنت کے مطابق) وضو کیا، تو اس خطایہٗ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ کے جسم سے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے ناخنوں اظفارہ' رواہ مسلم۔ کے نیچے سے بھی۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء۔
 فوائد: اچھے طریقے سے وضو کرنے کا مطلب سنت کے مطابق کرنا ہے، جسم سے گناہ نکلنے کا مطلب گناہوں کی معافی ہے اور گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔ کیونکہ کبیرہ گناہ خالص توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔

۱۰۲۷ - وعنه قال: رَأَيْتُ ۴ / ۱۰۲۷ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قال: 'مَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَكَانَتْ صَلَاتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً' رواہ مسلم۔ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے وضو کی طرح وضوء کرتے ہوئے دیکھا، پھر آپ نے فرمایا، جو اس طرح وضو کرے تو اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کی نماز اور اس کے مسجد کی طرف چل کر جانے کا ثواب ایک زائد چیز ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء والصلاة عقبہ۔
 فوائد: وضو صغیرہ گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے، بشرطیکہ ان کا تعلق حقوق العباد سے نہ ہو، کیونکہ وہ بھی توبہ اور حقوق کی ادائیگی اور تلافی کے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔ گویا گھر سے وضو کر کے جانا نہایت فضیلت والا عمل ہے، اسی عمل سے وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کا مسجد کی طرف چل کر جانا اور مسجد میں نماز پڑھنا مزید ثواب اور رفع درجات کا باعث ہے۔

۱۰۲۸ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه ۵ / ۱۰۲۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، 'عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ - أَوِ الْمُؤْمِنُ - فَغَسَلَ وَجْهَهُ، خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرُ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ، خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَتْ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ، خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، حَتَّى يَخْرُجَ نَفِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ» جاتے ہیں جن کو اس کے ہاتھوں نے پکڑا تھا (یعنی ان کا

ار تکاب ہاتھوں نے کیا تھا) اور جب اپنے پیروں کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جن کی طرف اس کے پیر چل کر گئے تھے، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر نکل آتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء۔
فوائد: اس کا مطلب بھی وہی ہے جو گزشتہ حدیثوں کا بیان ہوا کہ وضو سے صغیرہ گناہ، جو حقوق اللہ سے متعلق ہوں، معاف ہو جاتے ہیں۔ گویا وضو جسمانی نفاذات کے ساتھ باطنی طہارت کا بھی ذریعہ ہے۔

۱۰۲۹ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَّى الْمُقْبِرَةَ فَقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ وَذِدَّتْ أُنَا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا» قَالُوا: أَوْ لَسْنَا إِخْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «أَنْتُمْ أَصْحَابِي، وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ» قَالُوا: كَيْفَ نَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غَرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْنِ خَيْلٍ دُهِمٍ بُهُمْ، أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟» قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غَرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ، وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْخَوْصِ» رواه مسلم۔

۱۰۲۹ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لائے اور فرمایا۔ تم پر سلام ہو اے ایمان دار گھر والو! اور ہم، اگر اللہ نے چاہا تو تمہیں ملنے والے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ، کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا، تم میرے ساتھی ہو اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے۔ صحابہؓ نے کہا، اللہ کے رسول، آپ کی امت کے وہ لوگ جو ابھی تک نہیں آئے، آپ انہیں کیسے پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا، یہ بتاؤ، اگر ایک آدمی کے ایسے گھوڑے، جن کی پیشانی اور ٹانگیں سفید ہوں، خالص سیاہ رنگ کے گھوڑوں کے درمیان ہوں، کیا وہ اپنے گھوڑے نہیں پہچان لے گا؟ صحابہؓ نے عرض کیا، کیوں نہیں یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا، پس (میری امت کے بعد میں آنے والے لوگ بھی) اس حال میں (میدان محشر میں) آئیں گے کہ وضوء کی وجہ سے ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے اور میں حوض (کوثر) پر ان کا میر سامان ہوں گا۔ (یعنی پہلے پہنچا ہوا ہوں گا) (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل۔
فوائد: اس میں اپنے بعد آنے والے تمام مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ نے انما المؤمنون اخوة (سورہ حجرات) کے مطابق اپنا بھائی قرار دیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مزید یہ شرف و فضل حاصل ہے کہ وہ بھائی ہونے

کے علاوہ صحابی بھی ہیں۔ اس میں اس حوض کوثر کا بیان ہے جو نبی ﷺ کو قیامت والے دن عطا کیا جائے گا اور آپ اپنے امتیوں کو اس میں سے پانی پلائیں گے جس کے بعد انہیں کبھی پیاس محسوس نہیں ہوگی۔ تاہم اہل بدعت اس شرف سے محروم رہیں گے، جیسا کہ دوسری روایات میں صراحت ہے۔ فرط (میرسان) اس شخص کو کہا جاتا ہے جو قافلے میں سے سب سے پہلے آگے جا کر قافلے کے ٹھہرنے اور ان کی دیگر ضروریات کا انتظام کرتا ہے۔ یہ امت حمیریہ کا شرف ہے کہ ان کے پیش رو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہوں گے۔

۱۰۳۰ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟» قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ؛ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ» رواه مسلم.

۱۰۳۰ / ۷ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ خطائیں مٹا دیتا ہے اور درجے بلند فرماتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا۔ کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا، مشقت اور ناگواری کے باوجود کامل وضوء کرنا، مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چلنا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا، پس یہی رباط ہے، پس یہی رباط ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب إسباغ الوضوء علی المکارہ۔
تواکد: مشقت اور ناگواری کا مطلب، سخت سردی وغیرہ میں پورا وضوء کرنا ہے۔ رباط کا مطلب ہوتا ہے سرحد یا محاذ جنگ پر پہرہ دینا اور رات دن کسی ایک جگہ پر بیٹھ کر نگرانی کرنا تاکہ دشمن کو اندر آنے یا حملہ آور ہونے کا موقع نہ ملے۔ نماز کے بعد نماز کے انتظار کو رباط اس لئے فرمایا کہ اس طرح ایک نمازی بھی اپنے نفس کو مسلسل اللہ کی اطاعت و عبادت پر لگائے رکھتا ہے تاکہ شیطان اس کے نفس پر غالب نہ آسکے۔ یہ روایت باب بیان کثرت طرق الخیر میں بھی گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱۵/۱۳۱

۱۰۳۱ - وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ» رواه مسلم.

۱۰۳۱ / ۸ - حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔ (مسلم)

یہ روایت پوری تفصیل سے باب الصبر، رقم ۱۲۵/۲۵ میں گزر چکی ہے۔
وقد سبق بطوله في باب الصبر.

وفي الباب حديث عمرو بن عبسَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِي آخِرِ بَابِ الرِّجَاءِ وَهُوَ حَدِيثٌ عَظِيمٌ مُشْتَمِلٌ عَلَى جُمْلَةٍ مِنَ الْخَيْرَاتِ.

اور اس موضوع پر عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی حدیث (بھی) ہے جو پہلے باب الرجاء کے آخر میں گزر چکی ہے اور یہ حدیث بڑی اہم ہے جو نیکی کے بہت سے کاموں پر مشتمل ہے۔

(دیکھئے رقم ۲۷/۴۳۹)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، و کتاب صلاۃ المسافرین، باب إسلام عمرو بن عبسہ۔

نوآمد: طہور کے معنی پاکیزگی ہے۔ یہ نماز کی صحت کے لئے شرط ہے۔ ناپاکی کی حالت میں انسان کے لئے نماز پڑھنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔ پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دینے سے پاکیزگی کی اہمیت واضح ہے۔

۱۰۳۲ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلَغُ - أَوْ فَيَسْبِغُ الْوُضُوءَ - ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ؛ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ» رواه مسلم. وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ».

۱۰۳۲ / ۹ - حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے جو شخص وضوء کرے اور کمال وضوء کرے، پھر کہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، وہ جس میں سے چاہے اندر داخل ہو جائے۔ (مسلم)

اور ترمذی نے یہ الفاظ زیادہ روایت کئے ہیں، اے اللہ مجھے خوب توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور خوب پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں سے بنا۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الذکر المستحب عقب الوضوء - وسنن ترمذی، أبواب الطہارۃ، باب ما یقال بعد الوضوء۔

نوآمد: راوی کو شک ہے کہ نبی ﷺ نے یبلغ کا لفظ استعمال فرمایا یا فیسبغ کا، مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔ کمال وضوء کرنا۔ تواب کے معنی ہیں بہت زیادہ (اللہ کی طرف) رجوع کرنے یعنی توبہ کرنے والا، خوب پاکیزگی حاصل کرنے سے مراد ہے، مٹا ہوں اور نافرمانیوں سے بچ کر روحانی پاکیزگی حاصل کرنا۔

۱۸۶ - اذان کی فضیلت کا بیان

۱۰۳۳ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّغْتِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهْمُوا عَلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا» مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ. «الاسْتِهَامُ»: الْاِفْتِسَاعُ،

۱۰۳۳ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر لوگ اس فضیلت کو جان لیں جو اذان دینے اور پہلی صف میں ہے، پھر وہ اس پر قرعہ اندازی کے بغیر کوئی چارہ نہ پائیں، تو یقیناً وہ اس پر قرعہ اندازی کریں اور اگر وہ جان لیں کہ اول وقت آنے میں کیا فضیلت ہے، تو وہ ضرور اس کی طرف دوڑ دوڑ کر آئیں اور اگر وہ جان لیں کہ عشاء اور فجر کی نماز

کی کتنی فضیلت ہے تو وہ ضرور اس میں شریک ہوں
اگرچہ انہیں گھٹ گھٹ کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)
الاستہام، قرعہ اندازی کرنا۔ تہجیر، نماز کی
طرف جلدی اور پہلے وقت پر آنا۔

وَالْتَهْجِيرُ: التَّكْبِيرُ إِلَى الصَّلَاةِ.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الاستہام فی الأذان - وصحیح مسلم، کتاب
الصلاة، باب تسوية الصفوف.

فوائد: حبوا کے معنی ہیں ہاتھوں کے سارے چلنا جیسے بچہ ابتداء میں چلتا ہے یا گھٹنوں یا سرینوں (چوتروں)
کے بل گھٹ گھٹ کر چلنا۔ اس میں اذان اور پہلی صف کی، جو امام کے ساتھ ہوتی ہے، فضیلت کے علاوہ عشاء
اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید ہے۔ کیونکہ دوسری روایات میں آتا ہے کہ یہ دونوں نمازیں منافقین پر
سب سے زیادہ بھاری ہیں۔

۱۰۳۴ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲ / ۱۰۳۴ - حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَمْ يَأْذَنْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَأْذَنَ لَهُ، لَمْ يَأْذَنْ لِنَفْسِهِ»
«الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْتَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ» دینے والے قیامت کے دن دیگر تمام لوگوں سے لمبی
رواہ مسلم۔ گردن والے ہوں گے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل الأذان.

فوائد: اس سے اذان کی فضیلت واضح ہے۔ اذان اللہ کی عبادت اور خیر کی طرف بلانے کا نام ہے، جتنے لوگ
مؤذن کی اذان سن کر نماز پڑھنے آئیں گے، مؤذن کو ان سب نمازیوں کی نمازوں کے برابر ثواب بھی ملے گا
کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے، من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ، جو خیر کی طرف رہنمائی کرے گا
تو اس کو بھی اس خیر کے عمل کرنے والے کی مثل اجر ملے گا۔ اسی لئے میدان محشر میں وہ تمام لوگوں میں ممتاز ہو
گا کہ اس کی گردن سب سے لمبی ہوگی۔

۱۰۳۵ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ
الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ: إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ النِّعَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتُ فِي غَنَمِكَ
أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذْنْتُ لِلصَّلَاةِ، فَارْفَعْ صَوْتَكَ
بِالنِّدَاءِ، فَإِنَّهُ «لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ
الْمُؤَذِّنِ جَنَّ، وَلَا إِنْسٍ، وَلَا شَيْءٍ إِلَّا
شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» قال أبو سعيد:
سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. رواه البخاري.

۳ / ۱۰۳۵ - حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی
صعصعہ روایت کرتے ہیں کہ ان سے حضرت ابوسعید
خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم
بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو، پس جب تم اپنی
بکریوں یا جنگل میں ہو اور نماز کے لئے اذان کو تو اذان
میں اپنی آواز کو اونچا کیا کرو، اس لئے کہ مؤذن کی آواز
کو آخری حصہ تک جو جن، انسان اور کوئی اور چیز سنتی
ہے تو قیامت والے دن وہ اس کے لئے گواہی دے گی۔
حضرت ابوسعید نے فرمایا، میں نے یہ بات رسول اللہ

ﷺ سے سنی ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب رفع الصوت بالنداء.

فوائد: ششی، کوئی اور چیز، عام ہے، اس میں حیوانات، نباتات اور جمادات آجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بھی قوت گویائی عطا فرمائے گا اور یہ چیزیں بھی، انسانوں اور جنات کی طرح، بارگاہ الہی میں مؤذن کی اذان کی شہادت دیں گی۔ اس سے بھی اذان اور مؤذن کی فضیلت واضح ہے۔

۱۰۳۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ، أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ، لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأَذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النَّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا تُتُوبُ لِلصَّلَاةِ أَذْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّوْبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، وَادْكُرْ كَذَا - لِمَا لَمْ يَذْكُرْ مِنْ قَبْلُ - حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَذِرِي كَمْ صَلَّى، متفقٌ عليه. «التَّوْبُ»: الإِقَامَةُ.

۱۰۳۶ / ۴ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پادتا (ہوا خارج کرتا) ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سنے، پس جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو (واپس) آجاتا ہے، یہاں تک کہ جب تکبیر کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے، پھر جب تکبیر پوری ہو چکتی ہے تو (پھر) آجاتا ہے حتیٰ کہ آدمی اور اس کے نفس کے درمیان وسوسے ڈالتا ہے، کہتا ہے، فلاں چیز یاد کر، فلاں چیز یاد کر، وہ چیزیں جو اس سے پہلے اسے یاد نہ تھیں، یہاں تک کہ آدمی کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ اسے پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشویب کے معنی ہیں، اقامت (تکبیر کہنا)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل التأذین - وصحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه.

فوائد: ادبر اور ولہ ضراط کا مطلب ہے، شیطان تیزی سے بھاگتا ہے، جس سے اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور پیچھے سے ہوا خارج ہوتی رہتی ہے۔ یا وہ بالقصد شرار تا گوزار تا ہوا بھاگتا ہے۔ بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ نماز اور اذان سے کراہت شیطان کا فعل ہے۔ دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوئی کہ نماز میں خشوع خضوع کا اہتمام ضروری ہے تاکہ شیطان کی وسوسہ اندازی کو ناکام بنایا جاسکے۔

۱۰۳۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَمِعْتُمُ النَّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا

۱۰۳۷ / ۵ - حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم اذان سنو، تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے، پھر مجھ پر درود پڑھو، اس لئے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس

عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِيِ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَزْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيِ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر تم اللہ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو، بے شک یہ جنت میں ایک بلند درجہ ہے، یہ اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، پس جو شخص میرے لئے وسیلے کا سوال کرے گا، اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن۔

فوائد: صلاة کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو اس وقت اس کے معنی رحمت و مغفرت کے اور فرشتوں کی طرف ہو تو مغفرت طلب کرنے کے اور بندوں کی طرف ہو تو دعا کرنے کے ہوتے ہیں۔ وسیلہ کے لغوی معنی قرب کے ہیں، یا وہ طریقہ اور ذریعہ جس سے انسان اپنے مقصود تک پہنچ جائے۔ لیکن یہاں اس سے مراد جنت کا وہ درجہ ہے جو اللہ کے نبی ﷺ کو عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کے معنی ہوتے ہیں، خطاؤں اور کوتاہیوں سے درگزر کرنے کی یا کسی سے کسی کے لئے خیر کی درخواست کرنا، حدیث میں اس سے مراد آپ کا وہ حق شفاعت ہے جس کی رو سے آپ ان لوگوں کی مغفرت کی درخواست کریں گے جن کی بابت اللہ کی طرف سے اجازت ملے گی۔

اس میں ایک اس امر کی ترغیب ہے کہ اذان سننے والا بھی کلمات اذان ادا کرتا رہے، البتہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ کے دوسرے، اس کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھے اور پھر دعائے وسیلہ، تو ایسے شخص کے لئے شفاعت واجب ہو جائے گی، بشرطیکہ اس کا خاتمہ ایمان و توحید پر ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مفضول (کم تر درجے والے) کی دعا سے فاضل (بلند تر رتبہ رکھنے والے) کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

۱۰۳۸ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ۖ / ۶ - ۱۰۳۸ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ النَّدَاءَ، فَقُولُوا كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ» متفقٌ عليه۔
 ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم اذان سنو تو اسی طرح کو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادي - وصحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن۔

فوائد: اس میں بھی کلمات اذان دہرانے کا حکم ہے۔

۱۰۳۹ - وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النَّدَاءَ: اللَّهُمَّ! رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ النَّاشِئَةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا ۖ / ۷ - ۱۰۳۹ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اذان سن کر یہ کہے، اے اللہ! اس کمال دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے مالک! محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس

(واجب) ہوگی۔ (بخاری)

الْقِيَامَةِ». رواه البخاري.

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب الدعاء عند النداء.

فوائد: دعوت سے مراد یہاں الفاظ اذان ہیں اور کامل کا مطلب ہے کہ قیامت تک اس میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں آئے گی، یا اس میں کوئی نقص نہیں ہے، کیونکہ یہ تمام عقائد کو جامع ہے، قائم ہونے والی نماز کا مطلب یا تو یہ ہے کہ اذان کے بعد ہی وہ قائم ہونے والی ہے، یا یہ ہے کہ قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ اس میں دعائے وسیلہ پڑھنے کی فضیلت ہے، اسے اسی طریقے سے پڑھا جائے جس کی وضاحت حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث میں گزری، یعنی پہلے کلمات اذان دہرائے جائیں، پھر درود پڑھا جائے اور پھر نبی ﷺ کے لئے وسیلے کی دعا کی جائے۔

۱۰۴۰ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ».

رواہ مسلم۔

۸ / ۱۰۴۰ - حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اذان سن کر کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر، محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں، تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن.

فوائد: اس میں دعائے وسیلہ کے علاوہ ایک اور دعا ہے، اسے بھی پڑھنا چاہئے۔

۱۰۴۱ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۹/۱۰۴۱ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الدُّعَاءُ لَا يَرُدُّ
سِوَى الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ». رواه أبو داود،
روئیں کی جاتی۔

والترمذی وقال: حدیث حسن۔ (ابو داؤد ترمذی۔ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن أبی داود، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی الدعاء بین الأذان والإقامة -
وسنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء فی أن الدعاء لا یرد بین الأذان والإقامة.
فوائد: اذان اور تکبیر کے درمیان کا وقت بھی قبولیت دعا کا وقت ہے۔

۱۸۷۔ بابُ فضل الصَّلَوَاتِ ۱۸۷۔ نمازوں کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بے شک نماز بے حیائی اور منکر

تَنْهَى عَنْ الْفَحْشَاءِ كَاموں سے روکتی ہے۔ (سورہ عنکبوت ۴۵) وَالْمُنْكَرِ ﴿العنکبوت: ۴۵﴾۔

فائدہ آیت: نماز کا یہ فائدہ اس شخص کے حصے میں آتا ہے جو نماز کو اس کے آداب کے ساتھ ادا کرتا ہے، یعنی سنت نبویؐ کے مطابق اور خشوع خضوع کے ساتھ۔ ٹھوگوں والی اور ”تو پھل میں آیا“ کے انداز میں پڑھی جانے والی نماز، نماز ہی نہیں، اس سے انسان کے اندر کوئی تبدیلی بھی نہیں آتی۔ اس لئے ضروری ہے کہ نماز کو نماز سمجھ کر ہی پڑھا جائے۔

۱۰۴۲ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا يَبَازِ بِأَبْأَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؟» قَالُوا: لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؛ قَالَ: «فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، يَمْحُو اللَّهُ بِهِنَ الْخَطَايَا» متفقٌ عليه.

۱۰۴۲ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، بھلا تلاء، اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر نہر ہو جس سے وہ روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو، کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ نے عرض کیا، اس کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ نے فرمایا، پس یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلوات الخمس كفارة - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب المشى إلى الصلوة تمحي به الخطايا وترفع به الدرجات.

فوائد: اس میں پانچوں نمازوں کی ادائیگی کی فضیلت اور اس کا فائدہ بیان کیا گیا ہے کہ ان سے انسان کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ لیکن اسی نماز سے جو سنت کے مطابق خشوع و خضوع کے ساتھ پابندی سے ادا کی جائے، نہ کہ اپنے من مانے طریقے سے اور جب جی چاہا پڑھ لینے سے۔

۱۰۴۳ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرِ جَارٍ غَمْرٍ عَلَى بَابٍ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ» رواه مسلم.

۱۰۴۳ / ۲ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پانچوں نمازوں کی مثال اس بڑی گرمی نہر کی سی ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے پر ہو جس سے وہ روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو۔ (مسلم)

الغمر، غین پر زبر، اس کے معنی ہیں، زیادہ المعجمة: الكثير.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المشى إلى الصلاة تمحي به الخطايا وترفع به الدرجات.

۱۰۴۴ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ قُبْلَةً، فَأَتَى

۱۰۴۴ / ۳ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا، پس وہ

النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: نَبِيُّ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو بتلایا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی ”اور نماز قائم کر دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کی گھڑیوں میں، بے شک نیکیاں، برائیوں کو دور کرتی ہیں“ (سورہ ہود، ۱۱۴) پس اس آدمی نے کہا، کیا یہ آیت (خاص) میرے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا، میری تمام امت کے لئے ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورہ ہود، - وصحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب قوله تعالى ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ الشَّيْئَاتِ﴾.

فوائد: دن کے دونوں کناروں سے مراد، فجر اور مغرب کی نماز اور بعض کے نزدیک صرف عشاء اور بعض کے نزدیک مغرب اور عشاء کی نماز ہے اور رات کی کچھ گھڑی سے مراد نماز تہجد ہے۔ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں، ممکن ہے کہ یہ آیت معراج سے قبل نازل ہوئی ہو جس میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں، کیونکہ اس سے قبل دو نمازیں ہی فرض تھیں، ایک طلوع شمس سے قبل اور ایک غروب سے قبل اور رات کے پچھلے پہر میں نماز تہجد۔ بہر حال اس بحث سے قطع نظر یہاں اس آیت کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ نماز ایک بہت بڑی نیکی ہے اور نیکی کفارہ سینات ہے۔ لیکن سینات صغیرہ کے لئے۔ کیونکہ کبیرہ گناہ خالص توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔ ان کی معافی کے لئے خالص توبہ ضروری ہے۔

۱۰۴۵ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: «الصلوات الخمس، والجمعة إلى الجمعة، كفارة لما بينهن، ما لم تغش الكبائر» رواه مسلم.

۱۰۴۵ - حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے،

عنه أن رسول الله ﷺ قال: «الصلوات الخمس، والجمعة إلى الجمعة، كفارة لما بينهن، ما لم تغش الكبائر» رواه مسلم.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پانچ نمازیں، جمعہ دوسرے جمعے تک (کا وقفہ) ان (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہے جو اس کے درمیان ہوں گے جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان....

فوائد: اس میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ پانچوں نمازوں کے درمیان اور ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک کے وقفے کے دوران جو چھوٹے چھوٹے گناہ ہوتے ہیں، وہ معاف ہو جاتے ہیں، بشرطیکہ کبار کا ارتکاب نہ ہو۔ کیونکہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوں گے جیسے شرک، والدین کی نافرمانی، جھوٹی قسم، جھوٹی گواہی، یتیم کا مال کھانا، پاک دامنوں پر تمسٹ لگانا وغیرہ گناہ ہیں۔ یہ صرف نماز پڑھ لینے سے معاف نہیں ہوں گے۔

۱۰۴۶ - وعن عثمان بن عفان رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «مَنْ أَمْرِيءٌ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مِّنْ أَمْرِيءٍ مُّسْلِمٍ مَّرَّةً يَوْمًا يَغْفِرُ لَهُ مَا كَانَ يَفْعَلُ فِيهِ مِنْ ذُنُوبٍ»

۱۰۴۶ - حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جو

اللهم / اياك ارجو، و اليك

[illegible][illegible]

۱/ ۷۱۰۱ - حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ صَلَّى رَمَلًا» (مسلماً) پڑھا ہے، وہ جنت میں جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

سہ ماہی کے بارے میں ۷۷۱- ۷۷۲

الحمد لله الذي جعلنا من آل أبي طالب

[illegible]

129-3-(1)

[illegible]

(۷، ۸) (۹، ۱۰) (۱۱، ۱۲)

مَكْتُوبَةٌ فَيَحْسِنُ وُضُوءَهَا، وَخُشُوعَهَا، وَرُكُوعَهَا، إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ تُؤْتِ كَبِيرَةً، وَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ» رواه مسلم.

کے لئے اچھا وضو کرے، اچھے طریقے سے خشوع اور رکوع کرے، تو وہ نماز اس کے ماقبل کے گناہوں کے لئے کفارہ بن جائے گی، جب تک وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے اور یہ (اللہ تعالیٰ کا معاملہ رحمت) ہمیشہ رہتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء والصلاة عقبہ۔

فوائد: اس میں نماز کے آداب و ارکان کو صحیح طریقے سے بجالانے کا بیان ہے، مثلاً وضو، خشوع خضوع اور اعتدال ارکان وغیرہ۔ ایسی نماز ہی کفارہ سیئات بنے گی۔ ورنہ پھر بقول علامہ اقبال ع

تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

۱۸۸۔ بابُ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ - ۱۸۸۔ صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت

۱۰۴۷۔ عن أبي موسى رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نِيْلًا فَرَمَا، جَوْفُصًا دُوْ ثَمْنِيْنَ نَمَازِيْنَ الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ» متفقٌ عليه. پڑھتا ہے، وہ جنت میں جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

«الْبَرْدَانِ»: الصُّبْحُ وَالْعَصْرُ.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب مواقیات الصلاة، باب فضل صلاة الفجر - وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیہما.

فوائد: ویسے تو ہر نماز کی پابندی ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ تاہم بعض نمازیں ایسی ہیں کہ جن کی پابندی خصوصی اہتمام کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے ان کی مزید فضیلتیں بیان کر دی گئی ہیں تاکہ مسلمان ان میں سستی کا ارتکاب نہ کریں۔ ان ہی میں سے ایک فجر کی نماز ہے، نیند کی وجہ سے اس کی ادائیگی بہ نسبت دوسری نمازوں کے مشکل ہے۔ اسی طرح عصر کی نماز ہے، اس کی ادائیگی اس لئے مشکل ہوتی ہے کہ اس وقت کاروباری مصروفیات کا ہجوم ہوتا ہے، ان کو چھوڑ کر نماز کے لئے اٹھنا نہایت گراں ہوتا ہے۔ بنا بریں ان دونوں نمازوں کی فضیلت مذکورہ حدیث میں بطور خاص بیان کی گئی ہے۔ یہ حدیث باب بیان کثرتہ طرق الخیر میں بھی گزر چکی ہے، دیکھئے رقم ۱۲/۱۳۲

۱۰۴۸۔ وعن أبي زهير عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: «لَنْ يَلْعَجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا» غروب ہونے سے پہلے یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھتا ہے، يَغْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ. رواه مسلم.

وہ ہرگز جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة

علیہما۔

فوائد: صرف ان دو نمازوں کی پابندی کرنے والا جہنم سے محفوظ نہیں رہے گا بلکہ وہ مسلمان جہنم میں جانے سے بچے گا جو پانچوں نمازیں پابندی کے ساتھ پڑھے گا۔ حدیث میں صرف دو نمازوں (صبح اور عصر) کا ذکر ان کی خصوصی اہمیت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ گویا ان دونوں نمازوں کی حفاظت کرنے والا یقیناً دوسری نمازوں میں بھی کوتاہی نہیں کرتا اور اسی طرح دیگر فرائض و سنن کا بھی اہتمام کرتا ہے، کیونکہ نجات کے لئے ضروری ہے کہ تمام فرائض و سنن کا حتی الامکان اہتمام کیا جائے۔

۱۰۴۹ - وعن جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ - حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: 'ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص صبح کی نماز 'مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِئَةِ اللَّهِ فَأَنْظِرْ' پڑھتا ہے، وہ اللہ کی امان میں ہوتا ہے، پس اے انسان! يَا ابْنَ آدَمَ! لَا يَطْلُبُكَ اللَّهُ مِنْ ذِمَّتِهِ تو غور سے دیکھ، اللہ تعالیٰ تجھ سے اپنی امان کی بابت کسی بشیء' رواہ مسلم۔ قسم کی باز پرس نہ کرے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح فی جماعة۔

فوائد: اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اے انسان! تو صبح کی نماز میں غفلت نہ کیا کر، کیس اللہ تعالیٰ اس غفلت کی وجہ سے تیرا مواخذہ نہ کر لے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جو نمازی اللہ کی حفظ و امان میں ہو جاتا ہے تو اس سے تعرض نہ کر اور اسے کسی قسم کی تکلیف مت پہنچا، کیونکہ اگر تو نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے باز پرس فرمائے گا۔ اس میں گویا صبح کی نماز پابندی سے پڑھنے کی ترغیب اور مداومت کرنے والے کی فضیلت اور ایسے شخص کو نقصان پہنچانے سے اجتناب کی تاکید ہے۔

۱۰۵۰ - وعن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول الله ﷺ: 'يَتَعَاثِبُونَ' فِيكُمْ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ، وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَرْجِعُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ - وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ -: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يَصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يَصَلُّونَ' متفق عليه۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارے اندر رات کو اور دن کو فرشتے باری باری آتے اور جاتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں، پھر وہ فرشتے جو تمہارے اندر رات گزارتے ہیں، اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے، تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا، وہ کہتے ہیں، ہم انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہیں اور ہم جب ان کے پاس گئے تھے، تب بھی وہ نماز میں مصروف تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المواقی، و کتاب التوحید، و کتاب بدء الخلق - و صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیہما۔

۱۰۵۱ - وعن جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ
النَّبِيِّ ﷺ، فَنَظَرْنَا إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ
فَقَالَ: «إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا
الْقَمَرَ، لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ، فَإِنْ
اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَغْلُبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ
طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا»
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: «فَنَظَرْنَا إِلَى الْقَمَرِ
لَيْلَةَ أَرْبَعِ عَشْرَةٍ».

(بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے۔ پس آپ نے چودھویں رات کو چاند کی طرف دیکھا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المواقيت، باب فضل صلاة الفجر، وكتاب التفسير، وكتاب التوحيد - وصحيح مسلم، كتاب التوحيد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما.

فوائد: بدر چودھویں رات کے چاند کو کہتے ہیں۔ یہ مبارک (جلدی کرتا) سے ہے۔ چودھویں رات کو چونکہ یہ نکلنے میں جلدی کرتا ہے، اس لئے اسے بدر کہا جاتا ہے۔ پندرہویں رات سے اس کے طلوع میں تاخیر ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ دنیا میں اگرچہ اللہ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا، لیکن آخرت میں اہل ایمان اللہ کی رؤیت سے مشرف ہوں گے۔ دوسرے، اس میں بھی عصر اور فجر کی نماز کی حفاظت کی تاکید اور ان کی فضیلت کا بیان ہے۔

۱۰۵۲ - وعن بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۶/ ۱۰۵۲ - حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ اللَّهِ ﷻ لَمْ يَرْكَبْهَا» جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی، پس العصر فَقَدْ حَبَطَ عَمَلُهُ رواه البخاري. تحقیق اس کے عمل برباد ہو گئے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب من ترك صلاة العصر، وباب التكبیر بالصلوة فی يوم غیم۔

فوائد: عدا کسی ایک نماز کا ترک بھی اگرچہ سخت گناہ، بلکہ بقول بعض کفر ہے۔ لیکن بالخصوص عصر کی نماز کا ترک تو بہت ہی اشد گناہ ہے۔ اس سے انسان کے عمل ہی برباد ہو جاتے ہیں۔ اس لئے نماز عصر کی حفاظت بہت ضروری ہے۔

۱۸۹۔ مساجد کی طرف چل کر جانے کی

فضیلت

۱۸۹۔ بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

۱۰۵۳ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ / ۱۰۵۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷻ لَمْ يَرْكَبْهَا» جو شخص صبح یا شام کو مسجد کی الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ، أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نَزْلًا طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مسمانی كَلَّمَآ غَدَا أَوْ رَاحَ متفق علیہ۔ تیار کرتا ہے جب بھی صبح یا شام کو جائے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل من غدا إلى المسجد ومن راح - وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المشی إلى الصلاة تمحی به الخطایا وترفع به الدرجات۔

فوائد: غدا سے قبل اور راح، زوال کے بعد چلنے کو کہتے ہیں اور بعض دفعہ صبح یا شام سے قطع نظر مطلق چلنے کے مفہوم میں بھی یہ استعمال ہوتے ہیں۔ اس میں مسجد میں اللہ کی عبادت اور نماز ادا کرنے کی نیت سے جانے کی فضیلت ہے۔ جب بھی وہ جائے، صبح یا شام کو اور مومن کا تو دل ہی مسجد کے ساتھ اٹکا ہوتا ہے، اسی لئے صبح و شام کی تمام ہی گھڑیوں میں وہ مسجد میں جاتا اور باجماعت نماز ادا کرتا ہے۔

۱۰۵۴ - وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ مَضَى إِلَى بَيْتِ مَنْ يُؤْتِي اللَّهُ، لِيَقْضِيَ فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللَّهِ، كَانَتْ خُطْرَاتُهُ، إِحْدَاهَا تَحُطُّ خَطِيئَةً، وَالْأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً» رواه مسلم۔ ۱۰۵۴ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اپنے گھر میں اچھی طرح طہارت حاصل کی (یعنی وضو یا غسل کیا) پھر وہ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد) میں گیا تاکہ وہ اللہ کے فرائض میں سے کوئی فریضہ ادا کرے تو اس کے قدم اس طرح (شمار) ہوں گے کہ ایک قدم گناہ کو مٹائے گا اور دوسرا قدم درجہ بلند کرے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المشی إلی الصلاة تمحی به الخطایا وترفع به الدرجات۔

فوائد: اس میں مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنے کی ترغیب بھی ہے اور اس کی فضیلت کا بیان بھی۔ کیونکہ ہر قدم سے ایک مغیرہ گناہ معاف اور ایک درجہ بلند ہو گا۔ اس میں اللہ کے فضل و کرم کی وسعت کا بیان بھی ہے۔

۱۰۵۵ - وعن أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ، وَكَانَتْ لَا تُخْطِئُهُ صَلَاةٌ! فَقِيلَ لَهُ: لَوْ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهُ فِي الظَّلْمَاءِ وَفِي الرَّمَضَاءِ، قَالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنْ مَازِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ يَكْتَسِبَ لِي مَنَسَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَرُجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ جَمَعَ اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ كُلَّهُ» رواه مسلم۔

۱۰۵۵ / ۳ - حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی تھا، میرے علم میں کوئی ایسا شخص نہیں جو اس سے زیادہ مسجد سے دور ہو (لیکن اس کا یہ حال تھا کہ) کوئی نماز اس سے نہ چوکتی (یعنی ہر نماز جماعت سے ادا کرتا) اس سے کہا گیا، اگر تو کوئی گدھا خرید لے تاکہ اندھیرے اور سخت گرمی میں اس پر سوار ہو کر آجایا کرے (تو بہتر ہو) اس نے کہا، مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو۔ میں تو چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کی طرف چل کر جانا اور جب میں اپنے گھروالوں کے پاس واپس آؤں تو میرا لوٹنا لکھا جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یقیناً اللہ نے تیرے لئے یہ سب جمع فرما دیا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلی المساجد۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ گھر کا مسجد سے دور ہونا اس لحاظ سے بہتر ہے کہ آتے جاتے اس کے قدموں کے حاب سے اس کو زیادہ سے زیادہ نیکیاں ملیں گی اور اس کے گناہوں کی معافی ہو گی۔ اس میں صحت نیت کی بھی فضیلت ہے، انسان اپنی صحیح نیت کی وجہ سے بھی بڑے درجات حاصل کر سکتا ہے۔

۱۰۵۶ - وعن جابر رضي الله عنه قال: خَلَّتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ، فَأَزَادَ بَنُو سَلَمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: «بَلَّغْنِي أَتُكْمُ تُرِيدُونَ أَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟» قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ أَزَدْنَا ذَلِكَ، فَقَالَ: «بَنِي سَلَمَةَ دِيَارُكُمْ تُكْتَبُ أَثَارُكُمْ، دِيَارُكُمْ تُكْتَبُ أَثَارُكُمْ» فَقَالُوا: مَا يَسُرُّنَا أَنَّا كُنَّا تَحُولُنَا. رواه مسلم، وروى البخاري

۱۰۵۶ / ۴ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے ارد گرد کچھ جگہیں خالی ہوئیں، تو بنو سلمہ (قبیلے) نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ پس یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے ان سے فرمایا، مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا، ہاں، یا رسول اللہ، یقیناً ہم نے یہ ارادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے بنو سلمہ، تم اپنے گھروں میں ہی رہو، تمہارے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں، تم اپنے گھروں میں ہی رہو، تمہارے نشانات قدم

لکھے جاتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا، ہمیں پسند نہیں کہ ہم (مسجد کے قریب) منتقل ہوں۔ مسلم، امام بخاری نے بھی اس کے ہم مفہوم روایت حضرت انس سے بیان کی ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب الاحتساب من الآثار، وكتاب المناسك، باب فضل المدينة وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد۔
نوٹ: اس میں بھی مسجد سے دور رہنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ تاہم یہ اہل عزیمت کے لئے ہے۔ ہر شخص کے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے جن لوگوں میں ذوق عبادت اور نماز کی پابندی کا اہتمام کرنے کی کمی ہو، ان کے لئے مسجد کے قریب رہنا زیادہ بہتر ہے تاکہ کم از کم فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کے تو وہ مرتکب نہ ہوں۔ کیونکہ فرائض کی ادائیگی، نوافل سے اہم تر بلکہ اشد ضروری ہے، کہیں شوق نوافل میں فرائض ہی سے محروم نہ رہ جائیں۔

۱۰۵۷ - وعن أبي موسى رضي الله عنه ٥ / ۱۰۵۷ - حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
 عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «إِنَّ أَكْبَرُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ إِلَيْهَا مَشًى، فَأَبْعَدُهُمْ. وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يَصِلَ إِلَيْهَا مَعَ الْإِمَامِ أَكْبَرُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنْأَمُ» متفق عليه.
 سب سے زیادہ اجر والا وہ شخص ہے جو اس کی طرف سب سے زیادہ دور سے چل کر آتا ہے، پھر وہ جو اس سے بھی زیادہ دور سے آتا ہے اور وہ شخص جو (جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے) امام کے نماز پڑھنے تک نماز کے لئے انتظار کرتا ہے، وہ اس شخص سے کہیں زیادہ اجر کا مستحق ہے جو (جماعت کا انتظار کئے بغیر) نماز پڑھ کر سوجاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاة الفجر في جماعة - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد۔
نوٹ: اس میں دور سے چل کر آنے کی مشقت کے حساب سے زیادہ ثواب ملنے کے بیان کے علاوہ، نماز باجماعت اور نماز کے لئے انتظار کرنے کی فضیلت کا بھی اثبات ہے۔

۱۰۵۸ - وعن بُرَيْدَةَ رضي الله عنه ٦ / ۱۰۵۸ - حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول
 عن النبي ﷺ قال: «بَشِّرُوا الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». رواه أبو داود، والترمذي.
 اللہ ﷺ نے فرمایا، اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل کر آنے والوں کو قیامت والے دن کامل روشنی (ملنے) کی خوش خبری سناؤ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب ما جاء في المشي إلى الصلاة في الظلم -

وسنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء في فضل العشاء والفجر في جماعة.

فوائد: اندھیروں سے مراد عشاء اور فجر کی نمازیں ہیں۔ آج کل شہروں میں تو بجلی کے بلبوں اور ققموں کی وجہ سے اندھیرا زیادہ محسوس نہیں ہوتا، تاہم پھر بھی قدرتی اندھیروں کو بالکل ختم کرنے پر کوئی قادر نہیں ہے۔ اس لئے عشاء اور فجر روشنیوں کی فراوانی کے باوجود اب بھی اندھیروں ہی کی نمازیں ہیں۔ اس کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ قیامت والے دن ایسے نمازیوں کو اللہ کی طرف سے کامل نور ملے گا جس سے وہ ہل صراط وغیرہ کا نہایت کٹھن اور دشوار گزار مرحلہ آسانی سے طے کر لیں گے، جب کہ اس نور سے محروم لوگ مشکلات میں مبتلا ہوں گے۔

۱۰۵۹ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: «ألا أدلكم رسول الله ﷺ على ما يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟» قَالُوا: بلى يا رسول الله! قال: «إسباغ الوضوء على المكاره، وكثرة الخطا إلى المساجد، وانتظار الصلاة بعد الصلاة؛ فذلكم الرباط، فذلكم الرباط» رواه مسلم.

۱۰۵۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، 'عنه أن رسول الله ﷺ قال: «ألا أدلكم رسول الله ﷺ على ما يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟» قَالُوا: بلى يا رسول الله! قال: «إسباغ الوضوء على المكاره، وكثرة الخطا إلى المساجد، وانتظار الصلاة بعد الصلاة؛ فذلكم الرباط، فذلكم الرباط» رواه مسلم.

تخریج: صحیح مسلم.

فوائد: یہ روایت ابھی باب فضل الوضوء میں بھی گزری ہے اور اس سے پہلے باب بیان کثرت طرق الخیر میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم الحديث ۷ / ۱۰۳۰۔ و رقم ۱۵ / ۱۳۱۔ یہاں اسے بیان کرنے سے مقصد یہ ہے کہ طہارت، نماز اور عبادت پر بیٹھتی بھی جماد فی سبیل اللہ اور محاذ جنگ پر دشمن سے معرکہ آرائی کی طرح ہے۔

۱۰۶۰ - وعن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: «إذا رأيتم الرجل يعتاد المساجد فاشهدوا له بالإيمان، قال الله عز وجل: ﴿إِنَّمَا يَسْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مِنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾»

۱۰۶۰ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، 'إذا رأيتم الرجل يعتاد المساجد فاشهدوا له بالإيمان، قال الله عز وجل: ﴿إِنَّمَا يَسْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مِنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾'

الآية. رواه الترمذی وقال: حديث حسن.

تخریج: سنن ترمذی، أبواب التفسير، باب من سورة التوبة.

فوائد: يعتاد، عود، عادت سے ہے، جس کے معنی لوٹنے کے ہیں۔ یعنی بار بار لوٹ کر مسجد میں آتا اور باجماعت نماز ادا کرتا ہے۔ اس میں مسلمان کی ظاہری حالت پر ایمان کی گواہی دینے کا جواز ہے۔ علاوہ ازیں مسجد سے تعلق

ووابستگی کی اور اس میں ذکر و عبادت کی اور اس کی تعمیر اور دیکھ بھال کی فضیلت ہے۔ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

۱۹۰۔ بابُ فَضْلِ انْتِظَارِ الصَّلَاةِ ۱۹۰۔ نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان

۱۰۶۱ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱/۱۰۶۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آدمی ہمیشہ نماز ہی میں رہتا ہے جب أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْسِبُهُ، تک نماز اس کو روکے رکھے، اس کو اپنے گھر والوں کی لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ متفقٌ طرف لوٹنے میں نماز کے سوا کوئی چیز روکنے والی نہ ہو۔ علیہ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة، وفضل المساجد - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة. فوائد: اس میں نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنے کی فضیلت کا بیان ہے کہ جتنی دیر مسجد میں بیٹھا رہے گا اجر و ثواب کے اعتبار سے حکماء نماز میں شمار ہو گا۔

۱۰۶۲ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ۲/۱۰۶۲ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، فرشتے تمہارے اس آدمی کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں جب تک آدمی اس جگہ پر بیٹھا رہے، مَا لَمْ يُخْذِثْ، جہاں اس نے نماز پڑھی ہے، جب تک وہ بے وضو نہ ہو۔ فرشتے دعا کرتے ہیں، اے اللہ! اس کو بخش دے، البخاری. اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، وكتاب المساجد، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد. فوائد: اس میں نماز والی جگہ پر بیٹھے رہنے کی فضیلت اور ترغیب ہے بشرطیکہ وضو رہے۔ تاکہ وہ فرشتوں کی دعاؤں کا مورد و مصداق بن جائے۔

۱۰۶۳ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳/۱۰۶۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز آدمی رات تک مؤخر کر دی، پھر نماز پڑھانے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، (دوسرے) لوگ تو نماز پڑھ کر سو گئے، مَا صَلَّى فَقَالَ: «صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوا وَلَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مُنْذُ انْتَضَرْتُمُوهَا». رواہ البخاری. اور تم جب سے نماز کا انتظار کر رہے ہو، برابر نماز کی حالت میں ہو۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب وقت العشاء إلى نصف الليل، وكتاب

الأذان وكتاب البيوع وغيرهما.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ امام اور جماعت کے انتظار میں بیٹھنا بھی اجر و ثواب کا باعث ہے اور ایسا شخص نماز کی حالت میں ہی شمار ہو گا۔

۱۹۱۔ بابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ ۱۹۱۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی

فضیلت کا بیان

۱۰۶۴ - عن ابن عمر رضي الله / ۱۰۶۳ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،
عنهما أن رسول الله ﷺ قال: «صَلَاةُ رسول الله ﷺ نے فرمایا، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا
الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعِ اکیلے نماز پڑھنے سے ۷ درجے زیادہ ہے۔
وَعِشْرِينَ دَرَجَةً». متفق عليه.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة - وصحيح مسلم،
كتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة.

۱۰۶۵ - وعن أبي هريرة رضي الله / ۱۰۶۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «صَلَاةُ رسول الله ﷺ نے فرمایا، آدمی کا جماعت سے نماز
الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَضَعُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي پڑھنا، اپنے گھر اور بازار میں نماز پڑھنے سے ۲۵ گنا زیادہ
بَيْتِهِ وَفِي سُوْقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا، (اجر و ثواب کا باعث) ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جب
وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ آدمی وضو کرے اور اچھے طریقے سے وضو کرے، پھر وہ
خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا مسجد کی طرف جائے اور مسجد کی طرف جانے سے اس کا
الصَّلَاةُ، لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا مقصد سوائے نماز کے کوئی اور نہ ہو۔ تو یہ جو قدم بھی
دَرَجَةً، وَحُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، فَإِذَا صَلَّى اٹھائے گا، اس کے ذریعے سے اس کا ایک درجہ بلند اور
لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي ایک گناہ معاف ہو گا، پھر جب نماز پڑھ لے گا تو جب
مُصَلًّا، مَا لَمْ يُحْدِثْ، تَقُولُ: اللَّهُمَّ صَلِّ تیک با وضو اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے گا، فرشتے اس کے
عَلَيْهِ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ. وَلَا يَزَالُ فِي صَلَاةِ لئے دعا کرتے رہیں گے۔ فرشتے کہتے ہیں، اے اللہ! اس
مَا أَنْتَظَرُ الصَّلَاةَ متفق عليه. وهذا لفظ پر رحمت فرما، اے اللہ! اس پر مہربان ہو جا اور جب
البخاري. تک وہ نماز کا انتظار کرتا ہے، وہ برابر نماز میں ہی رہتا

ہے۔ (بخاری و مسلم، یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاة الفجر في جماعة - وصحيح مسلم،
كتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة.

فوائد: اس میں بھی اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلے میں، جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ پچھلی حدیث

میں یہ فضیلت ۲۷ گنا اور اس میں ۲۵ گنا زیادہ بتلائی گئی ہے۔ اس کی توجیہ میں بعض علماء نے تو یہ کہا ہے کہ پہلے یہ فضیلت نبی کریم ﷺ کو ۲۵ گنا بتلائی گئی اور پھر ۲ گنا۔ اور جیسے جیسے آپ کو اللہ کی طرف سے بتلایا گیا، آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتلادیا اور بعض نے کہا ہے کہ خشوع خضوع اور نماز کی ہیئت و آداب کی حفاظت کے اعتبار سے کمی بیشی ہوتی ہے۔ ایک اختلاف یہ ہے کہ یہ فضیلت کس جماعت سے حاصل ہوتی ہے؟ ہر قسم کی جماعت سے، چاہے وہ کہیں بھی ہو، گھر میں، دکان میں یا کسی کھلی فضا، میدان اور صحراء وغیرہ میں؟ یا صرف اس جماعت سے جس کا اہتمام مسجد میں ہوتا ہے؟ بعض علماء پہلی رائے کے قائل ہیں اور بعض دوسری رائے کے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری رائے کو ترجیح دی ہے کیونکہ الفاظ حدیث (وَذَلِكَ أَنَّهُ ...) اس کے مؤید ہیں۔

۱۰۶۶ - وَعَنْهُ قَالَ: أَنَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ أَعْمَى، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فُيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ؛ فَرَخَّصَ لَهُ، فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: «هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَاجِبْ» رواه مسلم.

۳ / ۱۰۶۶ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میرا کوئی قائد نہیں جو مجھے مسجد تک لے آیا کرے، پس اس نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اسے اس بات کی رخصت دے دی جائے کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لیا کرے، تو آپ نے اسے رخصت عطا فرمادی، جب اس نے (جانے کے لئے) بیٹھ پھیری تو آپ نے اسے بلایا اور اس سے پوچھا، کیا تو نماز کی اذان سنتا ہے؟ تو اس نے کہا، ہاں۔ آپ نے فرمایا، پھر اس کا جواب دے یا قبول کر (یعنی مسجد میں ہی آکر نماز پڑھ) (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب يجب إتيان المسجد على من سمع النداء.

۱۰۶۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ - وَقِيلَ: عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمَعْرُوفِ بَابِنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْمُؤَذِّنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْمَدِينَةَ كَثِيرَةُ الْهَوَامِّ وَالسَّبَاعِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، فَحَيَّهَا». رواه أبو داود بإسناد حسن. ومعنى «حَيَّهَا»: تعال.

۴ / ۱۰۶۷ - حضرت عبداللہ اور بعض کے نزدیک عمرو بن قیس المعروف بابن ام مکتوم، مؤذن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! مدینے میں کیرے مکوڑے (سانپ، بچھو وغیرہ) اور درندے بہت ہیں (اس لئے آپ مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت عنایت فرما دیں) تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، کیا تو حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح سنتا ہے؟ (اگر سنتا ہے) تو مسجد میں آ۔

(ابو داؤد، حسن حدیث ہے)

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب في التشديد في ترك الجماعة.

فوائد: مذکورہ دونوں حدیثوں میں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔ ان کا نام کیا تھا؟ اس میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک عبد اللہ ہے اور بعض کے نزدیک عمرو بن قیس۔ اور یہ دو سرائی نام زیادہ مشہور اور صحیح ہے۔ اذان کی آواز سننے پر نبی کریم ﷺ نے انہیں ٹاپنا ہونے کے باوجود رخصت عنایت نہیں فرمائی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں باجماعت نماز پڑھنے کی بہت زیادہ تاکید ہے۔

۱۰۶۸ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: «والذي نفسي بيده، لقد هممت أن أمر بحطاب فيختطب، ثم أمر بالصلاة فيؤذن لها، ثم أمر رجلاً فيؤم الناس، ثم أخالف إلى رجال فأحرق عليهم بيوتهم» متفق عليه.

۵ / ۱۰۶۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یقیناً میں نے ارادہ کیا کہ میں لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کا حکم دوں کہ اس کے لئے اذان دی جائے، پھر میں کسی ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں خود ان لوگوں کی طرف جاؤں (جو مسجد میں نہیں آتے) اور ان سمیت ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، و کتاب الخصومات - وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة.

فوائد: یہ حدیث اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا مذکورہ واقعہ ان لوگوں کی دلیل ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ جو لوگ تندرست اور مقیم ہوں اور انہیں کوئی عذر نہ ہو تو مسجد میں اگر باجماعت نماز پڑھنا، ان پر فرض ہے اور جو لوگ ایسا نہیں کرتے (گو ان کی نماز ہو جاتی ہے) مگر وہ فرض کے ترک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جماعت کی تاکید بھی اسی فرضیت کی وجہ سے کی گئی ہے اور اس کی فضیلت بھی انفرادی طور پر نماز پڑھنے کے مقابلے میں بہت زیادہ یعنی ۲۷ گنا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گھروں میں چھپے ہوئے لوگوں کو، ضرورت کی بنا پر، کسی طریقے سے باہر نکالنا اور اسی طرح اہل جرائم و اہل معاصی کو اچانک بے خبری کے عالم میں پکڑنا جائز ہے۔

۱۰۶۹ - وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ تَعَالَى غَدًا مُسْلِمًا، فَلْيَحَافِظْ عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ، حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ، فَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ ﷺ سُنَنَ الْهُدَى، وَأَتَاهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى، وَلَوْ أَنْتُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ

۶ / ۱۰۶۹ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ کل کو وہ اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ مسلمان ہو، تو اس کو چاہئے کہ وہ ان نمازوں کی حفاظت کرے جب ان کے لئے اذان دی جائے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے پیغمبر کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر فرمائے ہیں اور یہ نمازیں بھی ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں اور اگر تم نمازیں

اپنے گھروں میں پڑھو گے، جیسے یہ پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو تم اپنے پیغمبر کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے پیغمبر کی سنت چھوڑ دی تو یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے اور میں نے تو اپنے لوگوں کا یہ حال دیکھا ہے کہ نماز سے وہی منافق پیچھے رہتا جو کھلم کھلا منافق ہوتا، اور (بعض مریض قسم کے) آدمی کو دو آدمیوں کے سارے سے لایا جاتا اور صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ (مسلم)

اور اسی مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ہدایت کے طریقے سکھائے اور ہدایت کے طریقوں میں سے اس مسجد میں نماز پڑھنا بھی ہے جس میں اذان دی جاتی ہے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدی۔
فوائد: اس میں ایک تو نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید ہے۔ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شوق نماز کا بیان ہے۔ تیسرے جماعت سے گریز صرف منافقین کا شیوہ تھا۔ چوتھے نبی اکرم ﷺ کے طریقے اور سنت کی پیروی کی ترغیب ہے، کیونکہ اس سے گریز و فرار گمراہی کا باعث ہے۔

۱۰۷۰ - وعن أبي الدرداء رضي ٤ / ۱۰۷۰ - حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ عنہ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ يقول: «مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ جس بستی یا جنگل میں تین آدمی ہوں جن میں لَا تَقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدْ اسْتَحْوَذَ (باجماعت) نماز کا اہتمام نہ کیا جائے تو ان پر یقیناً شیطان عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ. فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ؛ غالب آگیا ہے۔ پس تم جماعت کو لازم پکڑو، یقیناً بھیڑیا فَاَلَمَّا يَأْكُلِ الدُّنْبَ مِنَ النِّعَمِ الْقَاصِيَةَ» رواہ اس بکری کو کھا جاتا ہے جو ریوڑ سے دور رہتی ہو۔
 ابو داود بإسناد حسن۔

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب في التشديد في ترك الجماعة۔
فوائد: اس میں بھی نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید اور اس سے گریز کے نقصانات کا بیان ہے۔ جماعت سے الگ رہنے والا اس بکری کی طرح ہے جو ریوڑ سے الگ رہتی ہے اور بھیڑیے کا شکار ہو جاتی ہے، الگ رہنے والے کو بھی شیطان آسانی سے اپنے وساوس کا شکار کر لیتا اور اس پر غالب آ جاتا ہے۔

۱۰۷۱ - عَنْ عُمَانَ بْنِ عَفَانَ - ۱/۱۰۷۱ - حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ،
 فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ، فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ
 كُلَّهُ» رواه مسلم. وفي رواية الترمذي:

اور ترمذی کی روایت میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو عشاء کی نماز میں حاضر ہوا، اس کے لئے آدھی رات کے قیام کا ثواب ہے اور جو عشاء کے ساتھ فجر کی نماز میں بھی حاضر ہوا تو اس کے لئے پوری رات کے قیام کے برابر ثواب ہے۔ (امام ترمذی نے کما یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة - وسنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب رقم ١١.

فوائد: مطلب واضح ہے کہ عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کا ثواب اتنا ہے، جیسے اس نے ساری رات اللہ کی عبادت کرتے ہوئے گزاری۔

۱۰۷۲ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه أنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا» متفق عليه. وقد سبق بطوله.

۲ / ۱۰۷۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر لوگ عشاء اور صبح کی نماز کی فضیلت جان لیں تو انہیں گھٹنوں کے بل بھی آنا پڑے تو وہ ضرور ان نمازوں میں آئیں۔ (بخاری و مسلم)

یہ روایت تفصیل سے پہلے گزر چکی ہے۔

(دیکھئے ۱ / ۱۰۳۳)

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم.

۱۰۷۳۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ ۳/ ۱۰۷۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول

رسول اللہ ﷺ: «أَيَسَ صَلَاةٍ أَفْقَلُ عَلَى الْمُتَأَفِّقِينَ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا». لیس تو وہ ضرور ان میں حاضر ہوں چاہے انہیں گھٹنوں (یا سرینوں) کے بل گھسٹ کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل العشاء في الجماعة - وصحيح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة.

فوائد: منافقین پر یہ نمازیں اس لئے بھاری تھیں کہ وہ تو صرف دکھاوے کے لئے نماز پڑھتے تھے، اللہ کے خوف سے یا اس کی رضا کے لئے نہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو ان نمازوں میں بالخصوص سستی اور کوتاہی کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی مشابہت منافقین کے ساتھ ہو جائے۔

۱۹۳ - بَابُ الْأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى ۱۹۳۔ فرائض کی حفاظت کرنے کا حکم اور الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَالنَّهْيِ الْأَكِيدِ ان کے چھوڑنے کی سخت ممانعت اور سخت وَالْوَعْدِ الشَّدِيدِ فِي تَرْكِهِنَّ وعید

قال الله تعالى: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ نماز کی حفاظت کرو۔ (سورۃ بقرہ ۲۳۸) ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾ [التوبة: ۵]۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، نمازوں کی بالخصوص درمیانی نماز کی حفاظت کرو۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پس اگر وہ توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ (سورۃ توبہ: ۵)

آیات: درمیانی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے۔ راستہ چھوڑ دو کا مطلب ہے کہ ان کے جان و مال سے تعرض مت کرو، کیونکہ توبہ کرنے اور فرائض کی ادائیگی کے بعد وہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ گویا مسلمان کی دلیل اور علامت فرائض اسلام (نماز، زکوٰۃ وغیرہ) کی پابندی ہے۔

۱۰۷۴ - وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: سألت رسول الله ﷺ: أي الأعمال أفضل؟ قال: «الصلوة على وقتها» قلت: ثم أي؟ قال: «بر الوالدین» قلت: ثم أي؟ قال: «الجهاد في سبيل الله» متفق عليه. ۱۰۷۴ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ نے فرمایا، اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے کہا، پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ میں نے کہا، پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم.

فوائد: یہ روایت باب بر الوالدین میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱/۳۱۳۔ یہاں اس کے بیان کرنے سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ نماز کو اپنے اصل وقت پر ادا کرنا چاہئے، اس میں تاخیر صحیح نہیں۔ نماز میں تاخیر سے بالآخر یہ ہوتا ہے کہ انسان سست ہو جاتا ہے اور اس سے اعراض و غفلت اس کی عادت بن جاتی ہے جو نہایت خطرناک امر ہے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے جو شخص نماز میں اتنی سستی کرے کہ اس کا وقت نکل جائے تو اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ گویا نماز میں سستی کرنا، لیٹ پڑھنا یا وقت گزار کر پڑھنا یا بلاوجہ دو نمازوں کو اکٹھا کرنا یا ہمیشہ نمازوں کی دو ایک رکعت ضائع کر دینا سنگین جرم ہے، یہ سب صورتیں نماز میں غفلت کی ہیں۔

۱۰۷۵ - وعن ابن عمر رضي الله ۲ / ۱۰۷۵ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول الله ﷺ: «بُنِيَ الإسلام على خمس: شهادة أن لا إله إلا الله، وأن محمداً رسول الله، وإقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، وحج البيت، وصوم رمضان» متفق عليه.

۱۰۷۵ - وعن ابن عمر رضي الله ۲ / ۱۰۷۵ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول الله ﷺ: «بُنِيَ الإسلام على خمس: شهادة أن لا إله إلا الله، وأن محمداً رسول الله، وإقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، وحج البيت، وصوم رمضان» متفق عليه.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب دعاؤکم ایمانکم - وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ بنی الإسلام علی خمس.

فوائد: اس میں اسلام کو ایک عظیم عمارت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس کی پانچ بنیادیں ہیں جس طرح بنیادوں کے بغیر کوئی عمارت قائم نہیں رہ سکتی، اسی طرح ان ارکان خمسہ کے بغیر اسلام کا وجود برقرار نہیں رہ سکتا۔ اس لئے جو شخص بھی ان میں سے کسی ایک فرض کا انکار کرے گا تو وہ کافراور جو یوں ہی سستی اور غفلت کی وجہ سے ان میں سے کسی ایک فرض کا تارک ہوگا، وہ فاجر و فاسق ہوگا۔

۱۰۷۶ - وعنه قال: قال رسول الله ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لا إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيَقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ» متفق عليه.

۱۰۷۶ - وعنه قال: قال رسول الله ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لا إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيَقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ» متفق عليه.

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم.

فوائد: یہ روایت باب اجراء الاحکام علی الظاہر رقم ۱/۳۹۰ میں گزر چکی ہے۔ حدیث میں الناس سے مراد مشرکین ہیں۔ اہل کتاب اس میں شامل نہیں ہیں۔ حق اسلام سے مراد حدود و قصاص وغیرہ سزائیں ہیں جو چوری، زنا، قتل

وغیرہ جرائم کا ارتکاب کرنے والے مسلمانوں پر نافذ ہوتی ہیں۔ ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے، کا مطلب ان کے باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے یا جو جرائم عدالت اور حاکم مجاز کے علم میں نہ آئیں، ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے جس کا فیصلہ وہ آخرت میں فرمائے گا۔

۱۰۷۷ - وعن معاذ رضي الله عنه ۴/ ۱۰۷۷ - حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے قال: بعثني رسول الله ﷺ إلى اليمن فقال: «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَأَدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلَمْنَاهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلَمْنَاهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَانِهِمْ فَرْتُدَّ عَلَى فَقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَإِنَّكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَآتَى دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ» متفق عليه .

رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا، تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں، پس تم انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ یہ اقرار کریں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں۔ پس اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان کو بتلاؤ کہ اللہ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پس اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان کو بتلاؤ کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء پر تقسیم کی جائے گی۔ اگر وہ یہ مان لیں تو تم (بطور زکوٰۃ) ان کے عمدہ مالوں کے لینے سے اجتناب کرنا اور مظلوم کی بددعا سے ڈرنا، اس لئے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکاة، و کتاب المظالم، و کتاب المغازی، و کتاب التوحید - و صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدعاء إلى الشهادتين و شرائع الإسلام .

فوائد: یہ روایت باب تحریم الظلم میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۲/ ۲۰۸۔ یہاں باب کی مناسبت سے اسے دوبارہ ذکر کرنے سے مقصود فرائض کی اہمیت اور ان کی پابندی کی وضاحت کرنا ہے۔

۱۰۷۸ - وعن جابر رضي الله عنه ۵/ ۱۰۷۸ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرَكَ الصَّلَاةِ» رواه مسلم .

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة .

فوائد: مطلب یہ ہے کہ کفر و اسلام کے درمیان حد فاصل یا فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ جو شخص صفت اسلام سے متصف ہو گا اور نماز پڑھے گا، اس نے یقیناً اپنے اور کفر کے درمیان ایک حد کھڑی کر دی، اب اس کی طرف کفر و شرک نہیں جائیں گے اور جس نے اسلام لانے کے بعد نماز نہیں پڑھی تو اس کے اور کفر کے ساتھ

متصف ہونے کے درمیان کوئی حد موجود نہ رہی۔ یعنی وہ کافر ہو گیا۔ گویا کفر کے ساتھ متصف ہونے میں مانع نماز ہے اور اس نماز کا ترک ایسے ہے جیسے اس حد یا مانع کو گرا دیا۔ (ابن علان) اس سے معلوم ہوا کہ نماز کا ترک کفر ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک یہ حکم ایسے شخص کے لئے ہے جو ترک صلاۃ کو حلال سمجھے اور جو شخص سستی کی وجہ سے ترک کرتا ہے تو وہ کافر نہیں ہوتا، تاہم بعض کے نزدیک (اگر وہ توبہ نہ کرے) تو بطور حد قتل کر دیا جائے اور بعض کے نزدیک اسے زد و کوب کیا جائے تا آنکہ وہ نماز پڑھنا شروع کر دے۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ اسلام میں نماز کی کتنی اہمیت ہے کہ اس کے بغیر ایک مدعی اسلام بھی مسلمان نہیں سمجھا جائے گا۔

۱۰۷۹ - وعن بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۶/ ۱۰۷۹ - حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ قال: «الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ» رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح. نماز چھوڑ دی، وہ یقیناً کافر ہو گیا۔

(ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الإیمان، باب ما جاء في ترك الصلاة.

فوائد: اس حدیث کا مفہوم بھی وہی ہے جو اس سے ما قبل حدیث کا بیان ہوا۔

۱۰۸۰ - وعن شَقِيقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ۷/ ۱۰۸۰ - حضرت شقیق بن عبد اللہ تابعی "جن کی التَّابِعِيُّ الْمُتَّفَقُ عَلَى جَلَالِهِ رَحِمَهُ اللَّهُ بزرگی پر اتفاق ہے، فرماتے ہیں، اصحاب محمد ﷺ نماز قال: كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَزُونَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ. (ترمذی، کتاب الإیمان، اس کی سند صحیح ہے۔) رواه الترمذي في كتاب الإیمان بإسناد صحيح.

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الإیمان، باب ما جاء في ترك الصلاة.

فوائد: صحابہ کرام کا یہ خیال نبی ﷺ کی ان احادیث کی روشنی میں تھا، جو پہلے گزریں۔ انہوں نے ان احادیث کو، جن میں ترک نماز کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے، زجر و توبیخ پر محمول نہیں کیا، بلکہ نماز میں تساہل و تغافل کو کفر و ارتداد ہی سمجھا اور نماز کو اسلام کی علامت قرار دیا۔

۱۰۸۱ - وعن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۸/ ۱۰۸۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک وہ عمل جس کے متعلق سب سے پہلے قیامت کے دن بندے سے حساب لیا جائے گا، ان کی نماز ہے۔ اگر وہ درست ہوئی تو یقیناً وہ کامیاب ہو گا اور سرخ رو ہو گا اور اگر نماز خراب ہوئی تو بلاشبہ وہ ناکام و نامراد ہو گا۔ پس اگر اس کے فرائض میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ عز و جل فرمائے گا، دیکھو انظُرُوا هَلْ لِعِبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ، فَيَكْمُلْ مِنْهَا

ما انتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ؟ ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ أَعْمَالِهِ عَلَى هَذَا، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

کیا میرے بندے کے نامہ اعمال میں کچھ نوافل ہیں، کہ اس کے ذریعے سے فرائض کی کمی کو پورا کر دیا جائے؟ پھر اس کے سارے اعمال کا حساب اسی طریقے پر ہوگا۔ (ترمذی، حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء إن أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة، الصلاة.

فوائد: اس حدیث میں بیان کردہ حقوق سے مراد حقوق اللہ ہیں۔ ان میں سب سے پہلے نماز کا محاسبہ ہوگا۔ ورنہ حقوق العباد میں سب سے پہلے خونوں کا فیصلہ ہوگا جو بندوں نے بندوں کا بنایا ہوگا۔ اس میں ایک تو فرائض کی ادائیگی کی تاکید ہے۔ دوسرے، انہیں صحیح طریقے سے کرنے اور مفادات سے بچنے کی تلقین ہے۔ تیسرے، نوافل کی ترغیب ہے تاکہ ان کے ذریعے سے فرائض میں کمی کو تباہیوں کا ازالہ ہو سکے۔

۱۹۴ - بابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَالْأَمْرِ بِإِتِّمَامِ الصُّفُوفِ الْأَوَّلِ، وَتَسْوِيَتِهَا، وَالتَّرَاصُّ فِيهَا

۱۹۳ - پہلی صف کی فضیلت، پہلی صفوں کو مکمل اور برابر کرنے کا حکم اور بغیر شکاف کے مل کر کھڑے ہونے کا بیان

۱۰۸۲ - عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَشْرِيفَ لَائَةٍ أَوْ فَرَمَاةٍ، كَمَا تَصُفُّونَ كَمَا خُصِفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: «يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأَوَّلَ، وَيَتَرَاوُونَ فِي الصَّفِّ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۸۲ / ۱ - حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا، کیا تم ایسے صفیں نہیں باندھتے جیسے فرشتے اپنے رب کے پاس باندھتے ہیں؟ تو ہم نے کہا، یا رسول اللہ! فرشتے کیسے اپنے رب کے پاس صفیں باندھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، وہ پہلے پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور چونہ گچ دیوار کی طرح باہم مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة.

فوائد: تراص کے معنی ہیں اس طرح مل کر کھڑے ہونا جیسے دیوار میں ایک اینٹ دوسری اینٹ کے ساتھ پیوست ہوتی ہے، درمیان میں ذرا سا بھی فاصلہ اور شکاف نہیں ہوتا۔ اسی طرح نمازیوں کو بھی پیر کے ساتھ پیر اور کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر کھڑا ہونا چاہئے تاکہ صفوں کے درمیان کوئی خلا اور شکاف نہ رہے۔ علاوہ ازیں پہلے پہلی صفوں کو مکمل کیا جائے پھر بعد والی کو۔ لیکن اس کے برعکس پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں اور دوسری صف میں جگہ ہوتے ہوئے تیسری صف میں کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔ وعلیٰ هذا القیاس لیکن افسوس کہ بہت سی مساجد میں لوگ اس کی پروا نہیں کرتے۔

۱۰۸۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲ / ۱۰۸۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللَّهُ ۖ رواه مسلم . کے لوگ ہیں، وہ تمہاری اقتداء کریں (یا د رکھو) لوگ برابر پیچھے ہٹتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں پیچھے ہی کر دیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها.

فوائد: باب کے اعتبار سے حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں پیچھے رہنے کو ناپسند فرمایا، اور صحابہ کو اپنے قریب اگلی صفوں میں کھڑے ہونے کی تاکید فرمائی۔ تاکہ وہ آپ کے طریقہ نماز کا اچھی طرح مشاہدہ کر لیں اور آپ کی اقتداء کریں اور پچھلی صفوں میں کھڑے لوگ، اگلی صف والوں کی اقتداء کریں۔ اس ضمن میں آپ نے ایسا جملہ استعمال فرمایا، جو عام ہے اور نماز کے علاوہ دیگر امور خیر پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے شرف و فضل، یا علم و عمل کے اخذ و حصول میں پیچھے نہیں رہنا چاہئے، ایسے لوگوں کو پھر اللہ تعالیٰ بھی پیچھے کر دیتا ہے اور جو اکتساب فضائل میں خوب سعی و جد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا ہے اور ان کے لئے راستے آسان کر دیتا ہے۔ اس میں امام کے قریب کھڑے ہونے کی تاکید بھی ہے اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ترغیب بھی۔

۱۰۸۶۔ وعن أبي مسعود رضي الله ٥ / ۱۰۸۶۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ، وَيَقُولُ: «اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، لِئَلَيْسَ مِنْكُمْ أُولُو الْأَخْلَامِ وَالْتَهَى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ» رواه مسلم . ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے، برابر برابر ہو جاؤ اور ایک دوسرے سے اختلاف مت کرو، اس طرح تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے، تم میں سے میرے قریب وہ لوگ ہوں جو صاحب فہم و ذكاء اور اہل دانش میں سے ہیں۔ پھر اس کے بعد جو (عقل و دانش میں) ان کے قریب اور پھر وہ جو ان سے قریب ہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها.

فوائد: کندھوں پر ہاتھ پھیرنے کا مطلب ہے، اپنے دست مبارک سے کندھوں کو سیدھا فرماتے تاکہ کوئی صف سے آگے پیچھے نہ رہے، "اختلاف نہ کرو" کا مطلب یہاں یہ ہے کہ کسی کا کندھا آگے پیچھے نہ ہو۔ کیونکہ اس کا روحانی اثر دلوں پر پڑے گا، یعنی صفوں کا تقدم و تاخر، دلوں کے اندر اختلاف پیدا کرنے کا باعث بنے گا جس سے فتنے پیدا ہوں گے، اختلاف رونما ہو گا، مسلمانوں کی قوت و شوکت کمزور ہوگی اور دشمن کا تسلط اور غلبہ بڑھے گا۔۔۔۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام صفوں کو درست کرنے کا اعلان کرے اور اعلان سے صفیں درست نہ ہوں تو خود اپنے ہاتھ سے صفوں کو سیدھا کرنے کا اہتمام کرے۔ اسی طرح پہلی صف میں امام کے ساتھ اصحاب شرف و فضل اور عقل مند کھڑے ہوں پھر درجہ بدرجہ عقل و دانش میں ممتاز لوگ۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام میں اصحاب فضل و دانش کی بڑی اہمیت ہے نبی ﷺ نے نماز میں بھی ان کا قرب پسند فرمایا ہے۔

۱۰۸۷ - وعن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ؛ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ» متفقٌ عليه. وفي رواية البخاري: «فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ». حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اپنی صفیں درست کیا کرو۔ اس لئے کہ صفوں کی درستی کمال نماز میں سے ہے۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں ہے، صفوں کو درست (سیدھا) کرنا نماز کو قائم کرنے کا ایک حصہ ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب تسوية الصفوف عند الإقامة - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها.

فوائد: اس میں بھی صفوں کی درستی کی تاکید ہے، بلکہ یہ کمال نماز اور اقامت نماز کا ایک حصہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ صفوں کی درستی کے بغیر نماز، صحیح معنوں میں نماز ہی نہیں۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے دین میں نظم و قرینے کو کس قدر اہمیت حاصل ہے کہ نماز میں اس کی باقاعدہ تربیت دی جا رہی ہے۔

۱۰۸۸ - وَعَنْهُ قَالَ: أُقِمَّتِ الصَّلَاةُ؛ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَوَّجْهِهِ فَقَالَ: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بَلْفَظِهِ، وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ. وَفِي رَوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنَكِبَهُ بِمَنَكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَّمَهُ بِقَدَمِهِ. سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر کسی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا، اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور چونہ گچ دیوار کی طرح مل کر کھڑے ہو، اس لئے کہ میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری و مسلم) مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں، جب کہ مسلم میں اسی کے ہم معنی الفاظ میں روایت ہے۔ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ ہم میں سے ہر کوئی اپنے ساتھی کے کندھے سے اپنا کندھا اور اس کے پیر سے اپنا پیر ملاتا تھا۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب إلقاء المنكب بالمنكب والقدم بالقدم - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها.

فوائد: اس میں نبی ﷺ کے معجزے کا بیان ہے کہ جماعت کے وقت آپ پچھلی صفوں کے لوگوں کو بھی دیکھ لیا کرتے تھے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ہمیشہ اپنی پیٹھ کے پیچھے دیکھ لینے پر قادر تھے، جیسا کہ بعض لوگ باور کراتے ہیں۔ بلکہ یہ آپ کا ایک معجزہ تھا جس کا نظور جماعت کے وقت اللہ کی مشیت سے ہوتا تھا کیونکہ معجزہ صرف اللہ کی مشیت اور قدرت سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ جس نبی کے ذریعے سے ظاہر ہوتا ہے، اس کے اختیار میں یہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے وہ اپنی مرضی سے جب چاہے معجزہ ظاہر کر کے دکھلانے پر قادر نہیں ہوتا ورنہ اگر وہ خود صاحب اختیار ہو تو یقیناً اسے یہ اختیار ہوتا کہ جب چاہتا وہ معجزہ ظاہر کر کے دکھلا دیتا۔ لیکن کوئی

نبی ایسا با اختیار نہیں ہوا، نہ نبی ﷺ ہی ایسے اختیارات کے مالک تھے۔

دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوئی کہ صفوں کو سیدھا اور درست کرنے کا مطلب یہ ہے کہ صف میں ایک نمازی کا کندھا دوسرے نمازی کے کندھے سے اور اس کا پیر دوسرے کے پیر سے ملا ہونا چاہئے۔ اسی بات کو نبی ﷺ نے ”تراصوا“ سے تعبیر فرمایا کہ چونا گچ دیوار کی طرح باہم مل جاؤ، جیسے ایک اینٹ دوسری اینٹ سے ملی ہوئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کا یہی مفہوم سمجھا جیسا کہ یہ حدیث تصریح کر رہی ہے اور اس کے مطابق انہوں نے عمل کیا۔ آج اہل حدیث مساجد کے علاوہ کسی بھی مسجد میں نبی کریم ﷺ کے اس حکم پر عمل نہیں کیا جاتا اور اس مفہوم کے مطابق قدم بہ قدم مل کر کھڑا نہیں ہوا جاتا، بلکہ اس کو برا سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے، تاکہ وہ نماز تو سنت نبویؐ کے مطابق ادا کریں۔

۱۰۸۹ - وَعَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَتَسُوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لِيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یا تو تم ضرور اپنی صفوں کو درست کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چروں کے درمیان اختلاف پیدا فرما دے گا۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو ایسا سیدھا کرتے تھے، گویا آپ ان کے ذریعے سے تیروں کو سیدھا کر رہے ہیں حتیٰ کہ آپ نے سمجھ لیا کہ ہم آپ کی بات سمجھ گئے ہیں۔ پھر آپ ایک روز تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے، حتیٰ کہ تکبیر کہنے کو تھے کہ آپ نے ایک شخص کو اپنا سینہ صف سے باہر نکالے ہوئے دیکھا، تو آپ نے فرمایا، اللہ کے بندو! یا تو تم ضرور اپنی صفیں سیدھی کر لو، ورنہ اللہ تعالیٰ یقیناً تمہارے چروں کے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب تسوية الصفوف عند الإقامة - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل، باب فی الامر بالمحافظة على السنة وآدابها، رقم ۱۶۰ میں گزر چکی ہے۔ یہاں باب کی مناسبت سے دوبارہ لائے ہیں۔ ”چروں کے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا“ کا مطلب ہے کہ تمہارے اندر باہم بغض و عناد پیدا کر دے گا، جس کی وجہ سے تمہارے اندر وحدت کی بجائے تفرق و انتشار، قوت و استحکام کی بجائے ضعف و اضمحلال اور امن و سکون کی بجائے قتال و جدال عام ہو جائے گا“

اسلام اور مسلمانوں کی شوکت ختم اور دشمن کا خوف اور رعب مسلط ہو جائے گا اور اس کے حقیقی معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صفوں کی نادستی کی پاداش میں تمہارے چروں کو گدگی کی طرف پھیر کر انہیں بدل اور بگاڑ دے گا۔ اعاذنا اللہ منہما۔ اللہ تعالیٰ دونوں سزاؤں سے مسلمانوں کو بچائے۔

”گویا آپ ان کے ذریعے سے تیروں کو سیدھا کر رہے ہیں“ یہ صفوں کو سیدھا کرنے کے غایت درجہ اہتمام کرنے کا بیان ہے کہ جس طرح تیر کو جب تک بالکل نشانے (بدف) کے مطابق نہیں کر لیا جاتا، تیر اپنا کام نہیں کرتا اور نشانے پر نہیں لگتا۔ اس لئے اس کو سیدھا کرنے کا خوب خوب اہتمام کیا جاتا ہے۔ صف بندی میں بھی یہ اہتمام نہایت ضروری ہے۔

۱۰۹۰ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ، يَمْسَحُ صُدُورَنَا، وَمَنَاكِبَنَا، وَيَقُولُ: «لَا تَخْتَلِفُوا فَنَخْتَلِفَ قُلُوبُنَا»، وَكَانَ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّوفِ الْأَوَّلِ». رواه أبو داود بإسنادٍ حسنٍ.

۱۰۹۰ / ۹ - حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صف کے درمیان ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھرتے، ہمارے سینوں اور کندھوں کو ہاتھ لگاتے (یعنی ان کو ٹھیک کرتے) اور فرماتے اور تم اختلاف نہ کرو (یعنی آگے پیچھے مت ہوؤ) ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے اور آپ فرمایا کرتے تھے، بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صفوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

(ابو داؤد - سند حسن)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف.

فوائد: اس میں بھی صفوں کی درستی کی تاکید اور عدم درستی کے نتائج بد کا بیان ہے۔ اس سے واضح ہے کہ ظاہر کے اختلاف سے باطن میں بھی اختلاف رونما ہو جاتا ہے۔ صفوں میں آگے پیچھے ہونا ظاہری اختلاف ہے، لیکن اس کی نحوست نمازیوں کے دلوں پر پڑتی ہے اور باہم پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ صلوٰۃ کی اضافت اللہ کی طرف ہو تو معنی رحمت کے ہوتے ہیں اور فرشتوں کی طرف ہو تو استغفار و دعا کے۔ یعنی فرشتے پہلی صف والوں کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ اس سے پہلی صفوں کی فضیلت واضح ہے۔

۱۰۹۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَقِيمُوا الصُّفُوفَ، وَحَازُوا بَيْنَ الْمَنَاجِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ، وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتِ الشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ». رواه أبو

۱۰۹۱ / ۱۰ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صفوں کو سیدھا کرو اور کندھوں کو برابر رکھو اور صفوں کے درمیان خلا کو بند کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور شیطان کے لئے فُرُجَاتِ الشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ۔ رواہ ابو

داود بإسنادِ صحیح۔ اسے توڑے گا۔ (ابو داؤد، بإسناد صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف.

تو اُکد: اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہونے کا مطلب ہے کہ جو شخص صفوں کو درست کرنے کی سعی کرے، اس کے ساتھ تعاون کرو اور اس پر ناراض ہونے کی بجائے، خوش دلی سے اس کی ہدایات کے مطابق صفوں کو درست اور سیدھا کر لیا کرو۔ اس حدیث میں بھی صفوں کو درست کرنے کی سخت تاکید ہے اور درمیان میں خلا چھوڑنے کو شیطان کے لئے جگہ چھوڑنے کے ہم معنی قرار دیا گیا ہے۔ صف کو ملانے کا مطلب ہے، اس میں خلا اور شکاف باقی نہ رہنے دیا جائے، اسی طرح اگلی صف کو مکمل کئے بغیر دوسری صف شروع نہ کی جائے اور صف کو توڑنا یہ ہے، کہ صف میں خلا چھوڑ دیا جائے یا اگلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف شروع کر دی جائے۔ وصلہ اللہ اور قطعہ اللہ، یہ دعائیہ اور بددعائیہ کلمات بھی ہو سکتے ہیں، یعنی اللہ اسے ملائے یا جوڑے اور اللہ اسے توڑے۔ یہ نبی ﷺ کی طرف سے صف کو ملانے والے کے حق میں دعائے خیر ہے جو بہت بڑی سعادت ہے اور صف توڑنے والے کے لئے بددعا ہے جو نہایت حرام نہیں اور بد بختی کی بات ہے۔

۱۰۹۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «رُصُّوا صُفُوفَكُمْ، وَقَارِبُوا بَيْنَهُمَا، وَحَاذُوا بِالْأَغْنَانِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ، كَأَنَّهُا الْحَذَفُ» حدیث میں شیطان کو صفوں کے درمیان شکافوں میں داخل صحیح رواہ أبو داود بإسنادِ علی شرط ہوتے ہوئے (اس طرح) دیکھتا ہوں، گویا وہ بکری کا بچہ مسلم۔ «الحذف» بحاء مہملۃ وذال ہے۔ (یہ حدیث صحیح ہے، ابو داؤد نے اسے شرط مسلم کی معجمۃ مفتوحین ثم فاء، وہی: غنم سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

سُوْدُ صَغَارٍ تَكُونُ بِالْيَمَنِ۔ الحذف، حاء اور ذال، دونوں پر زبر اور پھر فاء، سیاہ

چھوٹی بکریاں، جو یمن میں ہوتی ہیں۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف.

تو اُکد: اس میں صفوں کو چونا گچ دیوار کی طرح باہم ملانے کے حکم کے ساتھ، ان کو باہم قریب رکھنے کی بھی تاکید ہے۔ اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک صف سے دوسری صف کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ رکھا جائے گردنوں کو برابر کرنے کا مطلب، کندھوں کو برابر کرنا ہے، جس کی تاکید پہلے گزر چکی ہے۔ نبی ﷺ کا شیطان کو صفوں کے درمیان شکافوں میں گھستے ہوئے دیکھنا یا تو حقیقتاً ہے، اللہ نے آپ کو معجزے کے طور پر یہ منظر دکھایا، یا بذریعہ وحی آپ کو اس سے آگاہ فرمایا کہ صفوں میں خلا رکھنے سے شیطان خوش ہوتا اور اسے وسوسہ اندازی کا زیادہ موقع فراہم ہوتا ہے۔

۱۰۹۳۔ وَعَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ۱۲/۱۰۹۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے، بے شک

قال: «أَتَمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّم: ثُمَّ الَّذِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَے فرمایا، تم اگلی صف پوری کرو، اس بیلہ، فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ کے بعد جو اس سے متصل ہے اور جو کی ہو، وہ پچھلی المؤخِّر» رواہ أبو داود بإسنادٍ حسن. صف میں ہو۔ (ابو داؤد، باسناد حسن)

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ ہر صف کو مکمل کرنا ضروری ہے۔ پہلے، پہلی صف پوری کی جائے، پھر دوسری تیسری، چوتھی اسی طرح باقی صفیں۔ نقص یعنی کمی سب سے آخری صف میں ہونی چاہئے نہ کہ پہلی صفوں میں۔

۱۰۹۴ - وعن عائشة رضي الله عنها ۱۳ / ۱۰۹۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، قالت: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ کے فرشتے صفوں کے دائیں حصوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ رواہ أبو داود بإسنادٍ حسن، اسے ابو داؤد نے شرط مسلم کی سند کے ساتھ روایت کیا وفيه رجلٌ مُخْتَلَفٌ فِي تَوَثُّقِهِ. اس سند میں ایک راوی ایسا ہے جس کی توثیق میں محدثین کا اختلاف ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب الصف بين السواري.

فوائد: شیخ البانی نے کہا ہے کہ یہ مختلف فیہ راوی اسامہ بن زید لیثی ہے، جس کی بابت بالآخر علمائے محققین اور نقادان فن نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ اگر یہ کسی کی مخالفت نہ کرے تو حسن الحدیث ہے۔ (ریاض الصالحین) یہ تحقیق شیخ البانی علاوہ ازیں تعلیقات مشکوٰۃ میں شیخ نے اس حدیث کی بابت کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے لیکن اس کے بعض راویوں نے متن کے بیان کرنے میں غلطی کی ہے اور میامن الصفوف روایت کیا ہے، جس کی ثقہ راویوں کی ایک جماعت نے مخالفت کی ہے اور انہوں نے اسے ”علی الذین یصلون الصفوف“ کے الفاظ میں روایت کیا ہے اور یہی صحیح ہے (تعلیقات علی مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۳۴۲) یعنی اللہ اور اس کے فرشتے ایسے لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں۔ ”صفوں کے دائیں حصوں پر“ رحمت بھیجنے والے الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔ امام بیہقی نے بھی اس بات کی وضاحت کی ہے (ابن علان)

۱۰۹۵ - وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۳ / ۱۰۹۵ - حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت قال: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو أَخْبَيْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ؛ يُقْبَلُ عَلَيْنَا تاکہ آپ اپنے چہرہ مبارک کے ساتھ ہماری طرف يَوْمَ تَبْعَثُ - أَوْ تَجْمَعُ - عِبَادُكَ رواہ مسلم.

ہوئے سنا، اے رب! مجھے اس دن اپنے عذاب سے بچانا جس دن اپنے بندوں کو قبروں سے اٹھائے گا یا (فرمایا) حسب کے لئے جمع کرے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب یعین الإمام۔
فوائد: اس میں جہاں مقتدیوں کے لئے امام کی دائیں جانب کھڑے ہونے کا استحباب ہے، وہاں امام کا سلام پھیرنے کے بعد، مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے مسنون ہونے کا بیان ہے۔ بہت سی مساجد میں یہ سنت بھی متروک ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدیوں کو کچھ دیر سلام پھیرنے کے بعد اپنی جگہوں پر بیٹھنا چاہئے۔

۱۰۹۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۵ / ۱۰۹۶ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَسُطُوا الْإِمَامَ»، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، امام کو درمیان میں رکھو اور
 وَسُطُوا الْخَلَلَ، رواہ ابو داود۔ صفوں کے درمیان خلا کو بند کرو۔ (ابو داؤد)
تخریج: سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب نسوية الصفوف۔

فوائد: شیخ البانی نے کہا ہے کہ اس روایت کی سند میں دو راوی مجہول ہیں۔ تاہم روایت کا دوسرا حصہ سداوا
 الخلل، اپنے شاہد کی وجہ سے صحیح ہے۔ یہ شاہد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے جو اسی باب میں چار حدیثوں سے
 پہلے (رقم ۱۰۹۱) گزری (ریاض الصالحین، بہ تحقیق شیخ البانی)

۱۹۵۔ فرض نمازوں کے ساتھ سنن مؤکدہ
 ۱۹۵۔ بَابُ فَضْلِ السَّنَنِ الرَّائِبَةِ مَعَ
 الْفَرَائِضِ وَبَيَانِ أَقْلَاهَا وَأَكْمَلِهَا وَمَا
 بَيْنَهُمَا
اور ان کے درمیانی صورت کا بیان

۱۰۹۷ - عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ حَبِيبَةَ ۱ / ۱۰۹۷ - حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابی
 رَمْلَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سفیان بن عیینہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ
 قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: کو فرماتے ہوئے سنا، جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے
 «مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيَ لِلَّهِ تَعَالَى كُلَّ يَوْمٍ فرض نمازوں کے علاوہ روزانہ بارہ رکعتیں نفل پڑھتا
 ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ الْفَرِيضَةِ، إِلَّا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔ یا
 بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ! أَوْ: إِلَّا بُنِيَ لَهُ (اس طرح فرمایا) اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیا جاتا
 بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ، رواہ مسلم۔ ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن
 وبيان عددن۔

فوائد: تطوع کے معنی ہیں۔ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ اپنی خوشی سے مزید نوافل کا اہتمام۔ اس حدیث میں
 نوافل کی فضیلت کا بیان ہے اور ان پر مداومت جنت میں جانے کا باعث ہے۔

۱۰۹۸ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ ۲ / ۱۰۹۸ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
 عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعت ظہر سے

رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَهَا، پہلے اور دو رکعت اس کے بعد اور دو رکعت جمعہ کے وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ، وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ. متفقٌ کے بعد پڑھی۔ (بخاری و مسلم) علیہ۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب السنن الاربعة قبل الفرائض وبعدهن۔

فوائد: فرض نمازوں کے علاوہ ہر نماز کے ساتھ 'اس سے پہلے یا بعد میں جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے' اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ نماز ہے جس پر رسول اللہ ﷺ نے مداومت فرمائی ہے، جیسے اس حدیث میں ان کی تعداد دس رکعت بیان ہوئی ہے اور بعض میں ان کی تعداد بارہ یا چودہ بیان ہوئی ہے۔ یہ سنن مؤکدہ یا سنن رواتب کہلاتے ہیں۔ یعنی ایسی رکعتیں جو نبی ﷺ کے طریقہ، عمل اور فرمان سے ثابت ہیں اور جن پر آپ نے ہمیشہ عمل فرمایا۔ اس کی دوسری قسم وہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کا دائمی عمل نہیں تھا، انہیں نوافل یا غیر مؤکدہ کہا جاتا ہے، تاہم اللہ کے ساتھ خصوصی تعلق پیدا کرنے کے لئے نوافل کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لئے اہل ایمان اس سے غفلت نہیں کرتے۔ تاہم ان کی شرعی حیثیت نفل نماز ہی کی ہے، جس کی ادائیگی پر ثواب ہے اور عدم ادائیگی پر گناہ نہیں۔ علاوہ ازیں سنن رواتب یا مؤکدہ کے بارے میں افضل یہ ہے کہ وہ گھر میں پڑھے جائیں۔ نبی اکرم ﷺ کا عام معمول بھی یہی تھا اور آپ نے ایسا کرنے کا مسلمانوں کو حکم بھی دیا ہے۔

۱۰۹۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْقَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَيْنَ كُلِّ أَدَانَيْنِ صَلَاةٌ، بَيْنَ كُلِّ أَدَانَيْنِ صَلَاةٌ، بَيْنَ كُلِّ أَدَانَيْنِ صَلَاةٌ» قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ: «لِمَنْ شَاءَ» متفقٌ علیہ۔ الْمُرَادُ بِالْأَدَانَيْنِ: الْأَذَانُ وَالإِقَامَةُ۔
۱۰۹۹ / ۳ - حضرت عبد اللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، 'رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ تیسری مرتبہ میں آپ نے فرمایا، جو پڑھنا چاہے۔ (بخاری و مسلم)

دو اذانوں سے مراد اذان اور تکبیر ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب بین کل أذانین صلاة لمن شاء - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب بین کل أذانین صلاة۔

فوائد: دو اذانوں سے مراد اذان اور تکبیر ہے، جیسا کہ امام نوویؒ نے خود بھی صراحت فرمائی ہے۔ یعنی اذان اور تکبیر کے درمیانی وقفے میں دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔ یہ غیر راتبہ یا غیر مؤکدہ نوافل میں سے ہے۔ یہ نفل پانچوں نمازوں کی اذانوں کے بعد، جماعت کے کھڑے ہونے سے پہلے پڑھے جاسکتے ہیں۔ البتہ فجر کے بعد غیر مؤکدہ نوافل کے بارے میں اختلاف ہے کیونکہ ان نوافل کا آنحضرت ﷺ یا صحابہؓ سے کوئی ثبوت نہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۹۶ - بَابُ تَأْكِيدِ رَكَعَتَيْ سُنَّةِ الصُّبْحِ - ۱۹۶ - صبح کی دو سنتوں کی تاکید کا بیان

۱۱۰۰ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۱/ ۱۱۰۰ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، ﷺ نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور صبح (فجر) سے پہلے وَرَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ. رواه البخاري. دو رکعتیں نہیں چھوڑتے تھے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب الركعتين قبل الظهر.

فوائد: اس میں ظہر کی چار سنتوں اور فجر کی دو سنتوں کی بابت نبی ﷺ کا عمل بیان کیا گیا ہے کہ آپ انہیں پابندی سے ادا فرمایا کرتے تھے۔ ایسی ہی سنتوں کو سنن روا تب یا سنن مؤکدہ کہا جاتا ہے۔

۱۱۰۱ - وَعَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ ۲/ ۱۱۰۱ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ كَرِيم ﷺ فجر کی دو رکعتوں (سنتوں) کا جتنا خیال رکھتے تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلَى رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ. مُتَّفَقٌ تھے اتنا کسی اور نفلی نماز کا نہیں رکھتے تھے۔ علیہ.

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب تعاهد ركعتي الفجر - وصحيح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر...

فوائد: اس میں نبی ﷺ کے اس خصوصی اہتمام کا بیان ہے جو آپ فجر کی دو سنتوں کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔

۱۱۰۲ - وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ۳/ ۱۱۰۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی ﷺ «رَكَعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا» کریم ﷺ نے فرمایا، فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) دنیا اور رواه مسلم. وفي رواية: «لَهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ» اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہیں۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں، یہ دو رکعتیں مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر. فوائد: اس میں فجر کی دو سنتوں کی فضیلت کا بیان ہے۔

۱۱۰۳ - وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بِلَالِ بْنِ رَجَاحٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ۴/ ۱۱۰۳ - حضرت ابو عبد اللہ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ وہ (ایک مرتبہ) أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، لِيُؤَذِّنَهُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ بِلَالًا بِأَمْرِ سَأَلَتْهُ عَنْهُ، حَتَّى أَصْبَحَ جَدًّا، فَقَامَ بِلَالٌ فَأَذَنَهُ بِالصَّلَاةِ، وَتَابَعَ أَذَانَهُ، فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا خَرَجَ صَلَّى بِالنَّاسِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ شَغَلَتْهُ بِأَمْرِ سَأَلَتْهُ عَنْهُ

حضرت ابو عبد اللہ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کو صبح کی نماز کی اطلاع دیں تو حضرت عائشہ نے انہیں ایسے کام میں مشغول کر دیا جس کی بابت وہ بلال سے پوچھنا چاہتی تھیں، حتیٰ کہ صبح خوب ظاہر ہو گئی۔ پس بلال کھڑے ہوئے اور آپ کو نماز کی اطلاع دی اور بار بار اطلاع دی لیکن رسول اللہ ﷺ باہر تشریف نہیں

لائے۔ پھر (تھوڑی دیر کے بعد) آپ تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ تو بلالؓ نے آپ کو بتلایا کہ حضرت عائشہؓ نے انہیں ایک کام میں مشغول کر دیا تھا جس کی بابت انہوں نے ان سے پوچھا تھا حتیٰ کہ صبح خوب روشن ہو گئی اور (پوچھا) کہ آپ نے بھی باہر تشریف لانے میں دیر کر دی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا، میں فجر کی دو رکعتیں (سنّتیں) پڑھ رہا تھا۔ پس بلالؓ نے کہا، یا رسول اللہ! آپ نے تو بالکل صبح کر دی۔ آپ نے فرمایا، اگر اس سے بھی زیادہ صبح ہو جاتی، تب بھی میں یہ دو سنّتیں پڑھتا اور خوب اچھے اور بہترین طریقے سے پڑھتا۔ (ابو داؤد بند حسن)

پڑھتا۔ (ابو داؤد بند حسن)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ركعتي الفجر.

فوائد: اس میں بھی فجر کی دو سنتوں کی اہمیت، نیز انہیں احسن طریقے یعنی خشوع و خضوع سے پڑھنے کا بیان ہے بہر حال مذکورہ احادیث سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ فجر کی دو سنتوں کی بہت فضیلت ہے۔ اس لئے اس کی ادائیگی میں کوتاہی یا سستی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔

۱۹۷ - بابُ تَخْفِيفِ رَكَعَتَيْ الْفَجْرِ
وَيَبَانِ مَا يُقْرَأُ فِيهِمَا، وَيَبَانِ وَفْتِهِمَا

۱۹۷ - فجر کی دو رکعتوں کو ہلکا کر کے پڑھنے کا بیان، نیز یہ کہ ان میں کیا پڑھا جائے اور ان کا وقت کیا ہے؟

۱۱۰۴ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النَّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ. وَفِي رَوَايَةٍ لَهُمَا: يُصَلِّي رَكَعَتَيْ الْفَجْرِ، إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ فَيُخَفِّفُهُمَا حَتَّى أَقُولَ: هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ! وَفِي رَوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: كَانَ يُصَلِّي رَكَعَتَيْ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا. وَفِي رَوَايَةٍ: إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ.

۱۱۰۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے وقت اذان اور تکبیر کے درمیان دو مختصر رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ فجر کی دو سنّتیں ادا فرماتے تو آپ ان کو اتنا مختصر اور ہلکا پڑھتے کہ میں (دل میں) کہتی کہ آپ نے ان رکعتوں میں سورہ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں؟ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب آپ اذان کی آواز سنتے تو دو رکعت پڑھتے اور ان میں تخفیف فرماتے اور ایک روایت میں ہے، جب فجر طلوع ہو جاتی۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتی سنة الفجر.

فوائد: تخفیف کا مطلب ہے کہ آپ فجر کی ان دو سنتوں میں قیام وقراءت اور رکوع و سجود وغیرہ میں اختصار سے کام لیتے تھے، کیونکہ اس کے بعد آپ نے فجر کی نماز پڑھانی ہوتی تھی، جس میں قراءت وغیرہ میں طوالت ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں فجر یا اذان کے ہوتے ہی آپ فوراً ادا فرماتے جس سے آپ کا وہ اہتمام واضح ہے جو فجر کی دو سنتوں کے لئے آپ فرماتے تھے۔

۱۱۰۵ - وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، كَانَ إِذَا أَدَّنَ السُّؤْدُنَ لِلصُّبْحِ، وَبَدَأَ الصُّبْحُ، صَلَّى رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. متفقٌ عليه. وفي رواية لمسلم: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

۲ / ۱۱۰۵ - حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، جب مؤذن صبح کی نماز کے لئے اذان دیتا اور صبح واضح ہو جاتی، تو ہلکی سی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ، جب فجر طلوع ہو جاتی تو مختصر سی دو رکعتوں کے علاوہ کچھ نہ پڑھتے تھے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، و کتاب الاذان، باب الاذان بعد الفجر - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتی سنة الفجر.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی دو سنتیں، طلوع فجر کے بعد پڑھنی چاہئیں، صبح صادق سے پہلے نہیں۔ نیز ان میں طوالت کی بجائے اختصار سے کام لیا جائے تاکہ انسان فرض کی ادائیگی میں مستعد اور ہوشیار رہے۔

۱۱۰۶ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، وَيُصَلِّي الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعَدَاةِ، وَكَانَ الْإِذَاانَ بِأَذْنِهِ. متفقٌ عليه.

۳ / ۱۱۰۶ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو (نماز تہجد) دو دو رکعت کر کے پڑھتے تھے اور رات کے آخری حصے میں ایک رکعت وتر پڑھتے اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعت (سنت) پڑھتے۔ (اور ان میں اتنی تیزی کرتے کہ) گویا تکبیر آپ کے کانوں میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الوتر، باب ساعات الوتر، و کتاب التہجد، و کتاب المساجد - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل.

فوائد: گویا تکبیر آپ کے کانوں میں ہے، کا مطلب ہے کہ فجر کی دو سنتیں اتنی سرعت سے ادا فرماتے، جیسے تکبیر کی آواز آپ کے کانوں میں آرہی ہے اور آپ نماز کا اول وقت فوت ہو جانے کے اندیشے سے جلدی سنتیں ادا کر رہے ہیں۔

اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ رات کو نفلی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھی جائے۔ دوسری بات یہ کہ وتر ایک رکعت بھی صحیح ہے۔ تیسری بات یہ کہ فجر کی اذان ہوتے ہی فجر کی سنتیں پڑھ لی جائیں اور مختصر پڑھی جائیں۔

۱۱۰۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي الْأُولَى مِنْهُمَا: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ، وَفِي الْآخِرَةِ مِنْهُمَا: ﴿آمَنَّا بِاللَّهِ وَأَشْهَدُ أَنَّا مُسْلِمُونَ﴾. وَفِي رَوَايَةٍ: فِي الْآخِرَةِ الَّتِي فِي آلِ عِمْرَانَ: ﴿تَمَكَّلُوا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٌ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ رَوَاهُمَا مُسْلِمٌ.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتی سنة الفجر۔
فوائد: گویا سورۃ فاتحہ کے ساتھ مذکورہ دو مختصر آیتیں دونوں رکعتوں میں پڑھتے۔

۱۱۰۸ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: ﴿قُلْ يَتَّخِذُ الْكَافِرُونَ﴾ و ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ رواه مسلم.

۵ / ۱۱۰۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو سنتوں میں یہ دو سورتیں پڑھیں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہواللہ احد۔ مسلم (کتاب و باب مذکور)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر ۱۱۰۹۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَمَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ شَهْرًا وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ: ﴿قُلْ يَتَايَاُنَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء في تخفيف ركعتي الفجر۔

فوائد: فجر کی دو سنتوں میں کوئی بھی سورت یا آیت پڑھی جاسکتی ہے۔ لیکن مذکورہ آیات یا سورتیں پڑھی جائیں

گی تو سنت پر عمل ہو گا۔ ہر مسلمان کو سنت نبویؐ پر عمل کرنے کی فضیلت حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہئے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک ہی سورت نماز میں کافی عرصے تک پڑھی جاسکتی ہے۔

۱۹۸۔ بابُ اسْتِخْبَابِ الْاضْطِجَاعِ بَعْدَ ۱۹۸۔ فجر کی دو سنتوں کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنے کا استحباب اور اس کی ترغیب چاہے رَكَعَتَيْنِ
الْفَجْرِ عَلَى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ، وَالْحَثُّ عَلَيْهِ
سَوَاءٌ كَانَ تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ أَمْ لَا

۱۱۱۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۱/۱۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ جَبَّ فُجْرِي دُوسنتیں ادا فرما لیتے تو دائیں کروٹ پر الْفَجْرِ، اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ. رواہ لیث جاتے تھے۔ (بخاری)

البخاری۔
تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب الضجعة على الشق الأيمن بعد ركعتي الفجر.

۱۱۱۱۔ وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ ۲/۱۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ: يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ كَرِيمِ صَلَاةٍ عِشَاءً كِي نماز سے فراغت سے فجر تک کے صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ دُرْمِیَانِ وَقْفَةٍ مِیں گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ ہر دو رکعتوں رَكَعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكَعَتَيْنِ، وَيُؤْتِزُّ كے درمیان سلام پھیرتے اور ایک وتر ادا فرماتے۔ پس بَوَّاحِدَةٍ، فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَنَبَّيْنِ لَهُ الْفَجْرُ، وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ، اور فجر آپ کے سامنے واضح ہو جاتی اور مؤذن (نماز فجر قَامَ فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ كے وقت کی اطلاع دینے) آپ کے پاس آتا، تو آپ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، هَكَذَا حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ کھڑے ہو کر دو مختصر رکعت پڑھتے، پھر آپ اپنی داہنی للإِقَامَةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. قَوْلُهَا: «يُسَلِّمُ بَيْنَ كروٹ پر اس طرح لیٹ جاتے، یہاں تک کہ مؤذن كُلِّ رَكَعَتَيْنِ» هَكَذَا هُوَ فِي مُسْلِمٍ وَمَعْنَاهُ: آپ کے پاس اقامت نماز کی اطلاع دینے کے لئے حاضر بَعْدَ كُلِّ رَكَعَتَيْنِ. ہوتا۔ (مسلم)

يسلم بين كل ركعتين، مسلم میں الفاظ اسی طرح ہیں۔ اس کے معنی ہیں، ہر دو رکعتوں کے بعد (سلام پھیرتے)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ.

نوٹ: اس میں فجر کی دو سنتوں کے بعد داہنی کروٹ پر لیٹنے کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی نماز تہجد کا بھی بیان ہے

اور وہ ہے گیارہ رکعت۔ دو دو کر کے آپ دس رکعات ادا فرماتے اور پھر ایک وتر پڑھتے۔ یا بعض دوسری روایات کی رو سے آٹھ رکعات کے بعد تین وتر پڑھتے، دونوں طریقے جائز ہیں۔ اس روایت سے بھی ایک وتر کا ثبوت ملتا ہے، جسے بعض لوگ نہیں مانتے۔ حالانکہ یہ بالکل واضح ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا کہ تہجد اور وتر کا وقت عشاء کے بعد سے لے کر صبح صادق تک ہے۔ اس وقفے میں کسی بھی وقت نماز تہجد پڑھی جاسکتی ہے، تاہم اس کا افضل وقت رات کا تیسرا آخری پہر ہے، تاکہ تہجد سے فراغت کے بعد صبح صادق ہو جائے اور انسان فجر کی نماز باجماعت ادا کر لے۔ رمضان المبارک میں جو تراویح ادا کی جاتی ہے، وہ بھی یہی قیام اللیل یعنی نماز تہجد ہے۔ آسمانی اور جماعت کے ثواب کے لئے رمضان میں اسے اول وقت یعنی عشاء کے فوراً بعد پڑھ لیا جاتا ہے۔ اسی لئے تراویح کی تعداد بھی آٹھ ہی رکعت ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے رمضان یا غیر رمضان میں بالعموم آٹھ رکعات اور تین وتر سے زیادہ قیام نہیں فرمایا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ احادیث میں رات کی نفلی نماز کو قیام اللیل سے ہی تعبیر کیا گیا ہے، جس کے لئے قرآن و حدیث میں تہجد کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ لیکن تراویح کا لفظ کسی حدیث میں نہیں آتا۔ رمضان کے قیام اللیل کے لئے تراویح کے لفظ کا استعمال عمد نبوت اور عمر صحابہ کے بعد رائج ہوا ہے۔ اس لئے تراویح کی رکعات کی وہی تعداد مسنون اور افضل ہے جو نبی کریم ﷺ کے عمل سے ثابت ہے اور وہ صرف اور صرف آٹھ رکعات ہیں نہ کہ بیس اور تین وتر۔ صحیح احادیث سے آٹھ رکعات تراویح ہی کا ثبوت ملتا ہے۔

۱۱۱۲ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲/۱۱۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول عنہ قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى اللَّهُ ﷻ نِيَّاتِي فِي رَمَضَانَ، جَبَّ تَمَّ مِثْلُ سَنَتَيْنِ أَحَدُكُم رَكَعَتِي الْفَجْرِ، فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى رُءُوسِهِ» (اے ابو داؤد، والترمذی باسنادہ جائزہ۔) (اسے ابو داؤد اور ترمذی نے صحیح سندوں کے صحیحہ۔ قَالَ الترمذی: حَدِيثٌ حَسَنٌ ساتھ روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا، یہ حدیث صحیح ہے۔)

تخریج: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاضطجاع بعد رکعتی الفجر - وسنن ترمذی ایضاً۔

نوٹ: گزشتہ احادیث میں نبی ﷺ کا عمل بیان کیا گیا تھا۔ اس حدیث میں آپ کا حکم نقل ہوا ہے۔ اس سے واضح ہے کہ فجر کی دو سنتیں پڑھ کر دائیں کروٹ پر لیٹنا نبی ﷺ کے قول اور فعل دونوں سے ثابت ہے جس سے اس کے سنت اور مستحب ہونے میں کوئی کلام نہیں رہتا۔

۱۹۹ - بَابُ سُنَّةِ الظُّهْرِ ظہر کی سنتوں کا بیان

۱۱۱۳ - عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱/۱۱۳ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نِيَّاتِي فِي رَمَضَانَ، جَبَّ تَمَّ مِثْلُ سَنَتَيْنِ أَحَدُكُم رَكَعَتِي الْفَجْرِ، فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى رُءُوسِهِ» (اے ابو داؤد، والترمذی باسنادہ جائزہ۔) (اسے ابو داؤد اور ترمذی نے صحیح سندوں کے صحیحہ۔ قَالَ الترمذی: حَدِيثٌ حَسَنٌ ساتھ روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا، یہ حدیث صحیح ہے۔)

(بخاری و مسلم)

متفق علیہ .

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم .

فوائد: یہ روایت باب فضل السنن الرابعہ (رقم ۲ / ۱۰۹۸) میں گزر چکی ہے۔

۱۱۱۴ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۲ / ۱۱۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی
عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدْعُ أَزْوَاجَ قَبْلِ
الظُّهْرِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .
(بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب الركعتين قبل الظهر .

فوائد: بعض روایات میں دو رکعات پہلے اور دو بعد کا ذکر ہے۔ اس میں پہلے چار رکعات کا بیان ہے۔ اس لئے
دونوں عدد صحیح ہیں، حالات و واقعات کے مطابق دونوں میں سے کسی پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔

۱۱۱۵ - وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ
النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَزْوَاجًا،
ثُمَّ يَخْرُجُ، فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ يَدْخُلُ
فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ
الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ،
وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ، وَيَدْخُلُ بَيْتِي،
فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی
ﷺ میرے گھر میں ظہر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت
پڑھتے، پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز
پڑھاتے، پھر واپس تشریف لا کر دو رکعت ادا فرماتے اور
آپ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھا کر پھر میرے گھر
تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے اور لوگوں کو عشاء کی
نماز پڑھاتے اور پھر میرے گھر تشریف لا کر دو رکعت ادا
فرماتے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائما وقاعدا .

۱۱۱۶ - وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۴ / ۱۱۶ - حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ
حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ،
وَأَرْبَعِ بَعْدَهَا، حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ» . رَوَاهُ
أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ
صَحِيحٌ .
(ابو داؤد، ترمذی - حسن صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، أبواب صلاة السفر، باب الأربع قبل الظهر وبعدها - وسنن
ترمذی أيضا .

فوائد: اس قسم کی احادیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسے شخص کی موت اسلام پر آئے گی اور کافروں کی طرح جہنم
میں ہمیشہ نہیں رہے گا، یعنی اللہ تعالیٰ اس پر جہنم میں ہمیشہ رہنے کو حرام فرمادیتا ہے۔ اسی طرح بعض روایات میں

آتا ہے، اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، اس کا مطلب بھی یہ ہوتا ہے کہ ہیچلی کی آگ نہیں چھوئے گی۔ ورنہ اگر مسلمان گناہ گار اور مستحق عقوبت ہو گا، تو اس کا چند دنوں یا ہفتوں یا مہینوں کے لئے (بقدر جرم) جہنم میں جانا، ان احادیث کے منافی نہیں ہے، کیونکہ بالآخر اسے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ مسلمان ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، اس سے یہ سمجھ لینا کہ مسلمان جو چاہے کرے، وہ جہنم میں جائے گا ہی نہیں، صحیح نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے پہلی مرتبہ ہی میں معاف نہیں کیا تو جہنم کی سزا جب تک اللہ چاہے گا جہنمتی ہوگی اور اس کے بعد ہی جنت میں جانا نصیب ہو گا۔

۱۱۱۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ ۵/۱۱۷ - حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ بَعْدِ چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا، 'يَهْ الظُّهْرِ، وَقَالَ: «إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا ابوابُ السَّمَاءِ، فَأُحِبُّ أَنْ يَضَعَدَ لِي فِيهَا عَمَلُ صَالِحٍ» رواه الترمذي وَقَالَ: حَدِيثٌ مِيرے نیک اعمال اوپر چڑھیں۔ احسن۔ (ترمذی، حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء في الصلاة عند الزوال۔
فوائد: سورج کے ڈھلتے ہی ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ گویا ظہر کی چار سنتیں نبی ﷺ بالکل آغاز میں پڑھ لیتے، کیونکہ آپ عشاء کے علاوہ ساری نمازیں اول وقت میں ہی پڑھتے تھے۔ آسمان کے دروازے کھولے جانے سے مراد یہ ہے کہ زمین سے انسانوں کے اعمال آسمان پر لے جائے جاتے ہیں۔

۱۱۱۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۶/۱۱۸ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا كَرَّمَ ﷺ نے جب ظہر سے پہلی چار رکعتیں نہ پڑھی قَبْلَ الظُّهْرِ، صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا. رَوَاهُ الترمذي ہوئیں تو انہیں ظہر کے فرضوں کے بعد پڑھتے تھے۔ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. (ترمذی، حدیث حسن)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء في الركعتين بعد الظهر۔
فوائد: اس سے نبی ﷺ کے اس اہتمام کا پتہ چلتا ہے جو سنتوں کی ادائیگی میں آپ فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے ہر مسلمان کو سنتوں کی ادائیگی کا بھی بھرپور اہتمام کرنا چاہئے اور پہلے ادا نہ کر سکا ہو تو فرض نماز کے بعد ادا کر لیا کرے۔

۲۰۰ - بَابُ سُنَّةِ الْعَصْرِ

۱۱۱۹ - عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ۱/۱۱۹ - حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں اللہ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ کہ نبی ﷺ عصر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت پڑھا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، يَفْضِلُ بَيْنَهُنَّ بِالسَّلَامِ عَلَى کرتے تھے، ان کے درمیان ملائکہ مقربین اور ان کی

الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبِينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ تَابَعْدَارِي كَرْنِ وَالْهٖ مَسْلَمَانَوِ اَوْر مومنون ٲر سلام وَالْمُؤْمِنِينَ. رواه الترمذي وَقَالَ: حَدِيثٌ ٲھیرنے کے ساتھ فصل (جدائی) کرتے۔
(ترمذی، حدیث حسن)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء في الأربع قبل العصر
فوائد: سلام کے ساتھ فصل کرنے کا مطلب ہے کہ دو دو رکعت کر کے چار سنتیں ادا فرماتے۔ مومنوں کو ملائکہ مقربین کا تابعدار اس لئے کہا ہے کہ اہل ایمان بھی فرشتوں کی طرح اللہ کی توحید اور اس کی عظمت پر ایمان رکھتے ہیں۔

۱۱۲۰ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ ۲ / ۱۳۰ - حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے، نبی عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رَحِمَ اللَّهُ امْرَأً ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات ادا کرتا ہے۔
والترمذي وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. (ابو داؤد، ترمذی، حدیث حسن)

تخریج: سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب الصلاة قبل العصر - وسنن ترمذی أيضا.
فوائد: یہ چار رکعتیں دو دو کر کے بھی پڑھی جاسکتی ہیں، جیسا کہ گزشتہ حدیث میں نبی کریم ﷺ کا عمل گزرا اور ایک سلام کے ساتھ بھی، دونوں طرح جائز ہیں۔ تاہم بعض کے نزدیک پہلا طریقہ افضل ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ عصر کی یہ چار سنتیں غیر مؤکدہ ہیں۔ تاہم اس کے پڑھنے والے کے حق میں نبی کریم کی دعائے رحمت سے اس کی اہمیت واضح ہے۔

۱۱۲۱ - وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ۳ / ۱۳۱ - حضرت علی بن ابی طالب ؓ بیان فرماتے رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي ہیں کہ نبی کریم ﷺ عصر کی نماز سے پہلے دو رکعت ادا قَبْلَ الْعَصْرِ رَكَعَتَيْنِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ فرماتے تھے۔ (ابو داؤد، بسند صحیح)
صحیح.

تخریج: سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب الصلاة قبل العصر.
فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ عصر کے فرضوں سے پہلے دو سنتیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ لیکن شیخ البانی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں ”دو رکعت“ کا لفظ شاذ ہے۔ چار رکعات کے الفاظ ہی محفوظ ہیں اس لئے بہتر چار رکعات ہی ہیں۔

۲۰۱ - بَابُ شَتَةِ الْمَغْرِبِ بَعْدَهَا ۲۰۱ - مغرب سے پہلے اور بعد کی سنتوں کا وَقَبْلَهَا بیان

تَقَدَّمَ فِي هَذِهِ الْأَبْوَابِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ، وَحَدِيثُ عَائِشَةَ، وَهُمَا صَحِيحَانِ گزشتہ ابواب میں حضرت عمر اور حضرت عائشہ ؓ کی صحیح حدیثیں گزر چکی ہیں کہ نبی ﷺ نماز مغرب

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكَعَتَيْنِ. (کے بعد دو رکعت (سنتیں) ادا فرمایا کرتے تھے۔) (دیکھیں رقم ۱۰۹۸ اور ۱۱۱۵۔)

۱۱۲۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ» قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ: «لِمَنْ شَاءَ» رواه البخاري.

۱۱۲۲ - حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، 'مغرب سے پہلے نماز پڑھو (تین مرتبہ فرمایا) تیسری مرتبہ میں ارشاد فرمایا، 'جو چاہے' پڑھے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب الصلاة قبل المغرب.

فوائد: اس نماز سے مراد مغرب کی اذان کے بعد، فرض نماز سے پہلے، دو رکعت ہیں، جیسا کہ دوسری روایات میں صراحت ہے۔ اس کی حیثیت اگرچہ سنت غیر مؤکدہ کی ہے تاہم تین مرتبہ اس کی تاکید کرنے سے اس کی اہمیت واضح ہے۔ امر (حکم) کا صیغہ تو بالعموم وجوب پر دلالت کرتا ہے، لیکن یہاں "جو چاہے" کے قرینے نے اسے استحباب میں بدل دیا ہے۔ بہر حال آپ کی ترغیب و تاکید سے اس کے مستحب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ آنے والی حدیثوں سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے۔

۱۱۲۳ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَنَدَّرُونَ السَّوَادِيَّ عِنْدَ الْمَغْرِبِ. رواه البخاري.

۱۱۲۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بڑے بڑے صحابہ کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت مسجد کے ستونوں کی طرف جلدی کرتے تھے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة إلى الأسطوانة، وكتاب الأذان.

فوائد: ستونوں کی طرف جلدی کرنے کا مطلب ہے کہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت ادا کرنے کے لئے ستونوں کو سترہ بنا کر دو رکعتیں ادا کرنے کے لئے ستونوں کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کرتے تھے، اس میں صحابہ کرامؓ کے عمل سے مغرب سے پہلے کی دو رکعتوں کا اثبات ہے۔ علاوہ ازیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں نوافل یا سنن کی ادائیگی کے وقت سترے کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے، بغیر سترے کے گزرگاہ پر نماز پڑھنے سے اجتناب ضروری ہے، عام لوگ اس کا خیال نہیں رکھتے۔

۱۱۲۴ - وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَقِيلَ: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّاهُمَا؟ قَالَ: كَانَ بَرَانَا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۲۴ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں غروب شمس کے بعد نماز مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، کیا رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ پڑھیں؟ انہوں نے جواب دیا، آپ ہمیں یہ دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے۔ لیکن آپ نے ہمیں حکم دیا اور نہ ہمیں منع فرمایا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتین قبل صلاة المغرب.

فوائد: اس میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کا بیان ہے اور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں۔ یوں حضرت انسؓ کی بیان کردہ کیفیت کی رو سے یہ دو رکعتیں تقریراً ثابت ہوئیں۔ لیکن حضرت انسؓ کا یہ بیان ان کے اپنے علم کے مطابق ہے، ورنہ پہلے حدیث گزر چکی ہے جس میں آپ نے ترغیبی انداز میں ان کے پڑھنے کا حکم دیا ہے، گویا یہ آپ کے قول سے بھی ثابت ہیں۔

۱۱۲۵ - وعنه قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ ۳ / ۱۲۵ - سابق راوی ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم فَبَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ، ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ، فَارْكَعُوا رَكَعَتَيْنِ، حَتَّىٰ إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسَبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صَلَّيْتَ مِنْ كَثَرَةِ مَنْ يُصَلِّيْهِمَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

میں نے اس وقت کہ مؤذن نے مغرب کی نماز کے لئے اذان دی تو لوگوں نے سنتوں کی طرف جلدی کی اور دو رکعتیں ادا کیں (اور یہ مستقل معمول تھا) حتیٰ کہ کوئی نو وارد مسافر مسجد میں آتا تو کثرت سے ان دو رکعت پڑھنے والوں کو دیکھ کر گمان کرتا کہ فرض نماز پڑھی جا چکی ہے (اور لوگ بعد کی سنتیں پڑھ رہے ہیں) (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتین قبل صلاة المغرب.

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنے کا صحابہ کرامؓ کے درمیان عام معمول تھا۔ تاہم اس کے باوجود یہ غیر مؤکدہ سنت ہیں اور بعد کی دو رکعت، سنت مؤکدہ ہیں۔

۲۰۲ - عشاء سے پہلے اور بعد کی سنتوں کا

۲۰۲ - بَابُ سُنَّةِ الْعِشَاءِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا

بیان

اس میں ایک تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ماسبق فیہ حدیث ابن عمر السابق: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَحَدَّثَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُغْفَلٍ: «بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ مُتَقَقٌّ عَلَيْهِ. كَمَا سَبَقَ.

حدیث ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ عشاء کے بعد دو رکعت (سنت) پڑھیں اور دوسری عبد اللہ بن مغفلؓ کی حدیث ہے کہ ہر تکبیر اور اذان کے درمیان نماز ہے۔ بخاری و مسلم۔ جیسا کہ گزرا۔

(دیکھئے باب ۱۹۵، رقم ۱۰۹۸/۲ و ۱۰۹۹/۳)

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ عشاء کی وہ نماز جو نبی ﷺ نے پڑھی ہے اور جسے صحابہ نے امت کے لئے بیان فرمایا، وہ صرف چار فرض اور اس کے بعد دو سنتیں ہیں۔ وتر کا بیان اس لئے نہیں ہے کہ آپ نماز تہجد کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ تاہم تین وتر شامل کر کے یہ نو رکعتیں بنتی ہیں۔ یار لوگوں نے عشاء کی ۱۷ رکعتیں بتائی

ہوئی ہیں جس کے تصور سے ہی لوگ گھبراتے ہیں اور نماز کے قریب نہیں جاتے۔ اگر لوگوں کو سنت نبوی کے مطابق عشاء کی ۹ رکعتیں بتلائی جائیں تو وہ کبھی نماز سے بالخصوص عشاء کی نماز سے وحشت نہ کھائیں۔

۲۰۳۔ بابُ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ - جمعے کی سنتوں کا بیان

۱۱۲۶ - فِيهِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ أَنَّهُ ۱/ ۱۱۲۶ - اس میں ایک تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ. حدیث ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعے کے بعد دو رکعت نماز پڑھی۔ (بخاری و مسلم) (دیکھئے متفقٌ علیہ۔)

رقم ۲/ ۱۰۹۸)۔ (مزید چند احادیث ملاحظہ ہوں)

فوائد: اس باب میں امام نوویؒ نے جمعے کے بعد کی سنتوں کی وضاحت کی ہے کہ وہ کتنی رکعت ہیں؟ اس کی ضروری تفصیل دو حدیثوں کے بعد آ رہی ہے۔ لیکن جمعے سے قبل کتنی سنتیں پڑھی جائیں اس کی بابت صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں آنے والا دو رکعت پڑھ کر بیٹھے، حتیٰ کہ اگر کوئی شخص خطبہ جمعہ کے دوران بھی آئے تو نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ مختصر طور پر دو رکعت ضرور پڑھے، پھر خطبہ سنے۔ تاہم خطبے سے قبل آنے والا شخص دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد، دو دو کر کے جتنے چاہے نوافل پڑھ سکتا ہے۔

۱۱۲۷ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ، فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا» ۲/ ۱۱۲۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص جمعے کی نماز پڑھے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کے بعد چار رکعات (سنت) پڑھے۔ (مسلم) رواہ مسلم۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة.

۱۱۲۸ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يُنْصَرَفَ، فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، رواه مسلم. ۳/ ۱۱۲۸ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعے کے بعد (مسجد میں) کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے، یہاں تک کہ وہاں سے واپس آتے اور اپنے گھر میں ۲ رکعت ادا فرماتے۔ (مسلم) (حوالہ مذکور)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة.

فوائد: ایک حدیث میں چار رکعت اور دوسری میں دو رکعت کا بیان ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ بعض علماء نے یہ تطبیق دی ہے کہ مسجد میں پڑھنے والا چار اور گھر جا کر پڑھنے والا دو رکعت پڑھے۔ اسی طرح چار رکعت کس طرح پڑھی جائیں؟ اس میں بھی دو رائے ہیں۔ ایک رائے تو یہ ہے کہ ایک سلام کے ساتھ چار رکعت پڑھی جائیں اور دوسری رائے یہ ہے کہ دو دو کر کے چار رکعت پڑھی جائیں۔ گویا یہ بھی دونوں طرح جائز ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ دو، دو کر کے پڑھی جائیں، کیونکہ صحیح حدیث میں ہے صلوة اللیل والنہار مثنیٰ مثنیٰ۔ امام بخاریؒ نے بھی ایک باب ان الفاظ میں باندھا ہے صلوة اللیل والنہار مثنیٰ مثنیٰ ”رات اور دن کی (نفل) نماز دو، دو رکعت کر کے پڑھنا ہے“

۲۰۴۔ بابُ اسْتِحْبَابِ جَعْلِ النَّوَافِلِ ۲۰۴۔ نوافل کا گھر میں ادا کرنا مستحب ہے
فِي الْبَيْتِ سِوَا الرَّاتِبَةِ وَعَبَرُهَا، وَالْأَمْرُ بِالْتَّحَوُّلِ لِلنَّافِلَةِ مِنْ مَوْضِعِ الْفَرِيضَةِ أَوْ
الْفَضْلِ بَيْنَهُمَا بِكَلَامٍ
در میان گفتگو سے فصل کرنے کا حکم

۱۱۲۹۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱/۱۱۲۹۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «صَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ نَبِيَّ كَرِيمٍ ﷺ نَفِيًّا، اءَلَوْكُمْ؛ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةَ الْمَرْءِ بِرَأْسِهِ، سِوَا الْفَرِيضَةِ أَوْ
فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ» متفقٌ عليه۔ اپنے گھر میں پڑھے، سوائے فرض نماز کے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب صلاة الليل - وصحيح مسلم، كتاب صلاة
المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته۔

فوائد: اس میں فرض نماز کے علاوہ، کیونکہ اسے تو مسجد میں باجماعت ادا کرنے کی تاکید ہے۔ باقی نفل نمازیں اور
سنتیں گھروں میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، جس سے اس کی فضیلت واضح ہے، کیونکہ اس میں ایک تو انسان
ریاکاری سے محفوظ رہتا ہے۔ دوسرے اس سے گھروں میں برکت نازل ہوتی ہے۔

۱۱۳۰۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲/۱۱۳۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نَبِيَّ
عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اجْعَلُوا مِنْ كَرَمِ اللَّهِ ﷺ تَمَّ ابْنِي نَمَازٍ فِي سَجْدَةٍ كَثِيرَةٍ
صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا» اپنے گھروں کے لئے کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔
متفقٌ عليه۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب كراهية الصلاة في المقابر - وصحيح مسلم،
كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته۔

فوائد: کچھ حصے سے مراد نوافل اور سنتیں ہیں۔ جس گھر میں نوافل کی ادائیگی کا اہتمام نہیں ہوتا، وہ قبرستان کی
طرح ہوتا ہے جس طرح قبریں عمل اور عبادت سے خالی ہوتی ہیں، ایسے گھر بھی عمل و عبادت سے محروم ہوتے
ہیں، جو بہت بڑی محرومی ہے۔

۱۱۳۱۔ وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳/۱۱۳۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رَسُولُ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَضَى اللَّهُ ﷻ فِي مَسْجِدِهِ؛ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ
أَحَدَكُمْ صَلَاتِهِ فِي مَسْجِدِهِ؛ فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ
تَعَالَى اس کے گھر میں اس کی نماز کی ادائیگی سے خیر و

برکت عطا فرمائے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة فی بیتہ۔
فوائد: اس کا وہی مفہوم ہے جو اس سے پہلی حدیث کا ہے۔ یعنی فرض نماز مسجد میں اور نفل نماز گھر میں ادا کرے۔

۱۱۳۲ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ بْنِ أُخْتِ نَمِرٍ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَأَاهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ، فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ، قُمْتُ فِي مَقَامِي، فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ: إِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ، فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذَلِكَ، أَنْ لَا نُوصِلَ صَلَاةً بِصَلَاةٍ حَتَّى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ. رواه مسلم.

۱۱۳۲ / ۴ - حضرت عمر بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت نافع بن جبیر نے انہیں سائب بن اخث نمر کی طرف ایک چیز دریافت کرنے کے لئے بھیجا جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف سے ان کی نماز میں دیکھی تھی۔ تو انہوں نے فرمایا، ہاں میں نے حضرت معاویہ کے ساتھ مقصورہ میں نماز پڑھی، پس جب امام نے سلام پھیرا تو میں اپنے فرض والی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور (سنتیں) پڑھیں۔ پھر جب حضرت معاویہ گھر تشریف لے گئے تو میری طرف پیغام بھیج کر بلوایا اور فرمایا، تم نے جو کیا ہے، آئندہ نہ کرنا، جب تم جمعے کی نماز پڑھ لو تو اس کے ساتھ کوئی اور نماز مت ملاؤ، یہاں تک کہ گفتگو کر لیا وہاں سے نکل جاؤ (یعنی جگہ بدل لو) اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم ایک نماز کو کسی دوسری نماز کے ساتھ نہ ملائیں، یہاں تک کہ کسی سے بات کر لیں یا وہاں سے نکل جائیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة۔
فوائد: مقصورہ سے مراد مسجد کے کسی گوشے میں بنایا ہوا وہ مخصوص حجرہ یا جگہ ہے جو حکمرانوں کی حفاظت کے لئے بنائی جاتی تھی۔ خلیفہ وقت اور حکمران اس محفوظ جگہ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ جمعے کا ذکر صرف واقعے کی نوعیت کی وجہ سے ہے، ورنہ یہ حکم ہر نماز کے لئے ہے، صرف جمعے کے لئے نہیں ہے۔ ہر فرض نماز اور سنتوں کے درمیان بات چیت کے ذریعے سے یا جگہ بدل کر یا مسجد سے نکل کے گھر آکر، فصل کرنے کا حکم ہے، جیسا کہ پہلے حدیث بھی گزری ہے۔ اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ بیان کیا ہے، وہ حدیث کی روشنی میں ہی بیان فرمایا ہے۔

۲۰۵ - بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَاةِ الْوُثْرِ وَبَيَانُ أَنَّهُ سُنَّةٌ مُتَّكَدَةٌ وَبَيَانُ وَفْتِهِ
 ۲۰۵ - وتر کی ترغیب اور اس باب کا بیان کہ وہ سنت مؤکدہ ہے اور اس کے وقت

کامیان

۱۱۳۳ - عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱/ ۱۳۳ - حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نماز وتر قال: الْوُتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، فرض نماز کی طرح لازمی نہیں ہے۔ لیکن رسول اللہ وَلَكِنْ سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ وَتَرْتُمُوهُ» نے اے مقرر فرمایا ہے (یعنی یہ سنت ہے) آپ يُحِبُّ الْوُتْرَ، فَأَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ». نے فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ وتر (طاق) ہے اور وتر کو پسند رواہ أبو داود والترمذي وَقَالَ: حَدِيثٌ فرماتا ہے، پس اے اہل قرآن تم وتر پڑھا کرو۔ حسن.

(ابو داؤد، ترمذی، حسن حدیث ہے)
تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الوتر - وسنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء أن الوتر ليس بحتم.

فوائد: وتر، طاق عدد کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ طاق ہے، کا مطلب ہے کہ وہ اپنی ذات و صفات اور افعال میں یکتا ہے، اس کا کوئی ثانی نہیں۔ صلوٰۃ الوتر کو بھی اسی لئے وتر کہا جاتا ہے کہ وہ ایک یا تین، پانچ، سات وغیرہ طاق عدد میں ادا کی جاتی ہے، اسے دو، چار، چھ، آٹھ وغیرہ جفت اعداد میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وتر فرض و واجب نہیں ہے بلکہ سنت مؤکدہ ہے، تاہم اس میں تساہل و تغافل صحیح نہیں، کیونکہ سنت رسول کی پیروی، ہر مسلمان کا شیوہ ہونا چاہئے۔ صحابہ کو اہل قرآن فرمایا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حدیث کو نہ مانتے تھے بلکہ اہل قرآن کا مطلب شریعت اسلامیہ کے پیروکار ہیں اور شریعت قرآن و حدیث دونوں کے مجموعے کا نام ہے نہ کہ حدیث کے بغیر صرف قرآن کا۔ جیسا کہ آج کل قرآن کے ماننے کا دعوے دار ایک گروہ کہتا ہے۔ یہ گروہ حدیث کا منکر ہے، اس لئے حقیقت میں وہ قرآن کا بھی منکر ہے، کیونکہ حدیث کے بغیر قرآن کو سمجھا جاسکتا ہے نہ اس پر عمل ہی کیا جاسکتا ہے۔

۱۱۳۴ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۲/ ۱۳۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، رسول قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں نماز وتر پڑھی ہے۔ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَمِنْ أَوْسَطِهِ، وَمِنْ آخِرِهِ. رات کے ابتداء میں، اس کے درمیان میں اور اس کے آخر میں اور آخر کو آپ کی نماز وتر سحر (صبح) تک پہنچ گئی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الوتر، باب ساعات الوتر - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ.

فوائد: اس میں نماز وتر کے وقت کا بیان ہے کہ اس کا اول وقت عشاء کی نماز کے فوراً بعد اور آخری وقت صبح صادق ہے۔ گویا عشاء سے لے کر طلوع فجر تک وتر پڑھے جاسکتے ہیں۔

۱۱۳۵ - وَعَنْ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳/ ۱۳۵ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اجْعَلُوا آخِرَ كَرِيمٍ ﷺ نے فرمایا، تم اپنی رات کی آخری نماز وتر کو

صَلَاتُكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرَا» متفق علیہ۔ بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الوتر، باب لیجعل آخر صلاتہ وترا - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل مثنی مثنی والوتر رکعة من آخر اللیل۔

فوائد: اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ وتر ادا کرنے کے بعد نفل نماز پڑھنی جائز نہیں، کیونکہ آپ نے وتر کو سب سے آخری نماز بنانے کا حکم دیا ہے۔ لیکن امام نووی اور دیگر بعض علماء نے اس حکم کو وجوب کی بجائے استحباب پر محمول کیا ہے، کیونکہ خود نبی ﷺ سے بھی وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنے کا ثبوت صحیح احادیث میں موجود ہے۔ اس لئے اس حدیث کے مطابق عمل کرنا بہتر ہے لیکن اگر کوئی وتر کے بعد دو نفل پڑھنا چاہے تو جائز ہے (تفصیل کے لئے دیکھیے، 'مرعاة المفاتیح'، شرح مشکوٰۃ المصابیح، باب الوتر)

شیخ البانی نے ابن خزیمہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص وتر کے بعد دو رکعت پڑھ لے تو یہ قیام لیل کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ میں وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کے بارے میں مدت تک توقف کا شکار رہا۔ لیکن اس روایت سے مطلع ہونے کے بعد میں نے اس پر عمل شروع کر دیا اور میں نے یہ جان لیا کہ اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترا میں امر تنجیز کے لئے ہے وجوب کے لئے نہیں۔ (رسالہ قیام رمضان، ص ۲۵ للشیخ الالبانی) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر رات کے آخری حصے میں پڑھنے بہتر ہیں۔ لیکن یہ بھی اس شخص کے لئے ہے جو قیام اللیل (نمار تہجد) کا عادی ہو، ورنہ عام لوگوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ عشاء کی نماز کے ساتھ ہی آخر میں ادا کر لیں۔

۱۱۳۶۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ۴ / ۱۳۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَوْتَرُوا» ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، صبح کرنے سے پہلے پہلے وتر قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا»۔ رواہ مسلم۔ پڑھ لیا کرو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل مثنی مثنی۔۔۔

فوائد: اس میں بھی صبح صادق سے پہلے پہلے وتر ادا کر لینے کا حکم ہے۔

۱۱۳۷۔ وعن عائشة رضي الله عنها ۵ / ۱۳۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي صَلَاتَهُ بِاللَّيْلِ، وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَإِذَا بَقِيَ الْوُتْرُ، أَقْبَضَهَا فَأَوْتَرَتْ. رواه مسلم. وفي رواية له: فَإِذَا بَقِيَ الْوُتْرُ قَالَ: «قُومِي وَتَرِي بِأَعَانَتِهِ»۔

(بخاری میں منکلم کے صیفوں کے ساتھ ہے یعنی میں سامنے لیٹی ہوتی تھی، آپ مجھے جگا دیتے تو میں وتر ادا کرتی)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے۔ جب

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الوتر، باب إيقاظ النبي ﷺ أهله بالوتر - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي.

فقوائد: اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے قبلہ رخ کوئی سویا ہوا ہو تو نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اسی طرح گھروالوں کو رات کو نفل نماز وغیرہ کے لئے اٹھنا مستحب ہے۔ نیز رات کو آخری حصے میں اٹھ کر صرف وتر بھی پڑھے جاسکتے ہیں۔

۱۱۳۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: جَلْدِي كَرُو-
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، صبح ہونے سے پہلے وتر کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔
(ابو داؤد، ترمذی۔ حسن صحیح) حدیث حسن صحیح۔

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب وقت الوتر - وسنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في مبادرة الصبح بالوتر.

۱۱۳۹ - وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُؤْتِ أَوَّلَهُ، وَمَنْ طَمَعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ، فَلْيُؤْتِ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ، وَذَلِكَ أَفْضَلُ»۔
رواہ مسلم۔

۷ / ۱۱۳۹ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخری پر کو نہیں اٹھ سکے گا، اس کو چاہئے کہ وہ رات کے اول حصے میں وتر پڑھے اور جس کو رات کے آخر میں اٹھنے کی امید ہو، وہ رات کے آخر میں وتر پڑھ لے۔ اس لئے کہ رات کے آخری پر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل بات ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب من خاف أن لا يقوم۔

فوائد: جس کو امید ہو کہ معنی ہیں کہ اپنی عادت یا کسی جگانے والے شخص یا آلے (الارم وغیرہ) کی وجہ سے قوی امید یعنی یقین ہو کہ وہ رات کے آخری پر میں اٹھ جائے گا، اس کے لئے وتر رات کے آخر میں ادا کرنے بہتر ہیں، بصورت دیگر اول وقت میں۔

۲۰۶۔ بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الضُّحَىٰ وَبَيَانِ
أَقْلَاهَا وَأَكْثَرَهَا وَأَوْسَطُهَا، وَالْحَثُّ عَلَى
الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا

۲۰۶۔ نماز چاشت کی فضیلت کا اور اس کی
کم سے کم، زیادہ سے زیادہ اور درمیانی تعداد
کا بیان اور اس پر مداومت (اس کی حفاظت)
کرنے کی ترغیب

۱۱۴۰ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكَعَتَيِ الضُّحَى، وَأَنْ أُؤَيَّرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ، مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ. وَالْإِيَّازُ قَبْلَ النَّوْمِ إِنَّمَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ لَا يَتَّقُ بِالْإِسْقَاطِ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنْ وَثِقَ، فَأَجِرْ اللَّيْلَ أَفْضَلُ.

۱۱۴۰ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے، چاشت کی دو رکعتیں اور سونے سے پہلے وتر ادا کرنے کی وصیت فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

سونے سے پہلے وتر کی ادائیگی، صرف اس شخص کے لئے مستحب ہے جو رات کے آخری حصے میں اٹھنے کے بارے میں اپنے پر اعتماد نہیں کرتا، اگر اسے بھروسہ ہو تو پھر رات کا آخری حصہ افضل ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب صلاة الضحی - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحی.

فوائد: وصیت سے مراد، تلقین و تاکید ہے، کیونکہ فرائض کے ساتھ نوافل کا اہتمام عند اللہ قرب خصوصی کا باعث ہے۔ تین دن سے مراد کوئی سے بھی تین دن ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایام بیض (یعنی قمری مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) مراد لی جائے تو زیادہ بہتر ہے، کیونکہ ان ایام میں خود رسول اللہ ﷺ بھی روزے رکھتے تھے۔ اس سے چاشت کی نماز اور وتر کی اہمیت نیز نیکی کے کاموں کی تلقین و ترغیب بھی ثابت ہوتی ہے۔

۱۱۴۱ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سَلَامَةٍ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزَىءُ مِنْ ذَلِكَ رَكَعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى». رواه مسلم.

۱۱۴۱ / ۲ - حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے ہر آدمی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ذمے اس کے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے۔ پس ہر ایک بار سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر بار الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، ہر مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر مرتبہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان کے مقابلے میں وہ دو رکعتیں بھی کفایت کر جاتی ہیں جو کوئی شخص چاشت کی ادا کرتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحی.

فوائد: ہر جوڑ پر صدقہ ہے، کا مطلب ہے کہ انسان جب صبح اٹھتا ہے تو ہر جوڑ کی سلامتی پر اللہ کا شکر ادا کرنا اس پر واجب ہوتا ہے، اس لئے انسان کو چاہئے کہ اللہ کی تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل کا اہتمام کرے، کیونکہ مذکورہ کلمات تسبیح و تحمید کی ایک ایک مرتبہ ادائیگی ایک ایک صدقہ ہے۔ ہر انسان کے جسم میں ۳۶۰ جوڑ ہوتے ہیں، اتنی تعداد میں ہر انسان کو ضرور تسبیح و تحمید کا اہتمام کرنا چاہئے، علاوہ ازیں کسی کو نیکی کی ترغیب دینا اور

برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے اور انسان اگر چاشت کی دو رکعتیں ادا کر لے تو تمام جوڑوں کی طرف سے صدقہ ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی چاشت کی نماز کی اہمیت و فضیلت واضح ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ صرف مال خرچ کرنے کا ہی نام نہیں ہے، بلکہ صدقہ کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے اور نیکی کی مذکورہ تمام صورتوں کو وہ حاوی ہے۔

۱۱۴۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۳ / ۱۱۴۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قالت: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحَى رسول اللہ ﷺ چاشت کی چار رکعات پڑھا کرتے تھے أَرْبَعًا، وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللَّهُ. رواه مسلم. اور جو اللہ چاہتا، زیادہ بھی ادا کر لیتے تھے۔ (مسلم) **تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحی.

فوائد: یعنی آپ کا زیادہ معمول چار رکعات کا تھا۔ لیکن کبھی زیادہ بھی پڑھ لیا کرتے تھے، چنانچہ دوسری روایات میں یہ تعداد ۸ رکعات تک بیان ہوئی ہے۔ یعنی دو، چار اور آٹھ رکعتیں حسب توفیق و گنجائش پڑھی جاسکتی ہیں۔ ۱۱۴۳ - وَعَنْ أُمِّ هَانِئٍ فَاخَتَةِ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ، صَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ، وَذَلِكَ ضُحَى. متفقٌ عليه. **تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصلاة و کتاب التهجد، باب صلاة الضحی فی السفر - و صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحی.

فوائد: اس میں آٹھ رکعات کی تعداد کا ذکر ہے اور دوسری روایات میں صراحت ہے کہ یہ آپ نے ۲، ۲ رکعت کر کے ادا فرمائیں۔ چاشت کا وقت کون سا ہے؟ اور چاشت اور اشراق کی نماز ایک ہی ہے یا یہ الگ الگ ہیں؟ ان دونوں باتوں میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک چاشت (ضحیٰ) اور اشراق، ایک ہی نماز کا نام ہے، جو سورج نکلنے کے فوراً بعد پڑھی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں، صلوۃ الضحیٰ کا اول وقت، طلوع شمس کے فوراً بعد ہے اور اس کا آخری وقت زوال سے کچھ پہلے تک ہے۔ اول وقت پڑھی گئی نماز کو اشراق کی اور آخری وقت میں پڑھی گئی کو چاشت کی نماز کہا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک نیزے کے برابر سورج بلند ہونے پر دو رکعت نماز، اشراق کی نماز ہے اور جب سورج پھیل جائے اور آسمان کے چوتھائی حصے تک ہو جائے، تو اس وقت چار رکعت چاشت کی نماز ہے۔ بعض کہتے ہیں اشراق کی نماز چھوٹے چاشت میں اور صلوۃ الضحیٰ بڑے چاشت میں پڑھی جائے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مرعاة الفاتح، شرح مشکوٰۃ المصابیح، باب صلوۃ الضحیٰ)۔ جمہور کے نزدیک یہ نماز

۲۰۷۔ بَابُ تَجَوُّزِ صَلَاةِ الضُّحَىٰ مِنْ
ازْتِفَاعِ الشَّمْسِ إِلَى زَوَالِهَا وَالْأَفْضَلُ أَنْ
تُصَلِّيَ عِنْدَ إِشْدَادِ الْحَرِّ وَازْتِفَاعِ
الضُّحَىٰ
۲۰۷۔ سورج کے بلند ہونے سے زوال
تک چاشت کی نماز کے جائز ہونے کا بیان
تاہم سورج کے خوب چڑھ جانے اور گرمی
کی شدت کے وقت پڑھنا افضل ہے

۱۱۴۴۔ عن زَيْدِ بْنِ أَزْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ، أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الضُّحَىٰ،
فَقَالَ: أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هَذِهِ
السَّاعَةِ أَفْضَلُ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:
«صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ». رواه
مسلم. «تَرْمَضُ» بفتح التاء والميم وبالضاد
المعجمة، يعني: شدة الحر. «وَالْفِصَالُ»
جَمْعُ فَيْصِلٍ وَهُوَ: الصَّغِيرُ مِنَ الْإِبِلِ.
(مسلم)
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے
دیکھا، تو انہوں نے فرمایا، خبردار، یقیناً یہ لوگ جانتے ہیں
کہ اس کے علاوہ دوسرے وقت میں اس نماز کا پڑھنا
افضل ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے،
رجوع کرنے والوں (اوائین) کی نماز، اس وقت ہے جب
اونٹوں کے بچوں کے پیر گرمی کی شدت سے جلیں۔

ترمض، تاء اور میم پر زبر اور آخر میں ضاد، گرمی کی
شدت۔ فصال، فعیل کی جمع ہے، اونٹ کا بچہ۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلوة المسافرين، باب صلاة الأوابین حين ترمض
الفصال.

فوائد: اس سے ان لوگوں کی تائید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ چاشت کی نماز، اشراق کی نماز سے مختلف ہے۔
اشراق کی نماز سورج کے ایک نیزے کے برابر بلند ہونے پر پڑھ لینی چاہئے۔ جب کہ چاشت کی نماز اس وقت
ہے جب سورج کی حرارت سے جانوروں کے پیروں کو تکلیف اور جلن ہو۔ عام طور پر مغرب کے بعد چھ رکعات
نفل نماز کو صلوة الاوابین کہا جاتا ہے، جس کی بنیاد ایک ضعیف السند روایت ہے اور اس صحیح حدیث میں چاشت
کی نماز کو صلاۃ الاوابین سے تعبیر کیا گیا ہے اس لئے صلاۃ الاوابین اصل میں یہی چاشت کی نماز ہے۔

۲۰۸۔ بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَاةِ تَحِيَّةِ
الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَكَرَاهِيَةِ الْجُلُوسِ
قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِي أَيِّ وَقْتٍ
دَخَلَ وَسَوَاءٌ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ بِنِيَّةٍ
۲۰۸۔ تحیۃ المسجد کی ترغیب اور نفل
پڑھنے سے پہلے مسجد میں بیٹھنے کی کراہت،
چاہے کسی وقت بھی داخل ہو نیز یہ دو
رکعت تحیۃ المسجد یا فرض نماز یا سنت

التَّحِيَّةُ أَوْ صَلَاةٌ قَرِيبَةٌ أَوْ سُنَّةٌ رَاتِبَةٌ أَوْ رَاتِبَةٌ يَافِئُ رَاتِبَةً كِي نِيَتٍ سَ پڑھے، سب صورتوں میں کراہت سے بچ جائے گا۔

۱۱۴۵ - عن أبي قتادة رَضِيَ اللهُ ۱/ ۱۱۳۵ - حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ اللَّهُ ﷻ لِيُفْرِغَ مِنْهُ، فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يُصَلِّيَ» آئے تو دو رکعت پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔ رَكَعَتَيْنِ متفق علیہ۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب إذا دخل المسجد فليركع ركعتين - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين.

۱۱۴۶ - وعن جابر، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۲/ ۱۱۳۶ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، نَبِيٌّ كَرَّمَ ﷻ لِيُفْرِغَ مِنْهُ، فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يُصَلِّيَ» آئے تو آپ نے فرمایا، دو رکعتیں پڑھو۔ (بخاری و مسلم) (کتاب و باب مذکور)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب إذا دخل المسجد فليركع ركعتين - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين.

نوٹ: دونوں حدیثوں میں دو رکعت پڑھنے کی تاکید ہے (یہ کم از کم تعداد ہے ورنہ دو دو کر کے جتنے نوافل انسان پڑھنا چاہے، پڑھ سکتا ہے) علاوہ ازیں امام نووی کی تبویب کی رو سے آنے والا اگر (فوت شدہ) فرض نماز یا سنت راتبہ پڑھے گا تب بھی وہ کراہت کے حکم سے بچ جائے گا۔ بعض علماء کے نزدیک مذکورہ احادیث میں امر و جوب کے لئے ہے، اس لئے ان کے نزدیک تحیۃ المسجد واجب ہے، جب کہ دوسرے علماء نے اس امر کو استحباب کے لئے قرار دیا ہے لہذا ان کے نزدیک یہ مستحب ہے۔

۲۰۹ - بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُضُوءِ
۲۰۹ - وضوء کے بعد دو رکعت پڑھنے کے مستحب ہونے کا بیان

۱۱۴۷ - عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ ۱/ ۱۱۴۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ: «يَا بِلَالُ! حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ ذَكَرَ تَعْلِيكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ»، قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَزَجِي عِنْدِي مِنْ أَثَمٍ لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ

الطُّهُورِ مَا كَتَبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ. متفقٌ عليه. وهذا لفظ البخاري. «الدَّف» جتنی نماز میرے مقدر میں تھی، میں نے ضرور پڑھی۔ بالفاء: صَوْتُ التَّغْلِ وَحَرَكَتُهُ عَلَى الْأَرْضِ، واللہ اعلم۔
الدَّف، فاء کے ساتھ، زمین پر جوتے کی حرکت اور اس کی آواز۔ واللہ اعلم

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب فضل الوضوء باللیل والنہار - وصحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل بلال رضی اللہ عنہ۔

فوائد: طہور، کا لفظ وضوء، غسل اور تیمم تینوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، کیونکہ تینوں طریقوں سے شرعی طہارت حاصل ہو جاتی ہے جس کے بعد نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اس لئے مطلب یہ ہو گا کہ دن رات کی جس گھڑی میں بھی حضرت بلال وضوء یا غسل کرتے تو کچھ نفلی نماز ضرور پڑھتے اور بعض دوسری روایات میں صراحت ہے کہ دو رکعت پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ عمل بہت پسند آیا اور ان کو یہ فضیلت حاصل ہوئی جس کا مشاہدہ خود نبی ﷺ نے فرمایا۔ جنت کا یہ مشاہدہ آپ کو معراج کے موقع پر حاصل ہوا، یا خواب میں کشف کے طور پر آپ کو کرایا گیا، بہر حال اس سے تحیۃ الوضوء کی فضیلت واضح ہے۔ بعض علماء کے نزدیک اوقات مکروہہ میں بھی تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد کے نفل پڑھنے جائز ہیں، کیونکہ آپ کا حکم عام ہے۔ جب کہ دوسرے علماء اس عموم میں ان احادیث سے تخصیص کے قائل ہیں جن میں نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نفلی نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص اوقات مکروہہ میں مسجد میں آکر تحیۃ المسجد کے دو نفل پڑھتا ہے تو دوسرے فریق کو اس میں تشدد نہیں کرنا چاہیے۔

۲۱۰۔ بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَوُجُوبِهَا وَالْإِغْتِسَالِ لَهَا، وَالطَّيِّبِ وَجُوبِ اس کے لئے غسل کرنے، خوشبو والتَّكْبِيرِ إِلَيْهَا وَالِدُعَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، لگانے، جلدی جانے، جمعے کے دن دعاء کرنے وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَفِيهِ بَيَانُ اور اس میں درود پڑھنے، اس میں قبولیت سَاعَةِ الْإِجَابَةِ وَاسْتِحْبَابِ إِكْتِنَارِ ذِكْرِ اللہ تعالیٰ بَعْدَ الْجُمُعَةِ دعاء کی گھڑی کا اور جمعے کے بعد کثرت سے

اللہ کا ذکر کرنے کا بیان

قال اللہ تعالیٰ: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَبِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب (جمعے کی) نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ
[الجمعة: ۱۰]۔

فوائد: آیت میں نماز جمعہ سے فراغت کے بعد اپنی حاجات کے لئے اور تجارت و کاروبار کے ذریعے سے اللہ کا فضل تلاش کرنے کے لئے زمین میں پھیل جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں یہ حکم نہیں ہے کہ جمعے کے دن تم اپنے کاروبار یکسر بند رکھو، بلکہ نماز جمعہ سے قبل اور اس کے بعد دیوی معاملات اور کاروبار میں حصہ لینے کی اجازت و صراحت فرما کر واضح کر دیا کہ صرف نماز اور خطبے کے وقت کاروبار بند رکھو، سارا دن چھٹی کرنا ضروری نہیں ہے۔ اب احادیث ملاحظہ ہوں:

۱۱۴۸ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ / ۱۳۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: فِيهِ سَوْجُ طُلُوعٍ هُوَ تَابٌ» سب سے بہتر دن جس پر خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ آدَمُ کو پیدا کیا گیا، اسی میں وہ جنت میں داخل کئے گئے مِنْهَا» رواہ مسلم۔ اور اسی میں ان کو نکالا گیا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة.

فوائد: اس میں جمعے کے دن کی فضیلت کا بیان ہے، علاوہ ازیں اس میں بڑے بڑے امور سرانجام پائے، اس سے بھی اس کی فضیلت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔

۱۱۴۹ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضْوءِ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ» اور خاموش رہا، تو اس کے اس جمعے سے دوسرے جمعے و زِيَادَةِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَمِنْ مَسِّ الْحَصَى، فَقَدْ لَغَا» رواہ مسلم۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے وضوء کیا اور اچھے طریقے سے وضوء کیا، پھر جمعہ پڑھنے کے لئے آیا اور کان لگا کر (خطبہ) سنا اور خاموش رہا، تو اس کے اس جمعے سے دوسرے جمعے تک کی درمیانی مدت اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے کنکریوں کو چھوا، اس نے لغو کام کیا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة.

فوائد: اچھے طریقے سے وضوء کرنے کا مطلب سنت کے مطابق وضوء کرنا ہے۔ یعنی اس میں اسراف اور حد سے تجاوز نہ ہو۔ ہر عضو کو زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ دھوئے، پانی ضرورت سے زیادہ استعمال نہ کرے اور کوئی جگہ خشک نہ رہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گھر سے وضوء کر کے مسجد میں آنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

(۲) دس دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، کیونکہ ایک نیکی کا اجر کم از کم دس گنا ہے، گناہ سے صغیرہ گناہ مراد ہیں۔ ورنہ کبیرہ گناہ خالص توبہ کے بغیر اور حقوق العباد سے متعلق گناہ ان کی تلافی اور ازالے کے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔ (۳) خطبے کو خاموشی اور توجہ سے سنا چاہئے۔ تنکوں اور کنکریوں کے ساتھ کھیل کود میں مصروف نہ ہوا جائے، یہ ایک لغو کام ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ آداب خطبہ کے منافی ہونے کے باعث سراسر گناہ ہے۔

۱۱۵۰ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: / ۱۵۰ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، نبی کریم

«الصَّلَاةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكْفَرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنِبْتَ الْكِبَارِ» رواه مسلم۔
 مدت کے گناہوں کو مٹا دینے والے ہیں جب کہ بڑے گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة۔۔۔
 فوائد: اس میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ حدیث میں بیان کردہ اعمال صالحہ گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہیں، لیکن اس وقت جب انسان کبیرہ گناہوں سے اپنا دامن بچا کر رکھے۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ معاف ہونے والے گناہ صغیرہ گناہ ہیں۔ کبیرہ گناہ نماز روزوں سے معاف نہیں ہوں گے، ان کے لئے خالص توبہ کی ضرورت ہے۔

۱۱۵۱ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى أَغْوَادٍ مِنْبَرِهِ: «لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَذَعِهِمُ الْجُمُعَاتِ، أَوْ لَيَخْتَمَنَّ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ، ثُمَّ لَيَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ» رواه مسلم۔
 ۱۱۵۱ / ۴ - حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منبر کے تختوں پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ مجھے جھوٹے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کے دلوں پر مر لگا دے گا پھر وہ یقیناً غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة۔
 فوائد: غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے، کا مطلب ہے جو اللہ کے ذکر اور اس کے احکام سے بالکل بے پروا ہوں اور ایسے لوگ کافر اور منافقین ہی ہوتے ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ گویا مسلسل جمعے کی نمازوں کا ترک ایک ایسا خطرناک فعل ہے کہ اس سے دلوں پر مر لگ سکتی ہے جس کے بعد انسان کے لئے فلاح اخروی کی کامیابی کی امید ختم ہو جاتی ہے۔

۱۱۵۲ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةُ، فَلْيَغْتَسِلْ» متفق عليه۔
 ۱۱۵۲ / ۵ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص جمع کی نماز کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ (پہلے) غسل کر لے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة - وصحیح مسلم، أوائل كتاب الجمعة۔

۱۱۵۳ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ» متفق عليه۔ المُرَاد بِالْمُحْتَلِمِ: مُحْتَلِمٌ سَے مراد بالغ ہے اور واجب سے مراد
 ۱۱۵۳ / ۶ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جمعے کا غسل ہر بالغ آدمی پر واجب ہے۔ (بخاری و مسلم)

الْبَالِغُ. وَالْمُرَادُ بِالْوُجُوبِ: وَجُوبٌ وَاجِبٌ (استحباب) ہے۔ جیسے ایک آدمی اپنے ساتھی اختیار، كَقَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ حَقُّكَ سے کہے، تیرا حق مجھ پر واجب ہے (یعنی مؤکد ہے نہ کہ واجب عَلَی۔ واللہ اعلم۔ ایسا واجب جس کے ترک پر سزاوار عقوبت ہو) واللہ اعلم۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب هل علی من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم؟ - وصحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب وجوب الغسل يوم الجمعة علی کل بالغ من الرجال۔۔۔

واؤمہ: اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض علماء نے جمعے کی نماز کے لئے غسل کو واجب قرار دیا ہے اور وجوب کے قائل نہیں ہیں، وہ امام نووی کی طرح واجب کی مذکورہ تاویل کر لیتے ہیں۔ وجوب یا استحباب غسل بن عورتیں بھی شامل ہیں، اگر وہ جمعے کے لئے مسجد میں جانا پسند کریں۔

۱۱۵۴ - وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۷ / ۱۵۴ - حضرت سرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهَا وَنَعِمَتْ وَمِنْ اغْتَسَلَ نَالَغُسْلُ أَفْضَلُ»، رواه أبو داود، والترمذي نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔

وقال: حديث حسن. (ابو داؤد و ترمذی اور کما یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الطهارة، باب في الغسل يوم الجمعة - وسنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء في الوضوء يوم الجمعة۔

واؤمہ: فبہا کا مطلب ہے فبالرخصة اخذ، اس نے رخصت کو اختیار کیا اور نعت کا ونعمت ہی الرخصة اور یہ رخصت خوب ہے۔ یہ حدیث عدم وجوب غسل کے قائلین کی دلیل ہے، کیونکہ ایک تو اس میں وضوء کی رخصت دی گئی بلکہ اسے اچھا قرار دیا گیا ہے اور دوسرے غسل کو افضل بتلایا گیا ہے جس سے رک غسل کی اجازت نکلتی ہے۔ بہر حال اس کے مستحب اور مسنون ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ غسل کا وقت لموع فجر سے خطبہ جمعہ کا وقت ہونے تک ہے۔

۱۱۵۵ - وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۸ / ۱۵۵ - حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ، وَيَذْهَبُ مِنْ دُحْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبٍ بَيْنَهُ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يَفْرُقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يَصَلِّي مَا كَتَبَ لَهُ، ثُمَّ يُصِطُّ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ، إِلَّا غَيْرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى»۔

اپنی طاقت کے مطابق پاکیزگی حاصل کرے، تیل لگائے یا اپنے گھر میں موجود خوشبو استعمال کرے، پھر وہ گھر سے نکلے اور (مسجد میں) دو آدمیوں کے درمیان گھس کر ان کے درمیان تفریق نہ کرے، پھر اس کے مقدر میں جو ہو، وہ نماز پڑھے اور جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموش رہے تو اس کے اس جمعے سے دوسرے جمعے

تک کی درمیانی مدت میں ہونے والے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب الدھن للجمعة، و باب لا یفرق بین اثین یوم الجمعة.

تواضع: اس میں ایک تو جمعہ والے دن زیادہ سے زیادہ پاکیزگی حاصل کرنے اور تیل یا خوشبو وغیرہ لگانے کی تاکید ہے، تاکہ اس کے جسم یا کپڑوں سے دوسروں کو بدبو نہ آئے بلکہ خوشبو آئے۔ دوسرے، جلدی جانے کی ترغیب ہے تاکہ اسے لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے جانے کی یا دو آدمیوں کے درمیان گھس کر بیٹھنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور اگر مسجد میں جانے میں دیر ہو جائے تو وہ ان آداب کو ملحوظ رکھے اور جہاں جگہ ملے، بیٹھ جائے۔ تیسرے، مسجد میں جانے کے بعد نوافل کا اہتمام کرے۔ چوتھے، خطبے کے دوران بالکل خاموشی اختیار کئے رکھے اور توجہ سے اسے سنے۔ ان آداب مذکورہ کے ساتھ جو جمعہ پڑھے گا، وہ بیان کردہ فضیلت کا مستحق ہو گا۔

۱۱۵۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْأُولَى، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ؛ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ، حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ، مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ. قَوْلُهُ: «غُسْلُ الْجَنَابَةِ»؛ أَي: غُسْلًا كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ فِي الصُّفَةِ.

۹ / ۱۱۵۶ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے جمعے والے دن غسل جنابت کی مانند (خوب اہتمام سے) غسل کیا پھر (نماز جمعہ کے لئے) گیا، تو گویا اس نے ایک اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کیا اور جو اس کے بعد والی گھڑی میں گیا تو اس نے گویا ایک گائے قربان کی اور جو تیسری گھڑی میں گیا تو اس نے گویا سینگوں والا مینڈھا قربان کیا اور جو چوتھی گھڑی میں گیا تو اس نے گویا ایک مرغی کا صدقہ کر کے اللہ کا قرب حاصل کیا اور جو پانچویں گھڑی میں گیا تو اس نے گویا ایک انڈہ اللہ کی راہ میں صدقہ کیا۔ پس جب امام (خطبے کے لئے گھر سے) نکل آئے تو فرشتے (مسجد کے اندر) حاضر ہو جاتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں (یعنی نام درج کرنے والا رجسٹر بند کر دیتے ہیں)

(بخاری و مسلم)

غسل الجنابه - کا مطلب ہے، اس طرح غسل کرے جس طرح جنابت کا غسل (خوب اہتمام سے) کیا جاتا ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب فضل الجمعة - وصحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب الطیب والسواک یوم الجمعة.

فوائد: اس میں نماز جمعہ کے لئے جلد سے جلد جانے کی ترغیب و فضیلت کا بیان ہے۔ جو جتنی جلدی جائے گا، اتنا ہی زیادہ اجر و ثواب کا مستحق ہو گا اور تاخیر میں، تاخیر کے تناسب سے ثواب میں کمی ہوتی جائے گی، حتیٰ کہ خطبہ شروع ہونے کے بعد پہنچنے والا سرے سے ان فضیلتوں سے ہی محروم رہتا ہے، کیونکہ فضیلتوں والے رجسٹر میں اس کا اندراج ہی نہیں ہوتا۔ (۲) نماز جمعہ میں فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں جس سے جمنے کے خطبے اور نماز کی اہمیت واضح ہے۔ (۳) جمنے کا غسل خوب اہتمام سے کرنا چاہئے جیسے جنابت کے غسل میں کیا جاتا ہے۔

۱۱۵۷ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول
ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: «فِيهَا سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ» وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
اللہ ﷺ نے جمنے کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا، اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جس مسلمان بندے کو وہ میسر آجائے اور وہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو، تو وہ اللہ سے جس چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اس گھڑی کے مختصر ہونے کا اشارہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة - وصحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة.

فوائد: اس میں جمنے کے دن کی ایک اور فضیلت کا بیان ہے کہ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں کی گئی دعاء اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے، یہ گھڑی مختصر سی ہوتی ہے اور اس کا وقت بھی نہیں بتلایا گیا۔ اس لئے جمنے والے دن کثرت سے اللہ کا ذکر اور اس سے دعاء و مناجات کا اہتمام کرنا چاہئے، تاکہ انسان اس ساعت سعید کو پا سکے جو قبولیت دعاء کی ساعت ہے۔

۱۱۵۸ - وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَسَمِعْتُ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: «هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ» رواه مسلم.
حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، کیا تمہارے والد نے رسول اللہ ﷺ سے جمعہ کی ساعت کے وقت کی بابت بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ حضرت ابو بردہ کہتے ہیں، میں نے کہا۔ ہاں، میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز جمعہ کے ختم ہونے تک ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة.
فوائد: اس گھڑی کی بابت علماء کے مابین بہت اختلاف ہے کہ یہ کس وقت ہوتی ہے؟ بعض علماء کے نزدیک رائج قول وہ ہے جو اس حدیث پر مبنی ہے کہ قبولیت کی دعاء کی یہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز کے ختم

ہونے تک کے درمیانی وقفے میں ہوتی ہے۔ لیکن شیخ البانی وغیرہ نے حضرت ابو موسیٰؓ کی اس حدیث کو موقوف قرار دیا ہے (دیکھئے ریاض الصالحین، بہ تحقیق شیخ البانی، حفظہ اللہ) اس لئے دوسرے علماء نے ابو داؤد اور نسائی کی ایک مرفوع روایت پر جس میں اس گھڑی کو عصر کے بعد آخری ساعت میں تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے، عصر کے بعد مغرب سے پہلے اس کا وقت قرار دیا ہے۔

۱۱۵۹ - وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؛ فَأَكْثَرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ؛ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ». رواه أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ. پر پیش کیا جاتا ہے، (ابو داؤد، اس کی سند صحیح ہے) ۱۱۵۹ / ۱۲ - حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارے دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا دن جسے کاؤن ہے، پس تم اس دن میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، اس لئے کہ تمہارا درود مجھ علیٰ پر پیش کیا جاتا ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الطهارة، باب في الغسل يوم الجمعة، وسبأتي في رقم ۱۳۹۹۔

فوائد: اس سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ زمان و مکان کے شرف سے عمل صالح میں بھی مزید فضیلت کا پہلو پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسے اس حدیث میں جسے کے دن زیادہ درود پڑھنے کا حکم ہے۔ (۲) اس دن درود نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہوا کہ براہ راست آپ کسی کا درود نہیں سنتے، قریب سے نہ بعید سے۔ قریب سے سننے کی ایک روایت مشہور ہے، لیکن وہ صحیح نہیں۔ اس لئے صحیح بات یہی ہے کہ آپ خود کسی کا درود نہیں سنتے، فرشتے ہی آپ تک درود پہنچاتے ہیں۔ (۳) درود کے بہترین الفاظ وہی ہیں جو درود ابراہیمی میں ہیں کیونکہ یہ نبی ﷺ کا صحابہؓ کو بتلایا ہوا درود ہے۔

۲۱۱ - بَابُ اسْتِخْبَابِ سُجُودِ الشُّكْرِ ۲۱۱ - کسی ظاہری نعمت کے حاصل ہونے یا کسی ظاہری مصیبت کے ٹلنے کے وقت عند حصول نعمۃ ظاہرۃ أو اندفاع بلیۃ ظاہرۃ سجدہ شکر کے مستحب ہونے کا بیان

۱۱۶۰ - عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، مِنْ مَكَّةَ نُرِيدُ الْمَدِينَةَ، فَلَمَّا كُنَّا قَرِيبًا مِنْ عَزْرَاءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَدَعَا اللَّهَ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا، فَمَكَتْ طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا - فَعَلَهُ ثَلَاثًا - وَقَالَ: «إِنِّي

۱۱۶۰ / ۱ - حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ جانے کی نیت سے نکلے۔ پس جب ہم عزوراء جگہ کے قریب پہنچے تو آپ اپنی سواری سے نیچے اترے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر کچھ دیر اللہ سے دعاء فرمائی۔ پھر آپ سجدے میں گر گئے اور کافی دیر تک سجدے میں ٹھہرے، پھر کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ اٹھا کر کچھ دیر دعاء فرمائی

اور پھر سجدے میں گر گئے، اس طرح آپ نے تین مرتبہ کیا اور فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے سوال کیا اور اپنی امت کے لئے شفاعت کی۔ تو اللہ نے مجھے میری امت کا تمام حصہ عطا فرمایا۔ پس میں شکر کے طور پر اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کے لئے سوال کیا، پس میرے رب نے مجھے میری امت کا ایک تہائی (۳/۱) عطا کیا، میں پھر شکر کے طور پر اپنے رب کے لئے سجدے میں گر پڑا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کے لئے سوال کیا، تو مجھے آخری تہائی بھی عطا کر دیا، پس میں اپنے رب کے لئے سجدہ ریز ہو گیا۔ (ابو داؤد)

تخریج: سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب سجود الشکر۔

نوٹ: اپنی امت کے لئے سوال اور اس کے لئے شفاعت کرنے کا مطلب، اس کے لئے مغفرت اور اسے جنت میں داخل کرنے کی دعاء ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ امت محمدیہ کے تمام افراد بالآخر جنت میں چلے جائیں گے، جہنم میں ہمیشہ کے لئے کوئی نہیں رہے گا۔ کوئی اپنے کبیرہ گناہوں کی سزا بھگت کر، کوئی شفاعت کے ذریعے سے اور کوئی اللہ کے فضل خاص سے۔ یہ مفہوم بلاشبہ اپنی جگہ صحیح ہے جو دوسری احادیث سے ثابت ہے اور اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے۔ لیکن زیر بحث حدیث سنداً صحیح نہیں ہے۔ دیکھئے ضعیف سنن ابی داؤد، رقم ۵۹۰، الارواء، رقم ۴۷۴۔ ضعیف الجامع الصغیر، رقم ۲۰۸۹۔ تاہم سجدہ شکر، جس کے اثبات کے لئے امام نوویؒ نے یہ حدیث یہاں نقل کی ہے، دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ اس لئے خوشی کے موقع پر یا کسی مصیبت کے لئے پر بطور شکر الہی سجدہ ریز ہونا جائز اور صحیح ہے (دیکھئے ارواء الغلیل ۲/۲۲۶) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ صحیح بخاری میں موجود ہے کہ جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو اسے سن کر وہ بارگاہ الہی میں سجدہ ریز ہو گئے۔ (یہ روایت ابتدائے کتاب میں پوری تفصیل سے گزر چکی ہے) (دیکھئے رقم ۲۱، باب التوبہ)

۲۱۲۔ باب فضل قیام اللیل

۲۱۲۔ رات کے قیام کی فضیلت کا بیان
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور رات کے کچھ حصے میں نماز تہجد ادا کر، یہ تیرے لئے ایک زائد عمل ہے۔ امید ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے گا (یعنی روز قیامت کو)۔ (سورۃ بنی اسرائیل، ۷۹)
نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے: (اہل ایمان) کے پہلو ان کے

قالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَمَّا أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ [الإسراء: ۷۹]۔ وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿وَنُتِجَانِي جُنُودَهُم عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ [السجدة: ۱۶]۔ وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿كَاوُفًا قَلِيلًا﴾

مِنْ أَلَيْلٍ مَا يَهْجُونَ ﴿١٧﴾ [الذاریات: ۱۷]۔ بستر سے دور رہتے ہیں۔ (سورۃ الم سجدہ ۱۶)
اور فرمایا: (اہل ایمان و تقویٰ دنیا میں) رات کو کم

ہی سویا کرتے تھے۔ (سورۃ ذاریات ۱۷)

فائدہ آیات: نافلۃ لک کا ایک مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ اے پیغمبر یہ تہجد کی نماز تجھ پر ایک زائد فرض ہے، جب کہ دیگر افراد امت پر یہ فرض نہیں اور دوسرا مفہوم یہ کہ یہ تیرے ثواب اور رفع درجات میں زیادتی کا باعث ہے۔ دوسری آیات میں شب بیداری (قیام اللیل) کو اہل ایمان و تقویٰ کی خاص صفت اور ان کا معمول بتلایا گیا ہے، جس سے نماز تہجد یعنی قیام اللیل کی اہمیت و فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے اور اس کی ترغیب و تاکید بھی۔ اب احادیث ملاحظہ ہوں

۱۱۶۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۱/۱۱۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو اتنا قیام فرماتے کہ آپ کے پیر مبارک پھٹ جاتے، پس میں نے (ایک دن) آپ سے کہا، اللہ هذا، يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَقَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقْدَمُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: «أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟» متفقٌ عليه. وَعَنِ الْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ نَحْوَهُ، متفقٌ عليه. (بخاری و مسلم)

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے بھی اسی طرح بخاری و مسلم میں روایت ہے۔

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم۔
نوائد: یہ روایت باب الجاہدہ، رقم ۵/۹۸ میں گزر چکی ہے۔ یہاں قیام اللیل کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو بیان کرنے کے لئے دوبارہ لائے ہیں۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ رات کی نفل نماز پورے اطمینان، سکون اور خشوع خضوع کے ساتھ ادا کی جائے۔ دوسرا، یہ کہ جس شخص پر اللہ کے جتنے انعامات زیادہ ہوں، اسے اسی حساب سے زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت بھی کرنی چاہئے۔ تیسرا، یہ کہ بارگاہ الہی میں عجز و نیاز کے اظہار کا بہترین وقت آخر شب ہے۔

۱۱۶۲ - وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، طَرَفَهُ وَفَاطِمَةَ لَيْلًا؛ فَقَالَ: «أَلَا تُصَلِّيَانِ؟» متفقٌ عليه. «طَرَفَهُ»: أَنَا هَؤُلَاءِ لَيْلًا. ۲/۱۱۶۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات کو تشریف لائے، تو فرمایا: کیا تم (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے؟ (بخاری و مسلم)

طرقہ، اس کے پاس رات کو آئے

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب تحریض النبی ﷺ علی قیام اللیل والنوافل

من غير إيجاب، وغيره - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب ما روي فيمن نام الليل أجمع حتى أصبح.

فوائد: اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی شب بیداری اور سحر خیزی کی تاکید کی جائے تاکہ وہ بھی مزید فضیلت حاصل کر سکیں۔

۱۱۶۳ - وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ» قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا. متفقٌ عليه.

۱۱۶۳ / ۳ - حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما اپنے باپ (عبد اللہ بن عمرؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عبد اللہ اچھا آدمی ہے اگر یہ رات کو نماز پڑھتا۔ حضرت سالم کہتے ہیں کہ اس کے بعد (میرے والد) عبد اللہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما - وصحيح مسلم، أيضا.

فوائد: اس میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت و منقبت کے علاوہ قیام اللیل کی بھی فضیلت کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں ایسے شخص کی مدح و تعریف، اس کے روبرو کرنی جائز ہے جس کی بابت یہ اندازہ ہو کہ وہ اس سے غرور اور اعجاب نفس میں مبتلا نہیں ہوگا، نیز اس میں اپنے اور دوسرے کے لئے خیر کی تمنا اور آرزو کرنے کی بھی ترغیب ہے۔

۱۱۶۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا عَبْدَ اللَّهِ! لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ فَحَنَسَ كِي طَرَحَ نَهْ هُونَا، وَه رَات كُو قِيَام كَرَاتَا، طَهْر فُلَانٍ: كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَنَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ» اس نے رات کو عبادت کے لئے اٹھنا چھوڑ دیا۔ متفقٌ عليه.

۱۱۶۴ / ۴ - حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عبد اللہ! تو فلاں شخص کی طرح نہ ہونا، وہ رات کو قیام کرتا تھا، پھر فلاں: کان یقوم اللیل فنرک قیام اللیل اس نے رات کو عبادت کے لئے اٹھنا چھوڑ دیا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل لمن کان یقومہ، وغیرہ - وصحيح مسلم، کتاب الصیام، باب النهی عن صیام الدهر.

فوائد: اس میں بھی قیام اللیل کی فضیلت و ترغیب ہے۔ علاوہ ازیں اعمال صالحہ پر مداومت کرنے اور نیکی کرنے والوں کی اقتداء کرنے اور اس میں کوتاہی کرنے والوں کا سا رویہ اختیار نہ کرنے کی تلقین و تاکید ہے۔

۱۱۶۵ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ! قَالَ: «ذَاكَ رَجُلٌ بَالُ الشَّيْطَانِ» فِي أَذُنِهِ - متفقٌ عليه.

۱۱۶۵ / ۵ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ وہ رات کو صبح ہونے تک سویا رہا، تو آپ نے فرمایا، یہ آدمی وہ ہے جس کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر

دیا۔ یا فرمایا، اس کے کان میں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب إذا نام ولم یصل بال الشیطان فی أذنه، وغیرہ۔ و صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب ما روی فیمن نام اللیل أجمع حتی أصبح۔

فوائد: انسان کے کان یا کانوں میں شیطان کا پیشاب کرنا حقیقتاً بھی ہو سکتا ہے (گو ہمیں اس کا ادراک نہ ہو) کیونکہ عدم استعاذہ کی صورت میں شیطان انسان کے کھانے پینے اور دیگر اعمال میں شریک ہو جاتا ہے، جیسا کہ احادیث میں بیان ہوا ہے، اس لئے اس کا پیشاب کرنا بھی ممکن ہے۔ بعض کے نزدیک یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ جو شخص سویا رہتا ہے، رات کو اٹھ کر نماز نہیں پڑھتا، شیطان اس کے لئے اللہ کی یاد میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ یا یہ کنایہ ہے شیطان کی تحقیر و اہانت کرنے سے۔ بہر حال اس سے یہ معلوم ہوا کہ قیام اللیل کا ترک ناپسندیدہ ہے، اس سے شیطان کو اپنی کارستانی کا موقع ملتا ہے اور وہ انسان کو اللہ کی یاد سے اور اس کی طاعت و عبادت سے روکنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

۱۱۶۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ، إِذَا هُوَ نَامَ، ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ، فَإِنْ اسْتَيْقَظَ، فَذَكَرَ اللَّهَ تَعَالَى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ، انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى، انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلَانًا مُتَفَقِّعًا عَلَيْهِ. قَافِيَةُ الرَّأْسِ: آخِرُهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کی گدی پر جب وہ سوتا ہے، تین گرہیں لگا دیتا ہے، ہر گرہ پر وہ منتر پڑھتا ہے، تیرے لئے رات بہت لمبی ہے، پس خوب سو۔ اگر وہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ وضوء بھی کر لے تو ایک گرہ اور کھل جاتی ہے، پھر اگر اس نے نماز بھی پڑھی تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ صبح اس حال میں کرتا ہے کہ وہ ہشاش بشاش اور پاکیزہ نفس ہوتا ہے، ورنہ اس کی صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ وہ خبیث النفس اور ست ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

قافیۃ الراس سے مراد سر کا کچھلا حصہ (گدی) ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب عقد الشیطان علی قافیۃ الرأس إذا لم یصل باللیل۔ و صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب ما روی فیمن نام اللیل أجمع حتی فوائد: یہ گرہ لگانا بھی حقیقتاً ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے جادوگر اپنا عمل سحر کرتا ہے۔ شیطان اپنے اس عمل سے رات کو اللہ کی عبادت کے لئے اٹھنے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ کنایہ ہے نیند کے خمار اور عدم قیام سے، بہر حال شیطان انسان کو اللہ کی عبادت سے روکنے کے لئے اپنا جتن کرتا ہے، جو شخص رات کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ شیطان کی چال کو ناکام بنا دیتا ہے، بصورت دیگر شیطان انسان کو اپنے دام میں

پہناتا ہے۔

۱۱۶۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ ۷ / ۱۱۶۷ - حضرت عبد اللہ بن سلام ؓ سے روایت
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَيُّهَا
النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، كَلَانَا كَلَاؤُا اور رات کو نماز پڑھو جب کہ لوگ سوئے
وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ ہوئے ہوں (اس طرح) تم جنت میں سلامتی کے ساتھ
بِسَلَامٍ». رواه الترمذی وقال: حديثٌ داخلٌ ہو جاؤ گے۔ (ترمذی، حسن صحیح)
حسنٌ صحیح.

تخریج: سنن ترمذی، أبواب صفة القيامة، باب أفشوا السلام وأطعموا الطعام...
فوائد: اس میں ان لوگوں کے لئے بشارت ہے جو ذوق و شوق سے مذکورہ کام کرتے ہیں۔ جنت میں سلامتی کے
ساتھ داخل ہونے کا مطلب ہے کہ جہنم کی سزا بھگتے بغیری ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جنت
میں داخل فرما دے گا۔ واللہ اعلم

۱۱۶۸ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۸ / ۱۱۶۸ - حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے،
عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْضَلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا، رمضان کے بعد سب سے
الصَّيَّامُ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمُ، زیادہ فضیلت والا روزہ، اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے
وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ» اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز،
رواہ مسلم۔
رات کی نماز ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم۔
فوائد: محرم کے مہینے کی اضافت اللہ کی طرف کی گئی ہے جس سے اس ماہ محرم کا شرف و امتیاز واضح ہے۔ اس
میں نفلی روزوں میں سب سے افضل اور نفلی نمازوں میں افضل نماز کا بیان ہے۔

۱۱۶۹ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ ۹ / ۱۱۶۹ - حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے، نبی
عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ کریم ؐ نے فرمایا۔ رات کی نماز دو دو رکعت ہے،
مَثْنَى مَثْنَى، فَبِإِذَا خِفَتِ الصُّبْحُ فَأَوْتِرْ پس جب تجھے صبح صادق کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت کے
ساتھ وتر (طاق) بنا لے (یعنی ایک رکعت وتر پڑھ لے)
(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب صلاة النبي ﷺ، وکتاب المساجد، وکتاب
الوتر - صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، والوتر ركعة
من آخر الليل.

۱۱۷۰ - وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، ۱۰ / ۱۱۷۰ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ نبی
يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَيُوتِرُ بِرُكْعَةٍ. ؐ رات کو دو دو رکعت ادا فرماتے اور ایک رکعت

وتر پڑھتے۔ (بخاری و مسلم)

متفق علیہ۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الوتر، باب ساعات الوتر، کتاب التہجد، و کتاب المساجد - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل مثنی مثنی، والوتر رکعة من آخر اللیل۔

فوائد: ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ رات کو نفلی نماز دو دو رکعت کر کے ادا کی جائے اور آخر میں ایک رکعت وتر پڑھ لیا جائے۔ اس سے ایک رکعت وتر کا جواز ہی نہیں، اس کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ تین وتر بھی اگر پڑھنے ہوں تو افضل طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک رکعت بطور وتر پڑھی جائے، کیونکہ یہ نبی ﷺ سے ثابت ہے۔

۱۱۷۱ - وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۥ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، يَفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ، وَيَصُومُ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يَفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا، وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ، وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ. رواه البخاري.

۱۱۷۲ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی مہینے میں تو اس طرح روزہ رکھنا چھوڑتے کہ ہم گمان کرتے کہ اس مہینے میں آپ روزہ ہی نہیں رکھیں گے اور کبھی ایسے روزہ رکھتے کہ ہم گمان کرتے کہ آپ اس مہینے میں کوئی روزہ چھوڑیں گے ہی نہیں اور (اسی طرح آپ کا حال یہ تھا کہ) تم چاہتے کہ آپ کو رات کے وقت نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھیں، مگر تم پڑھتے ہوئے دیکھ لیتے اور اگر چاہتے کہ آپ کو سویا ہوا نہ دیکھیں، مگر سویا ہوا دیکھ لیتے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، و کتاب الصوم، باب ما يذكر من صوم النبي ﷺ وإفطاره۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ نفلی روزے ہوں یا رات کی نفلی نماز (قیام اللیل) ان میں نبی ﷺ کا کوئی ایک مستقل معمول نہیں تھا، کسی مہینے ایسا ہوتا آپ روزہ نہ رکھتے حتیٰ کہ مہینہ ختم ہونے کے قریب ہو جاتا، تو آخر میں آپ روزہ رکھنا شروع کر دیتے اور کبھی مسلسل روزہ رکھتے، حتیٰ کہ گمان ہوتا کہ پورا مہینہ ہی آپ روزہ رکھیں گے مگر آپ روزہ ترک فرما دیتے۔ اسی طرح تہجد کی نماز میں آپ کا معمول تھا، کبھی آپ اسے رات کے پہلے ھے میں، کبھی دوسرے ھے میں اور کبھی آخری تیسرے ھے میں پڑھتے۔ اس طرح آپ کو رات کے ہر ھے میں نماز پڑھتے ہوئے بھی اور سوئے ہوئے بھی پایا گیا۔ (مسلم)

۱۱۷۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً - تَعْنِي فِي اللَّيْلِ - يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ

۱۱۷۳ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے، اس سے حضرت عائشہ کی مراد رات کی نماز ہے۔ اپنا سر اٹھانے سے پہلے اتنا (لمبا) سجدہ کرتے کہ جتنی دیر میں تم میں

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب صلاة النبی ﷺ۔

فوائد: اس میں فجر کی دو سنتیں پڑھنے کے بعد نبی ﷺ کا دائیں کروٹ پر لیٹنے کے علاوہ نماز تہجد میں لمبے سجدے کرنے کا بیان ہے کیونکہ اس حالت میں انسان اللہ کے بہت قریب ہوتا ہے۔ نیز اس حالت میں غایت خشوع کا بھی اظہار ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ علاوہ ازیں سجدے میں دعاء کی قبولیت کا امکان بھی زیادہ ہے۔

۱۱۷۳ - وَعَنْهَا قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، يَزِيدُ - فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ - عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً: يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطَوْلِهِنَّ! ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطَوْلِهِنَّ! ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتَأْتِمُّ قَبْلَ أَنْ تُؤْتِرَا؟ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! إِنَّ عَيْنِي تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي» متفقٌ عليه .

تخریج: صحيح بخاري، كتاب التهجّد، باب صلاة النبي ﷺ - صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ.

فوائد: دل نہیں سوتا، کا مطلب ہے کہ آپ کا وضوء نہیں ٹوٹتا تھا، کیونکہ دل بیدار رہتا تھا اور یہ نبی ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ اس حدیث میں نماز کو اس کے آداب و شرائط کے مطابق خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنے کی تاکید ہے، کیونکہ نبی ﷺ کا اسوۂ حسنہ یہی ہے۔ سنت کے مطابق اطمینان و سکون کے ساتھ نماز پڑھنا ہی نماز کا حسن ہے۔ (۳) جس شخص کو اپنی بات آخر شب میں اٹھنے کا یقین ہو تو اسے چاہئے کہ نماز وتر عشاء کے ساتھ نہ پڑھے اور تہجد کے آخر میں پڑھے، بصورت دیگر عشاء کی نماز کے ساتھ ہی پڑھ لے۔

۱۱۷۴۔ وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَيَقُومُ آخِرَهُ فَبُصِّلِيَ. نبی کریم ﷺ رات کے پہلے صے میں سو جاتے تھے اور رات کے آخری صے میں اٹھتے اور نماز پڑھتے۔ ۱۳ / ۱۱۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب من نام عند السحر - وصحیح مسلم، کتاب

فوائد: اس میں نبی ﷺ کے اکثریتی معمول کا بیان ہے اور یہی آخر شب تہجد کا سب سے بہتر وقت ہے۔ تاہم آپ نے رات کے ابتدائی اور درمیانی حصے میں بھی قیام کیا ہے، جیسا کہ پہلے روایات گزر چکی ہیں۔

۱۱۷۵ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ
اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً،
فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَنْزِلَ سَوْءٌ.
قِيلَ: مَا هَمَمْتَ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ
وَأَدْعُهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۷۵ / ۱۵ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں
کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، تو
آپ برابر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں نے ایک
برے کام کا ارادہ کیا، ان سے پوچھا گیا، آپ نے کس چیز
کا ارادہ کیا تھا؟ آپ نے جواب دیا، میں نے یہ ارادہ کیا
تھا کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ کو چھوڑ دوں۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب طول القيام في صلاة الليل - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ رات کا قیام خوب لمبا ہو، یعنی قراءت، رکوع، قومہ، سجدہ ہر رکن طویل اور نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ ہو۔ (۲) نفلی نماز باجماعت جائز ہے۔ (۳) زیادہ طوالت کی صورت میں بعض علماء کے نزدیک مقتدی کا امام کی اقتداء سے الگ ہونا جائز ہے۔ لیکن حضرت ابن مسعودؓ نے اسے برے کام سے تعبیر کیا ہے، اس لئے اس کا جواز محل نظر ہے۔ تاہم احادیث میں ائمہ حضرات کو مقتدیوں کا خیال رکھنے کی تاکید کی گئی ہے جن سے اس کا جواز نکل سکتا ہے۔ واللہ اعلم

۱۱۷۶ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَافْتَتَحَ الْبَقْرَةَ، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمَائَةِ، ثُمَّ مَضَى، فَقُلْتُ: يُصَلِّيْ بَهَا فِي رَكَعَةٍ، فَمَضَى، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ، فَقَرَأَهَا، يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا. إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ، سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ، سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، ثُمَّ قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ»، ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا

قَرِيبًا مِمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى»، فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِّنْ قِيَامِهِ. رواه مسلم.

پاس سے گزرتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو آپ (اللہ کی) تسبیح کرتے اور جب کسی سوال والی آیت کے پاس سے گزرتے تو اللہ سے سوال کرتے اور جب کسی پناہ مانگنے والی آیت سے گزرتے تو پناہ طلب کرتے۔ پھر آپ نے رکوع فرمایا، پس آپ نے (رکوع میں) سبحان ربی العظیم پڑھنا شروع کر دیا اور آپ کا رکوع بھی آپ کے قیام کے برابر تھا، پھر آپ نے (رکوع سے سر اٹھایا اور) فرمایا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد، پھر آپ دیر تک کھڑے رہے تقریباً اتنا جتنا آپ نے رکوع فرمایا تھا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور (اس میں) آپ نے فرمایا سبحان ربی الاعلیٰ اور آپ کا سجدہ بھی آپ کے قیام کے برابر تھا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب الجاہدہ، رقم ۸ / ۱۰۲ میں گزر چکی ہے۔ اس میں یصلی بہا رکعة کا مطلب امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں یہ بیان فرمایا ہے، کہ میں نے گمان کیا کہ اس سورت کے ساتھ آپ سلام پھیریں گے اور اسے دو رکعتوں میں ختم فرمائیں گے۔ یعنی رکعت سے مراد پوری نماز (دو رکعتیں) ہیں۔ یہ تاویل اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر اگلے جملے پر کعب بہا کا مفہوم صحیح نہیں رہتا۔ چنانچہ ہم نے اپنے ترجمے میں اس مفہوم کو سامنے رکھا ہے۔ بہر حال اس سے بھی لمبے قیام کا استحباب، نفل نماز میں جماعت کا اور تلاوت میں سورتوں کی تقدیم و تاخیر کا جواز ثابت ہوتا ہے جس کے بعض لوگ قائل نہیں۔

۱۱۷۷ - وَعَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۷ / ۱۷۷ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عَنْهُ قَالَ: سِئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «طَوَّلُ الْقُنُوتِ». ہے؟ آپ نے فرمایا، لمبے قیام والی نماز۔ (مسلم) رواه مسلم. المرادُ بِالْقُنُوتِ: الْقِيَامُ.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب أفضل الصلاة طول القنوت.

فوائد: معلوم ہوا کہ نماز کے تمام ارکان (رکوع، سجدہ وغیرہ) میں سے قیام کا لمبا کرنا سب سے بہتر ہے، کیونکہ جتنا لمبا قیام ہو گا، اتنا ہی قرآن زیادہ پڑھا جائے گا اور قرآن سب سے افضل ذکر ہے، اس لئے طول قیام بھی افضل

ہے۔

۱۱۷۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصَّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ، كَانَ يَتِمُّ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَتِمُّ سُدُسَهُ وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا» متفقٌ عليه.

۱۸/۱۷۸ - حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب سے زیادہ محبوب روزہ اللہ کو حضرت داؤد کا روزہ ہے۔ وہ آدھی رات سوتے تھے، اس کے تیسرے حصے میں عبادت کے لئے اٹھ جاتے اور اس کے چھٹے حصے میں (پھر) سو جاتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیتے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم داود علیہ السلام - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النہی عن صوم الدھر لمن تضرر بہ۔

فوائد: اس میں چونکہ اپنے آپ پر سختی کرنے سے روکا گیا ہے، حتیٰ کہ عبادت میں بھی افراط و تفرق سے منع کیا گیا ہے۔ اس لئے ساری ساری رات جاگ کر عبادت کرنا یا ہمیشہ روزہ رکھنا بھی اسلام میں ممنوع اور ناپسندیدہ ہے۔ خود نبی ﷺ کا اسوۂ حسنہ بھی اعتدال کا بہترین نمونہ ہے۔ بنا بریں اس حدیث میں حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے اور نماز کو عند اللہ سب سے زیادہ محبوب قرار دیا گیا ہے، کیونکہ اس میں بھی وہ میانہ روی ہے جس کے اپنانے کی اسلام نے تاکید کی ہے۔

۱۱۷۹ - وَعَنْ جَابِرِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: «إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً، لَا يُوافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، إِلَّا أَغْطَاهُ إِيَّاهُ، وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ» رواه مسلم.

۱۹/۱۷۹ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، رات میں ایک گھڑی ہے جس میں مسلمان آدمی کو وہ میسر آجائے وہ اس میں دنیا اور آخرت کے معاملے میں کسی بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات کو ہوتی ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب في الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء.

فوائد: یہ گھڑی بھی جمعے کی گھڑی کی طرح اگرچہ غیر متعین ہے، تاہم یہ بھی بالعموم رات کی آخری گھڑیوں میں ہوتی ہے کیونکہ عبادت کا افضل وقت وہی ہے۔ اس کے ابہام میں بھی لیلۃ القدر کی طرح حکمت یہی ہے کہ انسان زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت، اس کے ذکر اور اس سے دعاء و مناجات میں گزارے۔ رجل مبسمل (مسلمان آدمی) سے مراد مرد اور عورت دونوں ہیں۔

۱۱۸۰ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲۰/۱۸۰ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه.

عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا قَامَ اللَّهُ ﷻ جِب رَات كُ قِامُ فُرَاتِ تُو اِپُنِ نَمَاز (تَجِد) كَا مَنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ بِرَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، اَعَاذُ وُ مَخْصَرُ رَكَعَتُو سَ فُرَاتِ تَحَ.

رواه مسلم . (مسلم) (حوالہ مذکور)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه.

قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا فَاتَهُ الصَّلَاةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ، صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جب نبی ﷺ سے کسی درو یا کسی اور وجہ سے رات کی نماز چھوٹ جاتی تو آپ دن کو بارہ رکعتیں ادا فرماتے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ حَزْبِهِ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، حَسِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ» رواه مُسْلِمٌ.

ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اپنے مقررہ وظیفہ یا اسی قسم کی کسی چیز سے سو جائے، پس وہ اسے فجر اور ظہر کی نماز کے دوران پڑھ لے تو اس کے لئے لکھا جاتا ہے گویا کہ اس نے وہ رات ہی کو پڑھا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب المحافظة علی الاعمال رقم ۲ / ۱۵۴ میں گزر چکی ہے۔ حزب کے لغوی معنی ہیں حصہ اور باری۔ یہاں اس سے وہ وظیفہ مراد ہے جو انسان اپنے طور پر مقرر کر لیتا ہے، جیسے مثلاً میں رات کو تہجد کی آٹھ رکعت پڑھا کروں گا، ہر روز ایک پارہ قرآن مجید کا پڑھوں گا یا اتنی اتنی بار اللہ کا فلاں ذکر کروں گا وعلیٰ هذا القیاس۔ پھر وہ اپنے عزم کے مطابق امکانی حد تک عمل کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن اگر کسی وقت اس پر نیند کا غلبہ ہو جائے اور وہ اپنا وظیفہ پورا نہ کر سکے تو بعد میں وظیفہ پورا کر لے، اللہ کے ہاں

۱۱۸۴ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّى وَانْقَضَ امْرَأَتُهُ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَانْقَضَتْ رَوْجَهَا فَإِنْ أَبِي نَضَحَتْ فِي وَجْهِ الْمَاءِ» رواه أبو داود بإسنادٍ صحيح.

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب قيام الليل.

فوائد: اس میں نیک میاں بیوی کا کردار بیان کیا گیا ہے، وہ نیکی اور طاعت کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

۱۱۸۵ - وَعَنْهُ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَقْبَضَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلِّ - أَوْ صَلِّ - رَكَعَتَيْنِ جَمِيعًا، كُتِبَ فِي الذَّاكِرِينَ وَالذَّاكِرَاتِ» رواه أبو داود بإسناد صحيح .

۲۵ / ۱۱۸۵ - سابق راوی اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب آدمی رات کو اپنے گھر والوں کو بیدار کرے اور دونوں نماز پڑھیں یا (راوی کو شک ہے) ان میں سے ہر ایک دو رکعتیں اکٹھی پڑھیں تو ان دونوں کو ذاکرین اور ذاکرات (بہت زیادہ ذکر کرنے والوں) میں لکھ دیا جاتا

ہے۔ (ابو داؤد، بسند صحیح) (حوالہ مذکور)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب قيام الليل.

فوائد: جمیعاً سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ دونوں میاں بیوی جماعت سے نفلی نماز پڑھیں۔ لیکن جمیعاً کا مطلب یہ نہیں ہے، بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ دونوں نے بیک وقت نفلی نمازیں پڑھیں۔ یہ ضروری نہیں کہ جماعت کے ساتھ ہی پڑھیں۔ والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات، سورہ احزاب کی آیت نمبر ۳۵ ہے جس میں نیک مردوں اور نیک عورتوں کی صفات کا اور ان کی فضیلت اور اجر و ثواب کا ذکر ہے۔

۱۱۸۶ - وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کسی شخص کو نماز

میں اونگھ آئے تو اسے چاہئے کہ وہ سوجائے، یہاں تک کہ اس سے اس کی نیند دور ہو جائے، اس لئے کہ جب تمہارا ایک آدمی اونگھتا ہوا نماز پڑھتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ استغفار کرنے کی بجائے وہ اپنے آپ کو گالی دینے لگے۔ (بخاری و مسلم)

أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنْ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ، لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَعْفِرُ فَيَسْبَبُ نَفْسَهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء من النوم - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب أمر من نعس في صلاته بأن يرقد.

۱۱۸۷ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ، مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعَجَمَ الْقِرَاءَ عَلَى لِسَانِهِ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ، فَلْيَضْطَجِعْ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۸۷ / ۲۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص رات کو عبادت کے لئے کھڑا ہو اور قرآن کا پڑھنا (غلبہ) نیند کی وجہ سے اس کی زبان پر مشکل ہو رہا ہو، پس اس کو کوئی علم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ تو اس کو چاہئے کہ وہ لیٹ جائے (تھوڑی دیر سو لے) (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب أمر من نعس في صلاته أو استعجم عليه القرآن...

فوائد: نماز کے لئے چونکہ حضور قلب اور خشوع خضوع نہایت ضروری ہے، اس لئے نماز ایسی حالت میں پڑھنی چاہئے جب انسان تازہ دم ہو، اس کے اندر سستی اور تھکاوٹ نہ ہو۔ اسی لئے مذکورہ دونوں حدیثوں میں غلبہ نیند کے وقت نماز پڑھنے سے روک دیا گیا ہے، کیونکہ ایسی حالت میں بارگاہ الہی میں عجز و نیاز کا صحیح اظہار نہیں ہو سکتا، جو نماز کی اصل روح ہے۔ بنا بریں ایسی حالت میں انسان کو سو کر پہلے اپنی نیند پوری کر لینی چاہئے کیونکہ اس کے بعد ہی اسے قرآن پڑھنے، دعاء و مناجات اور توبہ و استغفار کرنے اور نماز پڑھنے میں مزا آئے گا۔

۲۱۳ - بَابُ اسْتِخْبَابِ قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيحُ

۲۱۳ - قِيَامِ رَمَضَانَ يَعْنِي تَرَاوِيحَ كَيْفَ اسْتَحَبَّ هُوَ كَالْبَيَانِ

۱۱۸۸ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۸۸ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا (رات کو تراویح پڑھیں) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب صلاة التراويح، وکتاب الصوم، باب من صام رمضان

ایمانا واحتسابا - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح.

۱۱۸۹ - وَعَنْهُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ۲/۱۸۹ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، يُرَغَّبُ فِي قِيَامِ اللَّهِ ﷻ رمضان کے قیام میں رغبت دلاتے تھے بغیر رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ؛ اس کے کہ آپ اس کے واجب ہونے کا حکم فرماتے۔ فيقول: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا» پس آپ فرماتے، جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا، تو اس کے پہلے گناہ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم حوالہ مذکور)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ قیام رمضان یقیناً ایک مؤکد اور اجر و ثواب کے لحاظ سے نہایت اہم عبادت ہے۔ تاہم اس کی حیثیت نفل ہی کی ہے، واجب کی نہیں۔ (۲) جو گناہ معاف ہوتے ہیں، وہ صغیرہ گناہ ہیں۔ ورنہ کبیرہ گناہ خالص توبہ کے بغیر اور حقوق العباد میں کی گئی کو تاہیں ان کا ازالہ کئے بغیر معاف نہیں ہوں گی۔ (۳) رمضان کا یہ قیام نبی ﷺ کے عمل سے بھی ثابت ہے۔ آپ نے ایک رمضان میں تین راتوں کو قیام فرمایا یعنی صحابہ کرام کو جماعت کے ساتھ یہ نفلی نماز پڑھائی اور اس کے بعد چوتھی رات کو، جب صحابہ کرام آپ کی افتاء میں پڑھنے کے لئے پھر جمع ہوئے تو آپ نے فرمایا، مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ کر دی جائے۔ اس لئے خواہش کے باوجود آپ نے یہ نماز نہیں پڑھائی۔ تین راتوں میں آپ نے کتنی رکعت پڑھائیں؟ وہ صحیح احادیث کی رو سے ۸ رکعت اور ۳ وتر ہیں۔ اس لئے قیام رمضان کی مسنون تعداد صرف ۸ رکعت ہیں اور وتر سمیت گیارہ۔ (۴) احادیث میں اس نفلی نماز کو قیام رمضان سے ہی تعبیر کیا گیا ہے، بعد میں اس کا نام تراویح قرار پایا۔ تراویح، اسی ترویجہ کی جمع ہے۔ اس میں صحابہ و تابعین چونکہ سنت نبویؐ کے مطابق لمبا قیام کرتے تھے، اس لئے ہر دو مرتبہ سلام پھیرنے یعنی چار رکعت کے بعد آرام و راحت کے لئے وقفہ ہوتا تھا، یوں اس کا نام تراویح پڑ گیا۔ کیونکہ چار رکعت کو ترویج کہا جاتا تھا۔ تراویح، ترویجہ کی جمع ہے۔ (۵) تراویح اصل میں تہجد ہی کی نماز ہے، رمضان المبارک میں لوگوں کی آسانی کے لئے، تاکہ ہر شخص اس کی فضیلت حاصل کر سکے، اسے عشاء کی نماز کے فوراً بعد متصل ہی پڑھ لیا جاتا ہے جو تہجد کا اول وقت ہے۔ (۶) اس کا باجماعت پڑھنا تو خود نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے آپ نے ۲۳ ویں، ۲۵ ویں، اور ۲۷ ویں شب میں تراویح کی نماز پڑھائی۔ تاہم آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اسے دوبارہ باجماعت پڑھنے کو رائج کیا اور اس کے لئے حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح (مع الوتر) پڑھایا کریں۔ (موطا) جب سے یہ سلسلہ قائم اور جاری ہے۔ (۷) بعض لوگ کہتے ہیں کہ باجماعت تراویح ادا کرنا بدعت ہے، کیونکہ اس کا رواج حضرت عمرؓ کے عہد میں شروع ہوا۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں۔ خود نبی ﷺ کا اسے باجماعت پڑھانا

حاجت ہے۔ پھر یہ عمل بدعت کیوں کر قرار پاسکتا ہے؟ درمیان میں محض وقفہ سے تو یہ عمل بدعت نہیں ہو جائے گا۔ نبی ﷺ نے تو صرف فرضیت کے اندیشے سے اس کو جاری نہیں رکھا، ورنہ آپ کی تو خواہش تھی کہ اسے پڑھا جائے۔ پھر جب فرضیت کا اندیشہ ختم ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے اسے اجتماعیت کا رنگ دے کر یقیناً نبی ﷺ ہی کی خواہش کو پورا کیا ہے اور آپ کے عمل کو ہی آگے بڑھایا ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص آخر شب میں انفرادی طور پر اس کے پڑھنے کا اہتمام کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ لیکن عام لوگوں کے لئے چونکہ ایسا کرنا ممکن نہیں ہے اور وہ شب کے آخر میں اپنے اپنے طور پر اسے ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے، تو ایسے حالات میں حضرت عمرؓ کا اقدام بالکل صحیح اور جائز ہے، اگر ایسا نہ کیا جائے تو چند افراد کے سوا عام مسلمان قیام اللیل کے اجر و ثواب سے محروم رہیں گے، جو ایک بہت بڑی محرومی ہے۔ (۸) ۲۰ رکعات تراویح کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور حضرت عمرؓ کی طرف بھی اس کا انتساب کسی مستند متصل روایت سے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ ایک منقطع روایت میں ایسا دعویٰ کیا گیا ہے۔ البتہ یہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں لوگ ۲۰، ۳۶، ۴۰ مختلف تعداد میں یہ نماز پڑھا کرتے تھے، جس سے زیادہ سے زیادہ بطور نفل آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنے کا جواز کشید کیا جاسکتا ہے، تاہم مسنون قیام رمضان یعنی تراویح ۸ رکعات ہی ہوں گی اور اس سے کم یا زیادہ تعداد غیر مسنون۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ”انوار مصباح“ مولفہ مولانا نذیر احمد رحمانی مرحوم۔ (۹) تراویح یعنی قیام رمضان میں لمبا قیام مسنون ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن مجید ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھا جائے۔ بہت سے قاری اتنا تیز قرآن پڑھتے ہیں کہ یہ علمون، تعلمون کے علاوہ کوئی لفظ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس طرح قرآن پڑھنا ثواب کی بجائے عذاب کا باعث ہے۔ اسی طرح اب کچھ عرصے سے ایک اور طریقہ ایجاد ہوا ہے کہ چند روز میں قرآن مجید ختم کر دیا جاتا ہے اور تراویح میں ۸، ۸ یا ۱۰ پارے نہایت تیزی سے پڑھے جاتے ہیں، سننے والے ہزاروں نہیں، لاکھوں کی تعداد میں ہوتے ہیں جو زیادہ تر کاروباری ہوتے ہیں۔ یہ حضرات غالباً اس طرح چند روز میں قرآن سن کر اپنے دل کو تسلی دے لیتے ہوں گے کہ ہم نے تراویح میں پورا قرآن مجید سن لیا ہے۔ اب پورا رمضان یکسوئی سے کاروبار کریں گے اور عید کا سیزن کمائیں گے۔ ان کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ پڑھنے والا قرآن پڑھ رہا ہے یا گرتھ یا مترکی کوئی کتاب پڑھ رہا ہے۔ یہ نئی بیماری ابھی کراچی تک ہی محدود ہے۔ لیکن مسلمان ملکوں میں بدعات کے لئے موسم بڑا سازگار ہے، ہر جگہ بدعات خوب فروغ پا رہی ہیں، بلکہ سارا دین ہی بدعات پر مبنی رہ گیا ہے اور اصل دین کا کسی کو پتہ ہی نہیں ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ جب مذہبی رہنماؤں کے ہاں بھی بدعات ہی کی ساری اہمیت ہو تو عوام کو اصل دین سے آگاہی بھی کیوں کر ہو سکتی ہے؟ فالسی اللہ المشتکی

۲۱۴۔ بَابُ فَضْلِ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۲۱۳۔ شب قدر کی فضیلت کا اور اس بات

وَبَيَانِ أَزْجَى لَيْلَيْهَا

کیا بیان کہ ان راتوں میں کون سی رات

زیادہ امید والی ہے؟

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے اس قرآن کو شب قدر

بابرکت رات میں اتارا۔ (سورۃ دخان، ۳)

فائدۂ آیات: شب قدر اور بابرکت رات، دونوں سے ایک ہی رات مراد ہے، یعنی قدر کی رات۔ جو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔ اسی شب قدر میں قرآن مجید کے نزول کا آغاز ہوا یا لوح محفوظ سے بیت العزت میں اتار دیا گیا جو پہلے آسمان پر ہے اور پھر وہاں سے وقتاً فوقتاً حسب ضرورت و مشیت الہی نازل ہوتا رہا۔ اس نزول قرآن کی وجہ سے اس رات کی فضیلت و عظمت واضح ہے۔ اب احادیث ملاحظہ ہوں:

۱۱۹۰ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ
اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ لَيْلَةَ
الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِهِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱/ ۱۱۹۰ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی
کریم ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے ایمان کے ساتھ
ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا (اللہ کی عبادت
کی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔
(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب صلاة التراويح، وكتاب الإيمان، وكتاب الصوم، باب من صام رمضان إيماناً واحتساباً - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح.

قیام کا مطلب ہے، اس رات کو اپنی طاقت کے مطابق جاگ کر اللہ کی عبادت کی، نوافل پڑھے، توبہ و استغفار اور دعاء و مناجات کی۔ بالخصوص عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ تو امید ہے کہ اس سے انسان کو اس کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

۱۱۹۱ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، أَرَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّنَةِ الْوَأَخِرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَّاتِ فِي السَّنَةِ الْوَأَخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّجَهَا، فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّنَةِ الْوَأَخِرِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب التماس لیلۃ القدر فی السبع

الأواخر - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل لیلة القدر.

فوائد: تواطُطات، وطَاطُطاً سے ہے جس کے معنی ہیں، روندنا۔ یعنی اپنے ساتھی کے پیر کی جگہ پر پیر رکھنا۔ یہاں یہ موافقت کے مفہوم میں ہے۔ یعنی تمہارے خواب ایک دوسرے کے موافق ہوئے یعنی ایک جیسے خواب آئے اور وہ اس طرح کہ سب خواب دیکھنے والوں کو شب قدر کا مشاہدہ کرایا گیا۔ اس لئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اسے انہی آخری ۷ راتوں میں تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ اس کو مبہم رکھنے میں یہی حکمت ہے کہ لوگ زیادہ راتوں میں قیام کر سکیں۔

۱۱۹۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۳ / ۱۱۹۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَيَقُولُ: «تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، باب تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الأواخر - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل لیلة القدر.

۱۱۹۳ - وَعَنْهَا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، ۴ / ۱۱۹۳ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، باب تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الأواخر.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ شب قدر آخری عشرے کی دس راتوں میں سے جو پانچ طاق راتیں ہیں، ۲۱ ویں، ۲۳ ویں، ۲۵ ویں، ۲۷ ویں اور ۲۹ ویں۔ ان میں سے کوئی ایک طاق رات، شب قدر ہوتی ہے۔ اس کو متعین طور پر اس لئے نہیں بتلایا گیا، تاکہ لوگ زیادہ راتوں کو قیام کر سکیں۔ اگر متعین کر دیا جاتا تو لوگ صرف اسی رات کو قیام کرتے۔ ویسے بعض علماء کا خیال یہ رہا ہے کہ یہ متعین طور پر ۲۷ ویں شب ہے، لیکن یہ صحیح نہیں۔ احادیث سے اس کے تعین کی تائید نہیں ہوتی۔

۱۱۹۴ - وَعَنْهَا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، ۵ / ۱۱۹۳ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْآخِرُ مِنْ رَمَضَانَ، أَحْبَبَ اللَّيْلَ، وَأَيَقَظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِيزَانَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، باب العمل فی العشر الأواخر من

رمضان - وصحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب الاجتهاد فی العشر الاواخر من شهر رمضان.

۱۱۹۵ - وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، يَجْتَهِدُ فِي رَمَضَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رمضان میں جتنی مشقت برداشت کرتے تھے اتنی غیر رمضان میں نہیں کرتے تھے اور مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ، وَفِي الْعَشْرِ الاواخر منه، مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ. رواه مسلم.

کرتے تھے، اتنی اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب الاجتهاد فی العشر الاواخر من شهر رمضان.

فوائد: رمضان میں دیگر مہینوں کے مقابلے میں اور اسی طرح رمضان کے آخری عشرے میں اس کے پہلے ہیں دنوں کے مقابلے میں اطاعت و عبادت الہی کا زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔ (۲) آخری عشرے میں راتوں کو زیادہ سے زیادہ بیدار رہ کر عبادت اور دعاء و مناجات میں وقت گزارنا چاہئے تاکہ شب قدر کی فضیلت حاصل کی جاسکے۔ (۳) اپنے گھر والوں کو بھی جگایا جائے تاکہ وہ بھی اللہ کو راضی کرنے کا سامان کر لیں۔ (۴) آخری عشرے میں اعتکاف بھی مسنون عمل ہے۔ (۵) میز کا اصل ترجمہ چادر ہے یعنی اپنی چادر کس لیتے، بعض اس کو کمرے تعبیر کر لیتے ہیں، اس کا ایک مطلب تو کمرہت کس لینا ہے۔ دوسرا مطلب بیویوں کے ساتھ ہم بستری کرنے سے اجتناب کرنا ہے۔

۱۱۹۶ - وَعَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدَرِ مَا أَقُولُ فِيهَا؟ قَالَ: «قُولِي: اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي» رواه الترمذی وقال: حديث حسن.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! یہ بتلائیے اگر مجھے علم ہو جائے کہ کون سی رات قدر کی رات ہے، تو میں اس میں کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا، تم یہ دعا پڑھو۔ ”اے اللہ! بے شک تو بہت معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے، پس تو مجھے معاف فرما دے۔“

(ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الذكر والدعاء، باب أي الدعاء أفضل؟.

فوائد: لیلۃ القدر کی کوئی واضح علامت تو احادیث میں بیان نہیں کی گئی ہے۔ تاہم بعض سلف نے اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں یہ بتلایا ہے کہ اس رات بکثرت فرشتوں کے نزول کی وجہ سے ایک خاص قسم کی طمانیت و سکینت محسوس ہوتی ہے، دلوں پر رقت طاری ہوتی ہے، یہ رات زیادہ ٹھنڈی یا زیادہ گرم نہیں، بلکہ معتدل ہوتی ہے، اس کی صبح کو طلوع ہونے والا سورج زیادہ تیز نہیں ہوتا، وغیرہ۔ واللہ اعلم، بہر حال اس رات

میں اللہ کی مفت غفاری کے حوالے سے اللہ سے معافی کی درخواست کی جائے۔

۲۱۵۔ بابُ فَضْلِ السَّوَاكِ وَخِصَالِ ۲۱۵۔ مسواک کی فضیلت اور فطری چیزوں الفِطْرَةِ کا بیان

۱۱۹۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ / ۱۱۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَفَسَ فِيهِمْ، لَمَرَّتْهُمْ أَسْقَى عَلَى أُمَّتِي - أَوْ عَلَى النَّاسِ - لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. یَقِینًا انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔
(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب السواک يوم الجمعة - وصحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب السواک۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کو پسند فرماتے تھے، تاہم آپ نے اسے واجب اس لئے نہیں فرمایا کہ اس سے لوگوں کو مشقت ہوگی۔ اس سے واضح ہے کہ آپ اپنی امت کے لئے غایت درجے شفیق اور مہربان تھے، نیز یہ کہ مسواک نہایت پسندیدہ امر ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ مسواک کرنے کو اپنا معمول بنائے اور ہو سکے تو ہر نماز سے پہلے مسواک ضرور کرے۔

۱۱۹۸۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ / ۱۱۹۸۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا قَامَ مِنَ النَّوْمِ يَتَوَضَّأُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. مبارک مسواک کے ذریعے سے خوب صاف کرتے۔
«الشَّوْصُ»: الدَّلْكُ. (بخاری و مسلم)

الشَّوْصُ کے معنی ہیں۔ ملنا، صاف کرنا۔

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم۔

فوائد: انسان جب سو کر اٹھتا ہے تو اس کے منہ کا ذائقہ بدبو کی وجہ سے بدلا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے نبی ﷺ رات کو بیدار ہونے کے بعد خوب مسواک فرماتے تھے، ہمیں بھی اس سنت نبوی کو اپنا معمول بنانا چاہئے۔

۱۱۹۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا / ۱۱۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم
قَالَتْ: كُنَّا نَعْدُو رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، سَوَاكُهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ کے لئے آپ کی مسواک اور وضوء کا
وَطَهْرُهُ، فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مَنْ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي. رَوَاهُ آپ کو بیدار کرنے کی ہوتی، آپ بیدار ہوتے تو
مُسْلِمٌ۔ مسواک اور وضوء کرتے اور نماز پڑھتے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب السواک۔

فوائد: اس میں نبی ﷺ کے اہتمام مسواک کے علاوہ انواعِ مطہرات کے کردار کا بھی بیان ہے کہ وہ کس طرح آپ کے مزاج و طبیعت کے مطابق آپ کی ضروریات کا خیال رکھتی تھیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۰۰ - وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۴ / ۱۳۰۰ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ اللَّهُ ﷺ نِيَّةً فِي الْمَسْأَلَةِ» فِي السَّوَاكِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. میں بہت تاکید کی ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب السواک يوم الجمعة.

۱۲۰۱ - وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ ۵ / ۱۴۰۱ - حضرت شریح بن ہانی بیان کرتے ہیں کہ میں قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: يَا نَبِيَّ ﷺ نِيَّةً فِي الْمَسْأَلَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ جب نبی ﷺ گھر تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا، 'مسواک فرماتے تھے۔' (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب السواک.

۱۲۰۲ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى ۶ / ۱۴۰۲ - حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت الْأَشْعَرِيُّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ فِي الْمَسْأَلَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (تو دیکھا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَطَرَفُ السَّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ. (بخاری و مسلم، الفاظ مسلم کے ہیں)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب السواک - و صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب السواک.

۱۲۰۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «السَّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْصُودَةٌ لِلرَّبِّ» رَوَاهُ النَّسَائِيُّ، وَابْنُ خُرَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ بِأَسَانِيدٍ صَحِيحَةٍ. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، 'مسواک منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضا کا ذریعہ ہے۔' (نسائی، ابن خریمہ نے اسے صحیح سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے)

تخریج: سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب الترغيب في السواک - و صحیح ابن خزيمة - و صحیح بخاری، کتاب الصیام تعلیقاً.

فوائد: مطہرۃ طہارت کا سبب اور ذریعہ۔ مطہرۃ (میم کے نیچے زیر) کے معنی ہیں آلہ تطہیر۔ گویا ایک طرف منہ کی صفائی اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف رضائے رب کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔

۱۲۰۴ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «الْفِطْرَةُ خَمْسٌ - أَوْ: خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ» - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، 'فطری چیزیں پانچ ہیں یا (فرمایا) پانچ چیزیں فطری ہیں۔' فتنہ کرنا، زیر ناف کے بال صاف کرنا، ناخن

الْبَحْتَانِ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيمُ الْأَطْفَارِ، تَرَشُّا، بَعْضُ كَيْفِ الْاَكْثَرِ اَوَّلُ مَوْجِئِهِ كُنُوتًا.
وَنَتَفُ الْاِبْطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ مُتَّفَقٌ (بخاری و مسلم)
عَلَيْهِ. الْاِسْتِحْدَادُ: حَلَقُ الْعَانَةِ، وَهُوَ
مَوْجِئُهُ اَوَّلُ الْفَرْجِ. اَلَا تَرَى اَنَّهُ يَكُونُ اَوَّلُ الْاَكْثَرِ اَوَّلُ مَوْجِئِهِ كُنُوتًا.
مَوْجِئُهُ اَوَّلُ الْفَرْجِ. اَلَا تَرَى اَنَّهُ يَكُونُ اَوَّلُ الْاَكْثَرِ اَوَّلُ مَوْجِئِهِ كُنُوتًا.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب قص الشارب - وصحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة.

فوائد: فطرت کے لغوی معنی ہیں 'ابتداء اختراع (گھڑنا) یا ایسی چیز بنانا جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو۔ لیکن یہاں مراد وہ جبلت یعنی مزاج و طبیعت ہے جس پر انسان کی ولادت ہوئی ہے۔ بعض نے اس کی تشریف اس طرح کی ہے، وہ قدیم طریقہ جسے انبیاء نے پسند فرمایا تھا اور تمام قدیم شریعتیں اس پر متفق رہیں گویا کہ وہ پیدائشی معاملہ ہے۔ بہر حال مذکورہ پانچوں خصلتوں پر اس طرح عمل کرنا چاہئے، جیسے یہ انسان کی فطرت اور خیر کا حصہ ہیں علاوہ ازیں طہارت و نظافت کے اعتبار سے ان کی بڑی اہمیت ہے۔

۱۲۰۵ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۹ / ۱۳۰۵ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول
قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللَّحْيَةِ، وَالسَّوَالِكِ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَطْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَحَلَقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ» قَالَ الرَّاوي: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةُ؛ قَالَ وَكَيْفَ - وَهُوَ أَحَدُ رَوَاتِهِ -: اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ؛ يَغْنِي: الْاِسْتِنْجَاءَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. «الْبَرَاجِمُ» بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالْجِيمِ، وَهِيَ: عُقْدُ الْأَصَابِعِ، وَإِعْفَاءُ اللَّحْيَةِ مَعْنَاهُ: لَا يَقْصُ مِنْهَا شَيْئًا.

۱۳۰۵ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول
قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللَّحْيَةِ، وَالسَّوَالِكِ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَطْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَحَلَقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ» قَالَ الرَّاوي: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةُ؛ قَالَ وَكَيْفَ - وَهُوَ أَحَدُ رَوَاتِهِ -: اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ؛ يَغْنِي: الْاِسْتِنْجَاءَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. «الْبَرَاجِمُ» بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالْجِيمِ، وَهِيَ: عُقْدُ الْأَصَابِعِ، وَإِعْفَاءُ اللَّحْيَةِ مَعْنَاهُ: لَا يَقْصُ مِنْهَا شَيْئًا.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة.

فوائد: اس میں خصال فطرت دس بیان کئے گئے ہیں۔ بعض علماء نے کہا ہے، اس میں دسویں چیز ختنہ کرنا ہے۔ واللہ اعلم بہر حال اس سے ان دس چیزوں کی اہمیت اور ان کے التزام کی تاکید واضح ہے۔ ان میں پہلی چیز مونچھیں کٹوانا ہے یہ سنت ہے اور اس سے مراد لبوں کے بڑھے ہوئے بالوں کو کاٹنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ بڑی اور لمبی مونچھیں ناپسندیدہ ہیں۔ (۲) داڑھی رکھنا جمہور علماء کے نزدیک واجب ہے اور اس کی کوئی متعین مقدار نہیں ہے۔ جیسے بعض علماء حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے استدلال کرتے ہوئے ایک قبضہ (مٹھی) کے برابر مقدار کو

ضروری اور اس سے زائد کو کھانا جائز سمجھتے ہیں۔ یا ایک ضعیف روایت کی بنیاد پر طول و عرض سے کٹنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ مسلک صحیح نہیں ہے۔ محکمین کی روایات میں اس کے لئے نبی کریم ﷺ نے پانچ الفاظ استعمال فرمائے ہیں، 'اعفوا'، 'اوفوا'، 'ارحوا'، 'ارجوا' اور 'فروا'، ان سب کے معنی ایک ہی ہیں کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اس لئے سوائے استثنائی صورتوں کے ہر شخص کے لئے یہی حکم ہے کہ پوری داڑھی رکھے، طول و عرض سے بال کٹے اور نہ اسے ایک مٹھی کے مطابق کرے۔ (۳، ۴) مسواک، کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا، غسل اور وضوء میں مطلوب ہے۔ استنشاق کا مطلب زور سے ناک کے اندر پانی کھینچنا ہے جیسے زور سے خوشبو سوگھنا ہے۔ بجز روزے کی حالت کے، وضوء میں استنشاق کی تاکید ہے۔ (۵) صفائی کے نقطہ نظر سے ناخنوں کا تراشنا بھی ضروری ہے، ورنہ ناخنوں کے ذریعے سے میل کچیل اندر جائے گا۔ آج کل مردوں میں بالعموم اور عورتوں میں بالخصوص فیشن کے طور پر وحشی جانوروں اور درندوں کی طرح ناخن بڑھانے کا رواج ہے جو فطرت کے بھی خلاف ہے اور درندگی و بہیشت کی بھی علامت ہے۔ اعاذنا اللہ منہ (۶) انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا بھی صفائی کے لئے ضروری ہے۔ (۷، ۸) بغل اور زیر ناف کے بال صاف کرنا بھی صفائی کا ایک حصہ ہے اور اس میں زیادہ تاخیر ناپسندیدہ ہے۔ ایک حدیث کی رو سے چالیس دن سے زیادہ اس میں تاخیر کرنا سخت مکروہ ہے۔ (۹) استنجاء، طہارت حاصل کرنے کے لئے واجب ہے، کیونکہ طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یہ ڈھیلوں سے بھی جائز ہے، ڈھیلے طاق ہونے چاہئیں، مثلاً ۳، ۵، ۷ اس کے بعد پانی کا استعمال بھی کر لیا جائے تو بہت بہتر ہے اور صرف پانی سے بھی استنجاء جائز ہے۔ (۱۰) قنہ کرنا بھی قدیم سنت ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک یہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک یہ ساتویں دن مستحب ہے۔ بہر حال بعد میں بھی جائز ہے۔

۱۲۰۶ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللَّحَى» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب إعفاء اللحى - وصحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة.

فوائد: احفوا کے معنی ہیں، کٹنے میں مبالغہ کرو۔ اس لئے بڑی اور لمبی مونچھیں رکھنا اس کے خلاف ہو گا۔ اعفوا کے معنی اس سے پہلے بیان کئے جا چکے ہیں کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اس میں قطع و برید نہ کرو۔

۲۱۶ - بَابُ تَأْجِيدِ وَجُوبِ الزَّكَاةِ - زکوٰۃ کے فرض ہونے کی تاکید، اس کی فضیلت اور اس سے متعلق مسائل کا وِيَكُنْ فَضْلُهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

بیان

وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ﴾ [البقرة: ۴۳]. وَقَالَ - (سورة بقرہ، ۴۳) -

تَعَالَى: ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ﴾ [البينة: ٥]۔ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ [التوبة: ١٠٣]۔
 اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: انہیں اسی بات کا حکم دیا گیا کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اس کے لئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے، اس کی طرف یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، یہی ہے سیدھا دین۔ (سورہ) بینہ، (۵)

نیز فرمایا۔ ان کے مالوں سے زکوٰۃ وصول کریں، انہیں پاک کریں اور اس کے ذریعے سے ان کا تزکیہ کریں۔ (توبہ، ۱۰۳)

فوائد آیات: ان آیات سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ زکوٰۃ اور نماز کا آپس میں نہایت گہرا تعلق ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں اکثر مقامات پر ان دونوں کا ذکر ایک ساتھ کیا گیا ہے۔ دوسرا یہ کہ زکوٰۃ انسان کے اخلاق اور مال کی تطہیر کا ذریعہ ہے۔

۱۲۰۷۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ»
 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) بیت اللہ کا حج کرنا (اگر استطاعت ہو) اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب دعاؤکم إیمانکم - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان أركان الإسلام۔

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب الامر بالمحافظة على الصلوات المكتوبات، رقم ۲ / ۱۰۵ میں گزر چکی ہے، یہاں دوبارہ یہ واضح کرنے کے لئے لائے ہیں کہ زکوٰۃ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہے۔ یہ زکوٰۃ ایسے شخص پر عائد ہوتی ہے جس کے پاس کم از کم ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے برابر نقد رقم اپنی ضرورت سے زائد موجود ہو اور اس پر ایک سال گزر گیا ہو۔ یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اس سے زائد سونا ہو۔ اس کی قیمت لگوا کر اس میں ڈھائی فی صد روپے کے حساب سے زکوٰۃ ادا کریں۔ یہ فرض اور حد درجہ ضروری ہے۔

۱۲۰۸۔ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، ۲ / ۱۳۰۸۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اہل نجد میں سے ایک آدمی آیا جس کے سر کے بال پرانہ تھے، ہم اس کی

نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ، وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ،
حَتَّى دَنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ
عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ» قَالَ:
هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ
تَطُوعٌ» فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَصِيَامٌ شَهْرَ
رَمَضَانَ» قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: «لَا،
إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ». قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الزَّكَاةَ فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ
غَيْرُهَا؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ» فَأَذْبَرَ
الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا
وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ؛ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ» مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

فوائد: اس میں چند اہم فرائض اسلام کا بیان ہے اور نفلی عبادات کی بھی اصل حیثیت واضح کر دی گئی ہے۔ (۲) اس میں ایمان کے ساتھ عمل کو بیان کر کے واضح کر دیا کہ ایمان اور عمل کا چونی دامن کا ساتھ ہے۔ ایمان کے بغیر عمل کی کوئی اہمیت نہیں، اسی طرح عمل کے بغیر ایمان مفید اور بار آور نہیں۔ (۳) اس میں دعوت و تبلیغ کے پر حکمت اسلوب کی بھی نشاندہی ملتی ہے اور وہ یہ کہ عام لوگوں کو پہلے اسلام کے فرائض کی تعلیم دی جائے اور پھر بتدریج انہیں سنن و مستحبات کی پابندی کی بھی تاکید کی جائے۔ یعنی آہستہ آہستہ بوجھ ڈالا جائے، یہ زیادہ مفید ہوتا ہے۔

۱۲۰۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: « اذْعُمُهُمْ

۳/ ۱۲۰۹ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا، تو فرمایا، انہیں (سب سے پہلے) اس

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين...

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب المحافظة علی الصلوات المکتوبات رقم ۴/۱۰۷۷ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اسے زکوٰۃ کی اہمیت کے واضح کرنے کے لئے ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ علاقے کے اغنیاء سے لے کر اسی علاقے کے فقراء اور دیگر ضرورت مندوں پر خرچ کی جائے اور اگر اس سے کچھ رقم بچ جائے تو پھر دوسرے علاقوں کے ضرورت مندوں کے لئے بھیجی جاسکتی ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کی رقم صرف فقراء مسلمین ہی پر خرچ کی جائے گی، دیگر مذہب والوں پر نہیں۔ تاہم زکوٰۃ کے علاوہ ان کے ضرورت مندوں پر صدقہ و خیرات کیا جاسکتا ہے۔ اس میں بھی دعوت و تبلیغ کے حکیمانہ اسلوب کو خوب واضح کیا گیا ہے۔

۱۲۱۰۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ...﴾ - صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا...

فوائد: مگر اسلام کے حق کی وجہ سے، کا مطلب یہ ہے کہ اگر قبول اسلام کے بعد کسی نے کوئی ایسا جرم کیا جو قابل حد ہے، تو وہ حد اس پر ضرور نافذ ہوگی، مثلاً چوری کی تو قطعید کی، زنا کیا تو سو کوڑوں یا رجم کی، کسی کو ناحق قتل کیا تو قصاص میں قتل کی سزا دی جائے گی اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے، کا مطلب ہے، اگر وہ قبول اسلام

میں مخلص نہیں ہوں گے بلکہ منافقانہ طور پر اسلام کا اظہار کریں گے یا قابل حد جرم کا ارتکاب کیا، لیکن اسلامی عدالت اور افران مجاز کے علم میں نہیں آسکا، تو ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے یعنی آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی ان کا فیصلہ فرمائے گا۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ دنیا میں جب تک کفر موجود ہے، اس کے خاتمے کے لئے جہاد بھی ضروری ہے اور جب تک تمام کافر اسلام قبول کرنے کا اعلان نہیں کر دیتے اور شعائر اسلام کی پابندی اختیار نہیں کر لیتے، مسلمانوں پر ان کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے۔

۱۲۱۱ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوْفِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَهَا، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ»؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللَّهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ. وَاللَّهِ! لَوْ مَنَعَنِي عَقْلًا كَانُوا يُؤْذُونَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهِ. قَالَ عُمَرُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَوَاللَّهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵ / ۱۲۱۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور عرب کے بعض قبیلے کافر (مرتد) ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ابو بکر رضی اللہ عنہ سے) کہا۔ آپ کیسے لوگوں سے لڑیں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ اللہ کی توحید کا اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کر لیں۔ جس نے یہ اقرار کر لیا، اس نے اپنے مال اور اپنی جان کو سوائے حق اسلام کے، مجھ سے محفوظ کر لیا، اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے“ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کریں گے، اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم، اگر یہ وہ اونٹ باندھنے والی رسی بھی، جو وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے، مجھ سے روکیں گے تو اس کے روکنے پر میں ان سے جہاد کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ کی قسم، زیادہ دیر نہیں ہوئی، مگر مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کے لئے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے اور میں نے جان لیا کہ یہی (ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے) حق ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الأمر بقتال الناس...

فوائد: اس میں جہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کمال عزیمت، دینی استقامت اور فقہی بصیرت کا بیان ہے، وہاں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر بھی تارک صلوٰۃ کی طرح کافر ہے۔ حضرت ابو بکر

مدینہ کے اس موقف سے بالآخر تمام صحابہ کرامؓ نے بھی اتفاق فرمایا، یوں مانعین زکوٰۃ سے جہاد کرنے پر تمام صحابہ کا اجماع پایا گیا جو ایک حجت شرعیہ ہے۔

۱۲۱۲ - وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، قَالَ: «تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶ / ۱۲۱۲ - حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا، مجھے ایسا عمل بتلائے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ آپ نے فرمایا، ایک اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر اور صلہ رحمی کر۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان الذی یدخل بہ الجنة.

فوائد: نماز و زکوٰۃ جیسے فرائض اسلام کے ساتھ صلہ رحمی کے ذکر سے واضح ہے کہ اسلام میں صلہ رحمی کی بھی کتنی اہمیت ہے۔ صلہ رحمی کا مطلب ہے، رشتے داروں کے ساتھ ہر حال میں حسن سلوک کرنا، ان سے تعلقات قائم رکھنا اور رشتے داروں کے تقاضوں کو نبھانا۔ حتیٰ کہ رشتے دار بدسلوکی کریں تب بھی صلہ رحمی کرنے کی تاکید ہے۔

۱۲۱۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ، دَخَلْتُ الْجَنَّةَ. قَالَ: «تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ» قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا. فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷ / ۱۲۱۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی (دیسائی) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ایسے عمل کی طرف میری رہنمائی فرمائیں، جب میں وہ کروں تو جنت میں چلا جاؤں۔ آپ نے فرمایا، اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا، نماز قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں اس پر کوئی اضافہ نہیں کروں گا، پس جب وہ دیسائی پیٹھ پھیر کر چلا تو نبی ﷺ نے فرمایا، جسے کوئی جنتی دیکھنا پسند ہو تو وہ اس کو دیکھ لے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان الذی یدخل بہ الجنة . . .

فوائد: یہ اعرابی نو مسلم تھا، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے چند ضروری فرائض ہی اسے بتلائے، تاکہ وہ زیادہ باتوں سے گرائی محسوس نہ کرے۔ (۲) اس کے جذبہ اطاعت کو دیکھ کر آپ نے اسے جنتی قرار دیا۔ اس لئے کہ

مطہرات کو بھی جنت کی خوش خبری دی۔ **مُحَمَّد**

بیعت کی۔ (بخاری و مسلم)

كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة.

سے ثابت ہیں اور صوفیاء اور پیروں کے حلقوں میں جو بیعت کا سلسلہ رائج ہے یہ قرون خیر کے بعد کی ایجاد ہے۔

١٢١٥ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ

گیا، اے اللہ کے رسول! اونٹوں (کی زکوٰۃ) کا معاملہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اونٹوں کا جو مالک ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرے گا اور اس کا (ایک) حق یہ بھی ہے کہ پانی پلانے کی باری والے روز ان کا دودھ ضرورت مندوں کے لئے دوا جائے (یہ بھی وہ نہ کرے) تو جب قیامت کا دن ہو گا تو ان کے مالک کو ایک چٹیل میدان میں ان اونٹوں کے سامنے منہ یا پیٹھ کے بل گرا دیا جائے گا۔ یہ اونٹ اس وقت اتنے موٹے ہوں گے جو وہ زیادہ سے زیادہ دنیا میں موٹے رہے تھے، ان میں سے وہ ایک بچے کو بھی گم نہیں پائے گا، وہ اسے اپنے کھروں سے روندیں گے اور اپنے مومنوں سے کاٹیں گے، جب اس کا پہلا اونٹ گزر چکے گا تو اس پر اس کا آخری اونٹ پھر لوٹا دیا جائے گا (یعنی اول سے آخر تک سب بار بار اسے روندتے اور کاٹتے گزریں گے) اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی، یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے، پس وہ اپنا راستہ جنت کی طرف یا جہنم کی طرف دیکھے گا۔ عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول! پس گایوں اور بکریوں کا مسئلہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، جو بھی گایوں اور بکریوں کا مالک ہے، وہ ان میں ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا، مگر جب قیامت کا دن ہو گا تو اسے ان کی وجہ سے منہ یا پیٹھ کے بل چٹیل میدان میں گرا دیا جائے گا، ان میں سے وہ کسی کو گم نہیں پائے گا (اسی طرح) ان میں کوئی بکری یا گائے مڑے ہوئے سیٹگوں والی ہوگی، نہ بغیر سیٹنگ کے اور نہ کوئی ٹوٹے ہوئے سیٹگوں والی (اس قسم کی بکریوں کی ضرب شدید نہیں ہوتی) یہ اسے اپنے سیٹگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی، جب اس پر اس کی پہلی بکری یا گائے گزر چکے گی تو اس پر اس کی آخری بکری یا گائے لوٹا دی جائے گی (یعنی بار بار اسے سیٹگوں سے

يَوْمَ وَزَّيْهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَطَحَ لَهَا بِقَاعِ قَرْقَرٍ أَوْ فَرَّ مَا كَانَتْ، لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا، تَطَوُّهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَعَضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا، كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا، رُدَّ عَلَيْهِ أَخْرَاهَا، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَاؤُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يَقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيُرَى سَبِيلُهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ. قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ؟ قَالَ: «وَلَا صَاحِبَ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَطْحَ لَهَا بِقَاعِ قَرْقَرٍ، لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا، لَيْسَ فِيهَا عَفْصَاءٌ، وَلَا جَلْحَاءٌ، وَلَا عُصَبَاءٌ، تَنْطَحُّهُ بِقُرُونِهَا، وَتَطَوُّهُ بِأُظْلَافِهَا، كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا، رُدَّ عَلَيْهِ أَخْرَاهَا، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَاؤُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يَقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيُرَى سَبِيلُهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ. قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَالْخَيْلُ؟ قَالَ: «الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وَزَرٌّ، وَهِيَ لِرَجُلٍ سِنْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ وَزَرٌّ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَفَخْرًا وَنِوَاءً عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَهِيَ لَهُ وَزَرٌّ، وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِنْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي ظُهُورِهَا، وَلَا رِقَابِهَا، فَهِيَ لَهُ سِنْرٌ، وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ، أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذَلِكَ الْمَرْجِ أَوْ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كَتَبَ لَهُ عَدَدَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٍ، وَكَتَبَ لَهُ عَدَدَ أَرْوَائِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٍ، وَلَا تَقْطَعُ طَوْلُهَا فَاسْتَنْتَ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ

مارتے اور پیروں سے روندتے ہوئے گزریں گی، ایک مرتبہ گزر جانے پر دوبارہ سہ بارہ گزریں گی اور اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی، (یہ عمل دہرایا جاتا رہے گا) یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔ پس وہ اپنا راستہ جنت کی طرف یا جہنم کی طرف دیکھے۔ آپ سے سوال کیا گیا، اے اللہ کے رسول، گھوڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا، گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو آدمی کے لئے بوجھ (گناہ کا باعث) ہیں۔ دوسرے، وہ جو آدمی کے لئے (نقد و فائدہ سے) پردہ ہیں، یہ وہ ہیں جنہیں کوئی آدمی اللہ کی راہ میں (یعنی سوال کی ذلت سے بچنے کے لئے) باندھے (پالے) پھر وہ ان کی پشتوں اور گردنوں میں اللہ کا حق نہ بھولے (یعنی کسی ضرورت مند کو اس پر سوار کرنے سے یا عاریتاً دینے سے انکار نہ کرے) تو یہ گھوڑے اس کے لئے پردہ ہیں (جن سے وہ اپنی ضروریات کا انتظام کر لیتا ہے اور لوگوں کے سامنے اس کی غربت و مسکینی بے نقاب نہیں ہوتی) اور لیکن وہ گھوڑے جو آدمی کے لئے اجر (کا باعث) ہیں، یہ وہ ہیں جنہیں کوئی آدمی اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے اہل اسلام کی خاطر کسی چراگاہ یا باغ میں باندھے۔ پس یہ گھوڑے اس چراگاہ یا باغ میں سے جو کچھ کھائیں گے تو اس کے لئے ان کی کھائی ہوئی گھاس کی تعداد کے مطابق نیکیاں لکھی جائیں گی اور ان کی لید اور پیشاب کی تعداد کے مطابق بھی نیکیاں لکھی جائیں گی (حتیٰ کہ) کوئی گھوڑا اپنی رسی تڑوا کر ایک ٹیلے یا دو ٹیلوں پر چڑھتا اور کودتا پھرے تو اس حالت کے دوران بھی وہ جتنے قدم چلتا اور لید پیشاب کرتا ہے، ان کی تعداد کے مطابق بھی اللہ تعالیٰ اس کے لئے نیکیاں لکھ دیتا ہے اور گھوڑے کا مالک جب اس کو لے کر کسی نہر پر سے گزرے جس سے

إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عِدَّةَ أَثَارِهَا، وَأَزْوَائِهَا حَسَنَاتٍ، وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلَى نَهْرٍ، فَشَرِبَتْ مِنْهُ، وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عِدَّةَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ. قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَالْحُمْرُ؟ قَالَ: «مَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فِي الْحُمْرِ شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْأَبَةُ الْفَاسِدَةُ الْجَامِعَةُ: ﴿۷﴾ فَمَنْ يَتَمَلَّ وَشَقَالَ دَرَوُ خَيْرًا يَرَهُ ﴿۸﴾ وَمَنْ يَتَمَلَّ وَشَقَالَ دَرَوُ شَرًّا يَرَهُ ﴿۹﴾ [الزَّلْزَلَةُ: ۷، ۸، ۹]. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

وہ گھوڑا پانی پئے، حالانکہ مالک اسے پانی پلانے کا ارادہ نہ کرے، (تو بھی) اللہ تعالیٰ اس کے پئے ہوئے گھونٹوں کے برابر اس کو نیکیاں عطا فرمائے گا۔ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ، گدھوں کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا، مجھ پر گدھوں کے بارے میں اس مخصوص اور جامع آیت کے سوا اور کچھ نازل نہیں کیا گیا۔ ”جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا (قیامت والے دن) وہ اسے دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا، اسے دیکھ لے گا (سورہ زلزال، ۷، ۸) (بخاری و مسلم۔ الفاظ مسلم کے ہیں)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب إثم مانع الزکاة (مختصراً) - وصحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب إثم مانع الزکاة۔

فوائد: اس حدیث میں اونٹوں کا ایک حق یہ بیان کیا گیا ہے کہ پانی پینے کی باری والے دن کسی ضرورت مند کو ان کا دودھ دودھ کر دے دیا جائے۔ اس کی بابت بعض علماء نے تو یہ کہا ہے کہ یہ زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ اس وقت ان کا یہی حق تھا، جس کی ادائیگی کا حکم دیا گیا اور بعض کے نزدیک یہ زکوٰۃ کے علاوہ صدقہ خیرات کی تاکید ہے، اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ انسان کے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے، اس میں کوتاہی بھی قابلِ تعزیر ہے۔ بعض کے نزدیک یہ حلب (دودھ) دودھ کر ضرورت مند کو دینا اس وقت حق واجب ہے جب کوئی مضطر اور لاچار آدمی انسان کے علم میں آجائے، ورنہ عام حالات میں یہ مکارمِ اخلاق کے باب میں سے ہے۔ اس حدیث کو اسی تیسری صورت پر محمول کیا جائے گا (تفصیل کے لئے دیکھئے مرعاۃ ج ۳، ص ۶۵، مطبع قدیم)

پس وہ اپنا راستہ جنت یا جہنم کی طرف دیکھے۔ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ میدانِ محشر کا واقعہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والے کو یہ سزا جنت یا جہنم میں جانے سے پہلے دی جائے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی مومن کے لئے یہی سزا کافی سمجھے گا، تو اس کے بعد اسے جنت میں، ورنہ پھر جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔ مومن ہو گا تو بالآخر جہنم کی سزا بھگت کر جنت میں آجائے گا اور کافر ہو گا تو جہنم کی یہ سزا اس کے لئے دائی ہو گی۔

جب اس کا پہلا اونٹ گزر چکے گا تو اس پر اس کے آخری اونٹ کو پھر لوٹا دیا جائے گا، کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ دوسرے چکر میں آخری اونٹ کو انتہاء سے دوبارہ اس کے اوپر سے پہلے گزارا جائے گا۔ یعنی دوسری مرتبہ گزرنے کی ابتداء آخری اونٹ سے ہو گی اور یہ چکر اس طرح چلتا رہے گا اور بعض کہتے ہیں کہ ان الفاظ میں تغیر و تصحیف ہے اور صحیح عبارت اس طرح ہے، جب اس پر آخری اونٹ گزر چکے گا تو پہلے کو پھر اس پر لوٹا دیا جائے گا۔ کلمہ امر علیہ اخرہ اراہ رد علیہ اولہا۔ اس طرح کلام زیادہ منظم اور واضح رہتا ہے اور

بعض روایات میں اس طرح بیان بھی ہوا ہے، (مرعاۃ، صفحہ مذکور) واللہ اعلم
اس میں گھوڑوں کے ضمن میں دو مرتبہ فی سبیل اللہ کے الفاظ آئے ہیں۔ پہلے فی سبیل اللہ، کا مفہوم نیت
صالحہ ہے یعنی گھوڑے پالنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے اپنی انسانی ضروریات پوری کروں گا تاکہ کسی
کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا پڑے اور دوسرے فی سبیل اللہ کا مفہوم، جہاد ہے۔ یعنی اللہ کی راہ میں جہاد
کرنے کی نیت سے گھوڑے پالے۔ اس نیت سے گھوڑے پالنا باعث اجر ہے، جب کہ پہلی نیت کی رو سے
گھوڑے رکھنا پردہ پوشی کا ذریعہ ہے۔ اس حدیث میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سزا بیان کی گئی ہے کہ انہی اموال
کے ساتھ ان کو عذاب دیا جائے گا جن میں سے وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ اَعَاذَنَا اللہ مِنْهُ۔

۲۱۷۔ بَابُ وَجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ
وَبَيَانِ فَضْلِ الصَّيَّامِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ
۲۱۷۔ رمضان کے روزوں کے فرض
ہونے، ان کی فضیلت اور ان سے متعلقہ

دیگر احکام کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! تم پر روزے
اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر
کئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول تک۔۔ رمضان کا
مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا، یہ لوگوں
کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے اور ہدایت اور حق و باطل
کے درمیان تمیز کرنے والے دلائل ہیں، پس جو شخص
اس مہینہ کو پالے، اس کو چاہئے کہ وہ اس کے روزے
رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں
گنتی پوری کرنا ہے (البقرہ، ۱۸۳-۱۸۵)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ إِلَىٰ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿شَهْرُ
رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى
لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ مَن
شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَن كَانَ
مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَشْهُارٍ
أُخَرٍ ۖ ۝ الْآيَةُ [البقرة: ۱۸۳]۔ وَأَمَّا
الْأَحَادِيثُ فَقَدْ تَقَدَّمتْ فِي الْبَابِ الَّذِي
قَبْلَهُ.

فائدہ آیات: روزوں کی فرضیت کے باب میں پچھلے امتوں کا حوالہ امت محمدیہ کی آسانی اور شفقت کے پیش نظر
دیا گیا ہے تاکہ وہ اس میں کوئی گرائی اور مشکل محسوس نہ کرے۔ کیونکہ انسان کے لئے وہ عمل آسان ہو جاتا
ہے جب اس کے علم میں یہ بات آتی ہے کہ اسے تو مجھ سے پہلے بھی بہت سے لوگ کرتے آرہے ہیں۔ تاہم یہ
بات ضرور ہے کہ ان کے روزوں کی مقدار اور ان کے لئے کون سے مخصوص ایام تھے؟ اس کا ہمیں علم نہیں،
اس لئے یہاں تشبیہ صرف روزہ رکھنے میں ہے نہ کہ اس کی مقدار اور زمانے میں۔ رمضان المبارک میں
قرآن کے نزول کا مطلب یا تو یہ ہے کہ اس کا آغاز رمضان المبارک میں ہوا، یا یہ کہ پورا کا پورا قرآن لوح محفوظ
سے آسمان دنیا (بیت العزۃ) پر اتار دیا گیا، پھر وہاں سے وقتاً فوقتاً اترتا رہا۔ صیام، صام، یصوم کا مصدر بھی ہو سکتا
ہے، اس وقت معنی ہوں گے، روزہ رکھنے کا حکم فرض کیا گیا۔ دوسرے، یہ جمع کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے، بمعنی
روزے۔ اب احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۱۲۱۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّيَّامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ. وَالصَّيَّامُ جُنَّةٌ؛ فَإِذَا كَانَ يَوْمٌ صَوْمٍ أَحَدِكُمْ فَلَا يَزِفْتُ وَلَا يَضْحَبُ، فَإِنْ سَأَتْهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ» متفقٌ عليه. وهذا لفظ رواية البخاري. وفي رواية له: «يَتَرَكُ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ، وَشَهْوَتَهُ، مِنْ أَجْلِ الصَّيَّامِ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَثْنَالِهَا». وفي رواية لمسلم: «كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ: الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَثْنَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ: يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ. وَلَخُلُوفٌ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ».

الفاظ بخاری کی روایت کے ہیں اور اسی بخاری کی ایک اور روایت میں ہے۔ یہ اپنا کھانا پینا اور اپنی جنسی خواہش میرے لئے چھوڑتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور (باقی ہر) نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں ہے۔ کہ ہر انسان کے (نیک) عمل کو دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مگر روزے کا معاملہ دیگر نیکیوں سے مختلف ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، میری وجہ سے ہی وہ اپنا کھانا پینا چھوڑتا ہے۔ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اس کے انظار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت اور یقیناً اس کے منہ کی بو اللہ کے

نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب وجوب صوم رمضان - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام۔

فوائد: غلوف سے مراد روزے دار کے منہ کی وہ بو ہے جو سارا دن بھوکا پیاسا رہنے کی وجہ سے اس کے منہ سے آتی ہے۔ اس میں جہاں روزے کی خصوصی فضیلت کا بیان ہے، وہاں روزے کی اصل حقیقت کی وضاحت بھی ہے کہ اس کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ طعام و شراب اور شہوت کو ترک کر دیا جائے بلکہ یہ ضروری ہے کہ تمام لغویات اور قباح (بری باتوں) سے اجتناب اور تمام خوبیوں سے اپنے کو آراستہ کیا جائے۔

۱۲۱۷ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللَّهِ! هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنَ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنَ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنَ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنَ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنَ بَابِ الرِّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنَ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ» قَالَ أَبُو بَكْرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَا أَبَايَ أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فِهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ وَأَزْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ» متفقٌ عليه۔

۱۲۱۷ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا، اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا، اے اللہ کے بندے! یہ (دروازہ) بہتر ہے۔ پس جو شخص نمازیوں میں سے ہو گا اسے باب الصلوٰۃ (نمازیوں کے مخصوص دروازے) سے پکارا جائے گا، جو جہاد کرنے والوں میں سے ہو گا، اسے باب الجہاد سے پکارا جائے گا، جو روزہ رکھنے والوں میں سے ہو گا، اسے باب الریان سے پکارا جائے گا اور جو صدقہ کرنے والوں میں سے ہو گا اسے باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، جس کو ان دروازوں میں سے (کسی ایک دروازہ سے) پکارا جائے گا، اس کے لئے کوئی نقصان اور خسارہ نہیں (کیونکہ مقصود جنت میں داخلہ ہے) لیکن کیا کوئی ایسا شخص بھی ہو گا جس کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ نے فرمایا، ہاں اور مجھے امید ہے کہ تو بھی ان ہی میں سے ہو گا۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین - وصحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب من جمع الصدقة وأعمال البر۔

فوائد: جوڑے سے مراد، دو کی تعداد ہے۔ یعنی دو گھوڑے، دو بکرے، دو گائے، دو اونٹ اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور بعض کے نزدیک یہ زوجیت ہر عمل خیر میں ہو سکتی ہے، جیسے دو نمازیں، دو روزے، وغیرہ ما علی

من دعی..... کے معنی ابن بطال نے یہ کئے ہیں۔ ان من لم یکن الا من اهل حصلة واحدة ودعالها من بابها لاضرر علیہ لان الغایة المطلوبة دخول الجنة، ہم نے ترجمے میں اس مفہوم کو ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصی فضیلت اور منقبت کا بیان ہے۔ نیز جس شخص کے بارے میں یہ اندیشہ نہ ہو کہ یہ عجب میں مبتلا ہو جائے گا، اس کی تعریف اس کے منہ پر کرنی جائز ہے۔ علاوہ ازیں اس میں ایک کی بجائے دو چیزیں صدقہ کرنے یا اہل عمل خیر کرنے کی ترغیب ہے۔

۱۲۱۸ - وعن سهل بن سعد - حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: الرِّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ» متفق عليه.

۳ / ۱۲۱۸ - حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے، قیامت والے دن اس سے صرف روزے دار داخل ہوں گے، اس کے سوا اس سے کوئی داخل نہیں ہو گا۔ کہا جائے گا، روزے دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہوں گے (اور اس سے داخل ہو جائیں گے) ان کے سوا اس سے کوئی اور داخل نہیں ہو گا۔ جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا، پس کوئی اور اس سے داخل نہیں ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب الريان للصائمين - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام.

فوائد: اس میں روزے داروں کی خصوصی فضیلت کا بیان ہے۔ روزے داروں سے مراد وہ اہل ایمان ہیں جو رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ دیگر ایام میں کثرت سے نفلی روزے رکھتے ہیں۔ ورنہ رمضان کے روزے تو ہر مسلمان کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح اہل صلوة، اہل صدقہ اور اہل جہاد کا مفہوم ہے جن کا ذکر گزشتہ حدیث میں گزرا، ورنہ فرض نماز، فرض صدقہ وغیرہ فرائض میں تو سب مسلمان برابر ہیں۔

۱۲۱۹ - وعن أبي سعيد الخدري، حضرت ابو سعيد خدری رضی اللہ عنہ سے روایت رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا بَاعَدَ اللهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا» متفق عليه.

۴ / ۱۲۱۹ - حضرت ابو سعيد خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس ایک دن کے بدلے میں اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال دور کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسير، باب فضل الصوم في سبيل الله - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه.

فوائد: اللہ کی راہ میں سے مراد کفار سے جہاد کرتے وقت روزہ رکھنا ہے۔ یا اللہ کی اطاعت اور رضا کے لئے

مطلق روزہ رکھنا ہے۔ ستر سال سے مراد ستر سال کی مسافت ہے۔

۱۲۲۰ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» متفقٌ عليه.

۵ / ۱۲۲۰ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے (اللہ کی رضا کے لئے) رمضان کے روزے رکھے، تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من صام رمضان إيمانًا... - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام.

فوائد: گناہوں کی مغفرت سے مراد ان صغیرہ گناہوں کی مغفرت ہے جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔

۱۲۲۱ - وَعَنْهُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَتُحْتَفَلُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِقَتِ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ» متفقٌ عليه.

۶ / ۱۲۲۱ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب رمضان (کا مہینہ) آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان؟ - وصحيح مسلم، أول كتاب الصيام.

فوائد: یہ رمضان کی خصوصی فضیلت ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ رمضان میں اہل ایمان کا رجوع اللہ کی طرف زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اس میں تلاوت قرآن، ذکر و عبادت اور توبہ و استغفار کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔

۱۲۲۲ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَيْهِ، فَإِنْ غَبِيَ عَلَيْكُمْ، فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ» متفقٌ عليه وهذا لفظ البخاري.

۷ / ۱۲۲۲ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور (شوال کا) چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چھوڑ دو۔ اگر تم پر بادل چھا جائے (اور چاند نظر نہ آئے) تو شعبان کے تیس دنوں کی گنتی پوری کرو۔

وفي رواية مسلم: «فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا».

(بخاری و مسلم۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

اور مسلم کی روایت میں ہے۔ اگر تم پر بادل چھا جائے تو تیس دنوں کے روزے رکھو۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب قول النبي ﷺ إذا رأيتم الهلال فصوموا... - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال والفطر لرؤية

الہلال . . .

فوائد: غیبی اور غم لغت میں دونوں کے ایک ہی معنی ہیں بادلوں کا چھا جانا، مطلع کا ابر آلود ہونا، جس کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے۔ اس صورت میں حکم ہے کہ ۳۰ دنوں کی گنتی پوری کرو، ۲۹ شعبان کو رمضان کا چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزوں کا آغاز کیا جائے۔ اسی طرح ۲۹ رمضان کو شعبان (عید الفطر) کا چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ روزے پورے کر کے عید الفطر منائی جائے۔ گویا روزہ رکھنے اور چھوڑنے میں چاند کی رویت ضروری ہے، محض فلکی حساب کافی نہیں۔ علاوہ ازیں ہلال رمضان کی رویت کے لئے ایک معتبر گواہ اور ہلال شوال کے لئے دو معتبر گواہوں کی گواہی کافی ہے۔ اس نصاب شہادت سے رویت کا اثبات ہو جائے گا۔ ایک علاقے کی رویت دوسرے علاقے کے لوگوں کے لئے معتبر ہوگی یا نہیں؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے اور دونوں گروہوں کے استدلال کی بنیاد یہی حدیث ہے۔ جو گروہ یہ کہتا ہے کہ ایک علاقے کی رویت دوسرے علاقوں کے لئے بھی کافی ہے، وہ کہتا ہے صوموا، اور افطروا کے مخاطب تمام مسلمان ہیں۔ اس لئے ایک علاقے کے مسلمانوں کی رویت، گویا دوسرے علاقوں کے مسلمانوں کی رویت ہے۔ دوسرا گروہ جس کا موقف یہ ہے کہ ایک علاقے کی رویت دوسرے علاقوں کے مسلمانوں کے لئے کافی نہیں ہے، اس کا کہنا ہے کہ اس حکم کے مخاطب صرف وہ مسلمان ہیں جنہوں نے چاند دیکھا ہو۔ جن علاقوں کے مسلمانوں نے چاند دیکھا ہی نہیں، وہ اس کے مخاطب ہی نہیں۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ ہر علاقے کے لئے اپنی رویت ہے جس کے مطابق وہ روزے رکھنے اور عید کرنے کا فیصلہ کریں گے۔ ایک تیسرا گروہ اور ہے جس کا موقف یہ ہے کہ جو علاقے مطلع کے اعتبار سے قریب قریب ہیں۔ یعنی ان کے طلوع و غروب میں زیادہ فرق نہیں ہے، ان علاقوں میں ایک علاقے کی رویت دوسرے علاقوں کے لئے کافی ہے۔ جیسے پاکستان میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے تقریباً یہی موقف اختیار کیا ہوا ہے جس کا اظہار مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے فیصلے کی صورت میں مسلسل کئی سالوں سے ہو رہا ہے۔ پاکستان میں کسی ایک جگہ بھی رویت ہلال کا اگر شرعی شہادتوں کی روشنی میں اثبات ہو جاتا ہے، تو یہ کمیٹی اسے پورے ملک کے لئے کافی سمجھتی ہے اور اس کے مطابق فیصلہ اور اعلان کر دیا جاتا ہے۔ بہر حال یہ ایک معتدل موقف ہے جس پر عمل کی گنجائش ہے، اسی لئے علمائے اہلحدیث بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ پاکستان کے مختلف شہروں کے مطلع میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن یہ اختلاف اتنا زیادہ نہیں ہے۔ ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک زیادہ سے زیادہ ۳۵، ۴۰ منٹ تک کا فرق ہے جسے معتدبہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس موقف کی رو سے کم از کم ایک ملک میں ایک علاقے کی رویت دوسرے تمام علاقوں کے لئے کافی ہے۔

۲۱۸ - بَابُ الْجُودِ وَفِعْلِ الْمَعْرُوفِ ۲۱۸ - رمضان کے مہینے میں سخاوت، نیک

وَالْإِكْتِنَارِ مِنَ الْخَيْرِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، عمل اور کثرت سے بھلائی اور آخری عشرے میں اس سے بھی زیادہ نیکیاں کرنے

کا بیان

مِنْهُ

۱۲۲۳ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، ۱/۱۲۲۳ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي مِثْلِهِ، میں جب آپ کو حضرت جبریلؑ آکر ملتے تو آپ بہت زیادہ سخاوت کرنے والے تھے اور جبریلؑ رمضان کی ہر بِلَقَاءٍ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيَذَارُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ، حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ. متفق علیہ۔

تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی - وصحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب كان النبي ﷺ أجود الناس.

نوٹ: اس میں رمضان المبارک میں دو کاموں کے کثرت اور اہتمام سے کرنے کا بیان ہے۔ ایک فیاضی و سخاوت کا مظاہرہ۔ تاکہ لوگ اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ عبادت کے لئے وقت نکال سکیں اور اپنے دنیاوی مشغلوں میں کمی کر لیں۔ دوسرے قرآن کریم کا دور اور مدارس۔ یعنی ایک دوسرے کو قرآن کی منزل سنانا۔ جیسے قرآن کریم کے دو حافظ ایک دوسرے کو اپنا آموختہ سناتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم اور رمضان المبارک کا باہم نہایت گہرا تعلق ہے۔

۱۲۲۴ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۲/۱۲۲۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ، وَأَيَقُظُ أَهْلُهُ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ. متفق علیہ۔

بیدار کرتے اور (عبادت کے لئے) کمر کس لیتے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضل ليلة القدر، باب العمل في العشر الاواخر من رمضان - وصحیح مسلم، کتاب الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الاواخر من رمضان.

نوٹ: ویسے تو پورا رمضان ہی نیکیوں کا موسم بہار اور عبادت و طاعت کا خصوصی مہینہ ہے۔ لیکن اس کا آخری عشرہ تو اس موسم عبادت کا نقطہ عروج ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں ان دس دنوں اور راتوں میں تو بالخصوص خوب محنت اور جدوجہد کر کے اپنے رب کو راضی کرنے کی اور اسی طرح لیلۃ القدر کی فضیلت حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہئے۔ اسی لئے ان دس دنوں میں نبی کریم ﷺ اعتکاف کرنے کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے تھے اس پر بھی عمل کرنا چاہئے۔

۲۱۹ - بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَقَدُّمِ رَمَضَانَ ۲۱۹ - نصف شعبان کے بعد، رمضان سے

بَصَوْمٍ بَعْدَ نِصْفِ شَعْبَانَ إِلَّا لِمَنْ وَصَلَهُ
بِمَا قَبْلَهُ، أَوْ وَافَقَ عَادَةً بِأَنْ كَانَ عَادَتُهُ
صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَوَافَقَهُ
قبل روزہ رکھنے کی ممانعت، سوائے اس
شخص کے جو اس کو ما قبل سے ملانے کا یا
سوموار یا جمعرات کا روزہ رکھنے کا عادی ہو
اور یہ نصف اخیر اس کی عادت کے موافق ہو
جائے

۱۲۲۵ - عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: «لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ، فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ» متفق عليه.

۱۲۲۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص رمضان سے ایک روز یا دو روز پہلے روزہ نہ رکھے۔ ہاں اگر وہ شخص جو پہلے سے ہی ان دنوں کا روزہ رکھتا ہو، تو وہ اس دن کا روزہ رکھ لے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب لا تقدموا رمضان بصوم ولا يومين.

فوائد: پہلے سے ہی ان دنوں کا روزہ رکھتا ہو، کا مطلب ہے کہ مثلاً سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنا کسی کا معمول ہو یا ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن چھوڑنا اس کا معمول ہو، تو اس معمول کی صورت میں وہ ایک دو روز قبل بھی روزہ رکھ سکتا ہے، کیونکہ اس کا روزہ استقبال رمضان کے لئے نہیں ہے بلکہ اس کے مستقل معمول کا ایک حصہ ہے۔ بعض نے ایک دو روز قبل سے مراد شعبان کے نصف ثانی کے پہلے ایک دو روز مراد لئے ہیں۔ کیونکہ روایات میں نصف شعبان کے بعد بھی روزہ رکھنے کی ممانعت وارد ہے۔ اس اعتبار سے شعبان کی ۱۶ تا ۱۷ کو بھی روزہ رکھنا صحیح نہیں، البتہ کہ کسی کے معمول میں آجائے۔

۱۲۲۶ - وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: «لَا تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ، صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَيْهِ، فَإِنْ حَالَتْ ذُوْنَةُ غَيَاةٍ فَأَكْمِلُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا» رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۱۲۲۶ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رمضان سے پہلے روزہ مت رکھو، چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزہ رکھنا چھوڑو۔ پس اگر چاند سے ورے بادل حائل ہو جائے (اور چاند نظر نہ آئے) تو ۳۰ دن پورے کرو۔ (ترمذی، حسن صحیح)

المعجمة وبالياء المثناة من تحت
المكررة، وهي: السحابة.

الغياية، غين اور دویاء کے ساتھ، اس کے معنی ہیں بادل

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء أن الصوم لرؤية الهلال.

فوائد: رمضان سے قبل سے مراد شعبان کا دوسرا نصف ہے۔ یعنی ۱۵ شعبان کے بعد نفلی روزے نہیں رکھنے چاہئیں، تاکہ رمضان کے فرضی روزوں کے لئے اس کی قوت و توانائی برقرار رہے جس کا آغاز چند دن بعد ہی ہونے والا ہے۔ اگر چاند مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے نظر نہ آئے تو شعبان کے ۳۰ دن پورے کر کے روزے شروع کئے جائیں۔ اسی طرح شوال کا چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ روزے پورے کر کے عید الفطر منائی جائے۔

۱۲۲۷ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳ / ۱۲۲۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا بَقِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي شَعْبَانَ كَأَدَاهَا مَيِّمَةً بَاقِي نِصْفٍ مِنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُومُوا» رواه الترمذی وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ترمذی، حدیث حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في كراهية الصوم في النصف الثاني من شعبان.

۱۲۲۸ - وَعَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ عَمَّارِ بْنِ ۴ / ۱۲۲۸ - حضرت ابو الیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما قَالَ: مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُمْلِكُ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ. فرمایا، جس نے شک والے دن روزہ رکھا اس نے ابو القاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی۔ رواه أبو داود، والترمذی وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ابو داؤد، ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن أبي داود - وسنن ترمذی: وقال حسن صحیح.

فوائد: مشکوک (شک والے) دن سے مراد ۳۰ شعبان کا دن ہے۔ یعنی بادلوں کی وجہ سے ۲۹ ویں دن کو چاند نظر نہیں آیا، تو کوئی شخص یہ سمجھ کر روزہ رکھ لے کہ پتہ نہیں یہ شعبان کا تیسواں دن ہے یا رمضان کا پہلا دن؟ کہیں یہ یکم رمضان ہی نہ ہو۔ اس طرح شک والے دن میں روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ گنتی پوری کی جائے۔

۲۲۰ - بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ رُؤْيَى الْهِلَالِ ۲۲۰ - چاند دیکھنے کے وقت کون سی دعاء

پڑھی جائے؟

۱۲۲۹ - عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ ۱ / ۱۲۲۹ - حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: «اللَّهُمَّ أَهْلُهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي نَكَالُ، اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہے، اے اللہ! یہ وَرَبُّكَ اللَّهُ، هِلَالَ رُشْدٍ وَخَيْرٍ» رواه الترمذی: وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب ما يقول عند رؤية الهلال. (ترمذی، یہ حدیث حسن درجے کی ہے)

۲۲۱۔ باب فَضْلِ السُّحُورِ وَتَأْخِيرِهِ
مَا لَمْ يُحْشَرْ طُلُوعُ الْفَجْرِ

۲۲۱۔ سحری کھانے کی اور اس میں تاخیر کرنے کی فضیلت، بشرطیکہ طلوع فجر کا اندیشہ

نہ ہو

۱۲۳۰ - عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَكْحَرُوا؛ فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً» متفقٌ عليه.

۱ / ۱۲۳۰ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سحری کھایا کرو، اس لئے کہ سحری کھانے میں یقیناً برکت ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب بركة السحور - صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ سحری کے وقت اٹھ کر سحری کھانا مسنون ہے، چاہے تھوڑا ہی کھالے۔ لیکن اس کھانے میں برکت ہے، اس وقت کھانے پینے سے سارا دن اس کی قوت و توانائی برقرار رہے گی۔ اس کے برعکس جو شخص رات کو ہی کھا پی کر سو جائے تاکہ سحری کے لئے اٹھنا نہ پڑے یا سحری بہت جلدی کھالے، اس کے آخری وقت میں نہ کھائے تو اسے جلد ہی بھوک پیاس ستانے لگ جائے گی، کیونکہ ان دونوں صورتوں میں بھوکا پیاسا رہنے کا پیریدہ (وقفہ) بڑھ جائے گا جس سے یقیناً روزے دار کو تکلیف ہوگی۔ سبحان اللہ! اسلام کی تعلیمات میں کس طرح انسان کی کمزوریوں کا لحاظ کرتے ہوئے انہیں مناسب ہدایات دی گئی ہیں۔

۱۲۳۱ - وعن زيد بن ثابت رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ. قِيلَ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً. متفقٌ عليه.

۱۲۳۲ - حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان سے پوچھا گیا، سحری کے خاتمے اور نماز کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ انہوں نے فرمایا، پچاس آیات (بڑھنے) کی مقدار۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب قدرکم بین السحور و صلاة الفجر؟ -
 وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور وتأکید استجابہ.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حری بالکل آخری وقت میں کھائی جائے۔ یہی سنت طریقہ ہے۔ تاہم صبح صادق سے پہلے کھائی جائے۔ اور یہ وقفہ بقدر پچاس آیات اندازاً دس منٹ ہو۔

۱۲۳۲ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَوْزَنَانِ: بِلَالٌ، وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: حَضَرْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بَيَانِ فَرَمَاتِهِ هُنَا كَيْفَ رَوَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ دُوْزَنَ تَحْتَهُ - حَضَرْتُ بِلَالُ أَوْ حَضَرْتُ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - ۱۲۳۲/۳

ﷺ: «إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بَلِيلٌ؛ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ» قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هَذَا وَيَزْفَى هَذَا، متفق عليه.

فرمایا، بلال رات کو اذان دیتا ہے، جب تک ابن ام مکتوم ﷺ اذان نہ دے اس وقت تک تم کھاؤ پیو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (مزید) فرمایا، ان دونوں کی اذانوں کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہوتا تھا کہ یہ (بلال) اذان دے کر اترتا اور یہ (ابن ام مکتوم) اذان دینے کے لئے چڑھتا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب أذان الأعمى - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ عمد رسالت میں صبح کے وقت دو مؤذن ہوتے تھے اور دو اذانیں ہوتی تھیں۔ پہلی اذان کا مقصد یہ تھا کہ روزے دار اگر سحری کھا رہے ہوں تو وہ متنبہ ہو جائیں کہ سحری کا وقت ختم ہو چلا ہے اور اب نماز کی تیاری کرنی چاہئے اور اس کے فوراً بعد ہی دوسری اذان، دوسرے مؤذن کے ذریعے سے ہوتی۔ جو اس بات کا اعلان تھا کہ کھانے پینے کی گنجائش ختم ہو گئی ہے، اب نماز پڑھو۔ یہ معمول صرف رمضان میں ہی نہیں تھا، حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مستقل معمول تھا۔ یہ دونوں اذانیں اب بھی مسجد نبوی اور مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں جاری ہیں، ہمیں بھی اس سنت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ دونوں اذانوں کے درمیان وقفے کے بارے میں علماء نے کہا ہے کہ حضرت بلالؓ اذان دینے کے بعد دعاء وغیرہ میں مصروف ہو جاتے اور طلوع فجر کا انتظار کرتے، جب طلوع کا وقت قریب ہو جاتا تو نیچے اترتے اور ابن ام مکتومؓ کو اطلاع کرتے، وہ وضوء وغیرہ کرتے اور اذان دینے کے لئے چڑھ جاتے اور طلوع فجر کے آغاز میں اذان دیتے

(ابن علان)

۱۲۳۳ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ۴ / ۱۳۳۳ - حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «فَصَلُّ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ» رواه مسلم.

ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان فرق، سحری کا کھانا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور.

فوائد: گویا سحری کھانا، امت مسلمہ کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے جس سے اللہ نے اس امت کو نوازا ہے۔

۲۲۲ - بَابُ فَضْلِ تَعَجِيلِ الْفِطْرِ ۲۲۲ - افطار میں جلدی کرنے کی فضیلت

وَمَا يَنْفِطِرُ عَلَيْهِ وَمَا يَقُولُهُ بَعْدَ الْإِفْطَارِ اور اس چیز کا بیان جس پر افطار کیا جائے اور

افطار کے بعد کی دعاء

۱۲۳۴ - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ۱ / ۱۳۳۴ - حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے،

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا، لوگ برابر بھلائی میں رہیں «لَا يَرَأُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَلُوا الْفِطْرَ» گے جب تک وہ روزہ کھولنے میں جلدی کریں گے۔ متفق علیہ۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب تعجیل الإفطار - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور وتأکید استحبابہ۔۔۔

فوائد: بھلائی سے مراد دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ روزہ جلدی کھولنے کا مطلب غروب شمس سے پہلے روزہ کھولنا نہیں ہے، بلکہ غروب شمس کے بعد بلا تاخیر روزہ کھولنا ہے۔ محض اس بنا پر تاخیر نہ کی جائے کہ روزے میں جو مشقت ہے، اس کو مزید بڑھایا جائے، جیسا کہ بعض تشدد پسند صوفی اور ذاکر قسم کے حضرات کرتے ہیں۔ ان سختیوں میں برکت نہیں ہے، بلکہ اصل برکت اتباع سنت میں ہے۔ اسی لئے جلدی افطار کرنے میں بھی اسی اتباع سنت کی وجہ سے دین و دنیا کی بھلائی مسلمانوں کے حصے میں آئے گی۔

۱۲۳۵ - وَعَنْ أَبِي عَطِيَّةٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَ لَهَا مَسْرُوقٌ: رَجُلَانِ مِنَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، كِلَاهُمَا لَا يَأْتُو عَنْ الْخَيْرِ: أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ فَقَالَتْ: مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ قَالَ: عَبْدُ اللَّهِ - يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ - فَقَالَتْ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ. رواه مسلم. قوله: «لَا يَأْتُو» أَي لَا يَقْصُرُ فِي الْخَيْرِ.

۱۲۳۵ / ۲ - حضرت ابو عطیہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت مسروقؓ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے، تو ان سے حضرت مسروقؓ نے کہا، اصحاب محمد ﷺ میں سے دو آدمی ہیں جو بھلائی کے کام میں کوتاہی نہیں کرتے۔ ان میں سے ایک مغرب کی نماز اور افطار میں جلدی کرتا ہے اور دوسرا مغرب اور افطار میں دیر کرتا ہے۔ تو حضرت عائشہؓ نے پوچھا، مغرب کی نماز اور افطار میں جلدی کون کرتا ہے؟ حضرت مسروقؓ نے کہا، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (مسلم)

لا یأتو کے معنی ہیں، بھلائی کے کام میں کوتاہی نہیں کرتے تھے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور۔

فوائد: اس میں نبی ﷺ کا عمل بیان کیا گیا ہے کہ آپ افطار اور مغرب کی نماز میں جلدی کیا کرتے تھے۔

۱۲۳۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَزَّ وَجَلَّ: أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَغْجَلُهُمْ فِطْرًا» رواه الترمذی وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۲۳۶ / ۳ - حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ عز و جل نے فرمایا ہے، مجھے میرے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو فطرہؓ رواہ الترمذی وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(ترمذی، حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في تعجيل الإفطار.
فوائد: جلدی افطار کرنے والا اللہ کا محبوب ترین بندہ ہے۔

۱۲۳۷ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ۴ / ۱۲۳۷ - حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَهُنَا وَآذَبَ النَّهَارُ مِنْ هَهُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَفْطَرَ (مغرب) کی سمت سے چلا جائے اور سورج غروب ہو الصَّائِمُ» متفق عليه. جائے، تو یقیناً روزے دار نے افطار کر لیا» (بخاری و مسلم)
تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب متى يحل فطر الصائم؟ - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب بيان وقت انقضاء الصوم وخروج النهار.

فوائد: افطار کر لیا، کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ روزہ افطار کرنے کا وقت ہو گیا اور دوسرا مطلب ہے کہ شرعاً وہ روزہ کھولنے والا ہو گیا، چاہے وہ کچھ نہ کھائے پیئے، کیونکہ سورج کے غروب ہوتے ہی روزہ اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔ اس میں روزے کے وقت کا تعین کر دیا گیا ہے کہ وہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے۔ اس میں اپنی طرف سے اضافہ کرنا تشدد ہے جو اللہ کو ناپسند ہے۔

۱۲۳۸ - وَعَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ ۵ / ۱۲۳۸ - حضرت ابو ابراہیم عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت عبد الله بن أبي أوفى رضي الله عنهما قال: «سَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ: «يَا فُلَانُ! انْزِلْ فَاجِدْخَ لَنَا»، فَقَالَ: «يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ أُنْسِيتُ؟ قَالَ: «انْزِلْ فَاجِدْخَ لَنَا» قال: «إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا، قَالَ: «انْزِلْ فَاجِدْخَ لَنَا» قَالَ: فَتَزَلَّ فَجَدَخَ لَهُمْ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَهُنَا، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ» وَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ. متفق عليه. قوله: «اجِدْخَ» بجيم ثم دال ثم حاء مهملتين؛ أي: اخْلِطِ السَّوِيقَ بِالماءِ.
 بیان فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر پر گئے جب کہ آپ روزے دار تھے، پس جب سورج غروب ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے رفقاء سفر میں سے ایک سے کہا، اے فلاں! سواری سے اتر اور ہمارے لئے ستو گھول۔ تو اس نے کہا، اگر آپ کچھ اور شام کریں (تو بہتر ہے) آپ نے فرمایا، تو سواری سے اتر اور ستو تیار کر۔ اس نے کہا ابھی تو کچھ دن باقی ہے۔ آپ نے فرمایا، اتر اور ہمارے لئے ستو گھول۔ راوی حدیث حضرت عبد اللہ بیان فرماتے ہیں، پس وہ سواری سے اتر اور ان کے لئے ستو گھولے، پس رسول اللہ ﷺ نے ستو نوش فرمائے اور فرمایا، جب تم دیکھو کہ رات ادھر (مشرق) سے آگئی ہے تو یقیناً روزے دار کا روزہ کھل گیا اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا،

(بخاری و مسلم)

اجدح، پہلے جیم پھر دال اور حاء، پانی میں ستو گھولنا۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب متى يحل فطر الصائم؟ - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب بیان وقت انقضاء الصوم وخروج النهار۔
فوائد: اس میں بھی غروب شمس کے فوراً بعد بلا تاخیر روزہ کھولنے کی تاکید ہے۔

۱۲۳۹ - وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ
 الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا
 أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ،
 فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُورٌ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ،
 وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
 ۱۲۳۹ / ۶ - حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ صحابی سے
 روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے
 کوئی افطار کرے تو اسے چاہئے کہ چھوڑے سے افطار
 کرے، اگر وہ نہ پائے تو پانی سے افطار کرے، اس لئے
 کہ پانی خوب پاکیزہ ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی۔ امام ترمذی نے
 کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الصیام، باب ما يفطر عليه - وسنن ترمذی، أبواب
 الصوم، باب ما يستحب عليه الإفطار۔

۱۲۴۰ - وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ
 يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ
 فَتَمْبَرَاتٌ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَمْبَرَاتٌ حَسَا
 حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ،
 وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.
 ۱۲۴۰ / ۷ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ ﷺ نماز سے قبل چند تازہ کھجوروں سے
 روزہ کھولتے تھے، اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو چند
 چھوڑوں سے اور اگر وہ بھی نہ ہوتے تو پانی کے چند
 گھونٹ بھر لیتے۔ (ابو داؤد، ترمذی) امام ترمذی نے کہا یہ
 حدیث حسن ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الصیام، باب ما يفطر عليه - وسنن ترمذی، أبواب
 الصوم، باب ما يستحب عليه الإفطار۔

فوائد: روزہ کھولتے وقت اس ترتیب کو سامنے رکھا جائے تو بہتر ہے تاکہ سنت کا ثواب بھی مل جائے۔

۲۲۳ - بَابُ أَمْرِ الصَّائِمِ بِحِفْظِ لِسَانِهِ
 وَجَوَارِحِهِ عَنِ الْمُخَالَفَاتِ وَالْمُشَاتِمَةِ
 وَتَخَوُّهَا
 ۲۲۳ - روزے دار کو اپنی زبان اور
 دوسرے اعضاء کی ناجائز کاموں اور سب و
 شتم وغیرہ سے حفاظت کرنے کا حکم

۱۲۴۱ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱ / ۱۲۴۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کسی کا
يَوْمٌ صَوْمٌ أَحَدِكُمْ، فَلَا يَرْفُثْ رُوزے کا دن ہو تو نہ دل لگی کی باتیں کرے اور نہ شور
وَلَا يَصْحَبْ، فَإِنْ سَابَهُ أَحَدٌ، أَوْ قَاتَلَهُ، و غل کرے۔ پس اگر کوئی اس کو گالی گلوچ دے یا اس
فَلْيُقِلْ: إِنِّي صَائِمٌ» متفقٌ عليه۔ سے لڑے تو کہہ دے کہ میں تو روزے دار ہوں۔
(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب هل يقول إني صائم إذا شتم؟ - وصحيح مسلم، باب حفظ اللسان للصائم.

فوائد: یہ حدیث باب وجوب صوم رمضان، رقم ۱ / ۱۲۱۶ میں گزر چکی ہے۔ یہاں باب کی مناسبت سے دوبارہ لائے
ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزے دار کے لئے جس طرح کھانا پینا اور بیوی سے قربت منع ہے، اسی طرح
روزے کی حالت میں اپنی زبان اور اپنے دیگر اعضاء کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی اشتعال دلائے بھی
تو مشتعل نہ ہو بلکہ یہ یاد رکھے کہ میں روزے دار ہوں، مجھے ان چیزوں سے اجتناب کرنا ہے اور جہاں تک ہو
سکے اپنی زبان کو اللہ کے ذکر اور تلاوت قرآن میں مشغول رکھے۔

۱۲۴۲ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ۲ / ۱۲۴۲ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، نبی کریم
«مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ اللَّهُ ﷺ نے فرمایا، جو جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ
حَاجَةً فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ» رواہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ شخص
البخاری۔ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من لم يدع قول الزور۔
فوائد: اس میں بھی اسی امر کی تاکید ہے کہ روزے کی حالت میں روزے کے تقاضوں کا بھی خیال رکھا جائے۔
ایک طرف اللہ کی رضا کے لئے روزہ رکھنے کا بھی اہتمام ہو اور دوسری طرف اللہ کے خوف سے یہ بے نیازی ہو
کہ نہ جھوٹ سے اجتناب ہو اور نہ دھوکہ و فریب دہی اور دیگر ناجائز کاموں سے بچنے کا جذبہ۔ حدیث میں ایسے
شخص کے لئے جن الفاظ میں وعید بیان ہوئی ہے اس سے اندیشہ ہے کہ ایسے لوگوں کا روزہ بے کار جائے اور
ثواب سے محروم رہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسے لوگ روزے کی حالت میں کھانا پینا شروع کر دیں بلکہ اصل
مقصود اس تنبیہ سے یہ ہے کہ ہر قسم کی معصیت سے اپنے کو بچائیں تاکہ ثواب کے مستحق بھی بن سکیں۔

۲۲۴ - بَابُ فِي مَسَائِلَ مِنَ الصَّوْمِ ۲۲۴ - روزے کے چند مسائل کا بیان

۱۲۴۳ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱ / ۱۲۴۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ، کریم ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص بھول
فَأَكَلَ، أَوْ شَرِبَ، فَلَيْسَ بِصَوْمَةٍ؛ فَإِنَّمَا کر کھا پی لے تو اسے چاہئے کہ اپنا روزہ پورا کرے،
أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ» متفقٌ عليه۔ کیونکہ اللہ نے اسے کھلایا اور پلایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب إذا أكل أو شرب ناسيا - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب أكل الناسی وشربه وجماعه لا یفطر۔

فوائد: اس میں بھی اسلام کی ایک شفقت و سہولت کا بیان ہے کہ روزے کی حالت میں اگر بھول کر کوئی ایسا کام کر لیا ہے، جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، جیسے کھانا، پینا، بیوی سے ہم بستری کرنا وغیرہ۔ تو نسیان کی وجہ سے اس کا روزہ برقرار رہے گا، بشرطیکہ یاد آتے ہی فوراً اس کام کو چھوڑ دے۔ ایسے روزے کی قضاء ہے نہ کفارہ۔

۱۲۴۴ - وعن لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ ۲ / ۱۲۴۴ - حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے وضو کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ: «أَسْبَغَ الْوُضُوءَ، وَخَلَّلَ بَيْنَ الْأَصَابِعِ، وَبَالَغَ فِي الْاسْتِنْشَاقِ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا» رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديث حسنٌ مگر یہ کہ تم روزے دار ہو۔

صحیح۔

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الصیام، باب الصائم یبالغ فی الاستنشاق - وسنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء فی کراهیة مبالغة الاستنشاق للصائم۔

فوائد: عام حالات میں کمال وضوء کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ناک میں پانی اچھی طرح ڈالا جائے، اسی طرح خوب کلی کی جائے۔ لیکن روزے کی حالت میں احتیاط ضروری ہے تاکہ پانی ناک یا منہ کے ذریعے سے اندر نہ جائے۔ جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۱۲۴۵ - وعن عائشة رضي الله عنها ۳ / ۱۲۴۵ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قالت: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُذْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنْبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ. آپ اپنی بیوی (کے ساتھ ہم بستری کرنے کی وجہ سے جنبی ہوتے۔ پھر آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صفة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب۔

۱۲۴۶ - وعن عائشة وأُمِّ سَلَمَةَ ۴ / ۱۲۴۶ - حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بغیر احتلام کے، يَصْبُغُ جُنْبًا مِنْ غَيْرِ حُلْمٍ، ثُمَّ يَصُومُ. حالت جنابت میں صبح کرتے، پھر روزہ رکھ لیتے۔

متفق علیہ۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم - وصحیح مسلم، کتاب

الصیام، باب صحۃ صوم من طلع علیہ الفجر وهو جنب.

فوائد: اس کا مفہوم بھی وہی ہے جو پہلی حدیث کا ہے کہ نبی کریم ﷺ بعض دفعہ صبح اٹھتے تو جنبی ہوتے، لیکن آپ اسی حالت جنابت میں سحری کھا کر روزہ رکھ لیتے اور غسل کر کے نماز پڑھ لیتے۔ کیونکہ نماز کے لئے طہارت ضروری ہے۔ آپ کی یہ جنابت بھی احتلام کے بغیر ہی ہوتی تھی یعنی بیوی کے ساتھ ہم بستری اس کی وجہ ہوتی تھی۔ کیونکہ مشہور قول کے مطابق احتلام، وسوسہ شیطانی کا نتیجہ ہوتا ہے جس سے انبیاء محفوظ رہتے ہیں۔

۲۲۵۔ بابُ بَيَانِ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ ۲۲۵۔ محرم، شعبان اور حرمت والے مہینوں کے روزے کی فضیلت کا بیان وَشُعْبَانَ وَالْأَشْهُرِ الْحُرُمِ

۱۲۴۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْضَلُ ۱/ ۱۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، الصَّيَّامُ بَعْدَ رَمَضَانَ: شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمِ، رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا، رمضان کے بعد افضل روزہ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ: صَلَاةُ اللَّهِ کے مہینے محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد اللَّيْلِ رواه مسلم۔ افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم.

فوائد: اللہ کی طرف مہینے کی نسبت، اس کے شرف و فضل کی علامت ہے۔ جیسے بیت اللہ، ناۃ اللہ وغیرہ ہیں۔ محرم، چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے اور اسی ماہ محرم سے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے۔ باقی حرمت والے تین مہینے یہ ہیں۔ رجب، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ۔ ماہ محرم کو یہ امتیازی فضیلت حاصل ہے کہ رمضان کے بعد اس مہینے کے نفلی روزوں کو دیگر نفلی روزوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔

۱۲۴۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۲/ ۱۳۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ مِنْ شَهْرِ أَكْثَرَ مِنْ شُعْبَانَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شُعْبَانَ كَلَّةً. وَفِي رَوَايَةٍ: كَانَ يَصُومُ شُعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. رکھتے تھے، بلاشبہ آپ شعبان کا پورا مہینہ روزہ رکھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ سوائے چند دنوں کے شعبان کے باقی روزے رکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان۔ وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صیام النبی ﷺ فی غیر رمضان.

فوائد: ایک اور حدیث میں نبی ﷺ کے شعبان میں زیادہ روزہ رکھنے کی وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ اس مہینے میں اعمال رب العالمین کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں، تو آپ نے اس بات کو پسند فرمایا کہ جب آپ کے اعمال بارگاہ الہی میں پیش ہوں تو آپ روزے کی حالت میں ہوں۔ (نسائی) تاہم مسلمانوں کے لئے حکم یہی ہے کہ نصف اول میں تو وہ نفلی روزے رکھ سکتے ہیں۔ لیکن شعبان کے نصف ثانی میں انہیں روزہ رکھنے سے روک دیا گیا ہے تاکہ ان کی قوت و توانائی رمضان کے فرض روزوں کے لئے برقرار رہے۔ نبی ﷺ کو روحانی قوت زیادہ

حاصل تھی، اس وجہ سے روزہ آپ کے لئے کمزوری کا باعث نہیں ہوتا تھا، اسی لئے آپ صوم وصال (مسلل بغیر انظار کے روزے رکھنے) کا بھی اہتمام کر لیتے تھے۔ لیکن اپنی امت کو آپ نے صوم وصال سے منع فرمایا ہے۔

۱۲۴۹ - وعن مجبۃ الباہلیۃ عن ابیہا أو عمہا، أنہ اتی رسول اللہ ﷺ، ثم انطلق فأتاہ بعد سنۃ، وقد تغیرت حالہ وھینتہ، فقال: یا رسول اللہ! أما تعرفینی؟ قال: «ومن أنت؟» قال: أنا الباہلیۃ الذی جنتک عام الأول. قال: «فما غیرک؟» وقد کنت حسن الھینۃ؟ قال: ما أکلت طعاماً منذ فارقتک إلا بلیل. فقال رسول اللہ ﷺ: «عذبت نفسک!» ثم قال: «صم شھر الصبر، ویوماً من کل شھر» قال: زدنی؛ فإن بی قوۃ، قال: «صم یومین» قال: زدنی، قال: «صم ثلاثۃ أيام» قال: زدنی، قال: «صم من الحرم وأترک، صم من الحرم وأترک، صم من الحرم وأترک» وقال بأصابعہ الثلاث فصمہا، ثم أرسلہا. رواہ أبو داود. و «شھر الصبر» رمضاً.

۱۲۴۹ - حضرت مجبہ بابلیہ اپنے باپ یا اپنے چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر چلے گئے، پھر ایک سال کے بعد آپ کے پاس آئے، جب کہ ان کی حالت و ہیئت بدل چکی تھی، تو انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ نے پوچھا، تم کون ہو؟ انہوں نے کہا، میں وہ بابلی ہوں جو پہلے سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا، تم میں یہ تبدیلی کیسے آگئی، تم تو اچھی حالت والے تھے؟ انہوں نے عرض کیا، میں جب سے آپ سے جدا ہوا ہوں، صرف رات کو کھانا کھایا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم نے اپنے نفس کو عذاب میں مبتلا کیا، پھر فرمایا، تم صبر والے مہینے (رمضان) کا روزہ رکھو اور ہر مہینے میں ایک روزہ۔ انہوں نے کہا، میرے لئے اور اضافہ فرمائیے، کیونکہ مجھے قوت حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا (ہر مہینے میں) دو دن کے روزے رکھو۔ انہوں نے کہا، کچھ اور اضافہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا، تین دن کے روزے رکھو۔ انہوں نے کہا، میرے لئے زیادہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا، حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑ دو۔ حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑ دو، حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑ دو اور آپ نے اپنی تین انگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا، پس انہیں ملایا پھر انہیں چھوڑ دیا۔ (ابو داؤد) صبر والے مہینے سے مراد، رمضان کا مہینہ ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الصیام، باب صوم أشهر الحرم.

شیخ البانی نے ”التعلیق الرغیب علی الترغیب والترہیب“ میں اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (۸۲/۲) فوالہذا: مجبہ بابلی کے والد کا نام عبداللہ بن حارث بابلی تھا اور اگر یہ ان کے چچا کا واقعہ ہے تو ان کا نام معروف نہیں۔ بہر حال یہ صرف رات کو کھانا کھاتے تھے یعنی دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے، جس سے ان کی صحت کافی متاثر

ہوئی۔ جسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے انہیں ہمیشہ روزہ رکھنے سے منع فرما دیا اور اس کی بجائے یہ تاکید کی کہ ہر مہینے میں بالخصوص حرمت والے مہینوں میں تین تین روزے رکھ لیا کریں۔ ہر مہینے تین روزے رکھ کر چھوڑ دیں۔ تین روزوں کا ثواب بھی۔ دس گنا کے اعتبار سے۔ ۳۰ دنوں کے برابر ہے، یوں گویا انسان عند اللہ صائم الدھر شمار ہو گا۔ بالخصوص کمزور صحت والوں کو مہینے میں تین سے زیادہ روزے نہیں رکھنے چاہئیں۔ البتہ جو صحت مند اور قوی ہوں، وہ زیادہ روزے رکھ سکتے ہیں اور ان کے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ وہ داؤدی روزہ رکھیں یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ۔ تاکہ انسان روزے کا عادی بھی نہ ہو، کیونکہ عادی ہونے کی صورت میں روزے کی مشقت محسوس نہیں ہوتی اور جب ایک ایک دن چھوڑ کر روزے رکھے گا، تو انسان روزے کا عادی نہیں ہو گا، بلکہ ہر دوسرے روز، جب وہ روزہ رکھے گا تو روزے کی مشقت بھی اسے محسوس ہو گی جو اس کے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

۲۲۶۔ بابُ فَضْلِ الصَّوْمِ وَغَيْرِهِ فِي ۲۲۶۔ ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں روزہ اور
العشرِ الأوَّلِ
مِنْ ذِي الْحِجَّةِ

۱۲۵۰۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱/ ۱۲۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،
عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَفَسَ فِي ذِي الْحِجَّةِ مِنْ ابْتِدَائِهِ دَسْ دَنُونَ
أَيَّامِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ نِيكَ عَمَلِ اللَّهِ كَوَانِ دَنُونَ سِيَّاهُ مَحْبُوبٌ هُوَ۔ صَاحِبُهُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ كَرَامَ نِيَّ عَرَضَ كِيَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ، اللَّهُ كِي رَاهِ مِيں جَمَادِ
قَالَ: «وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، إِلَّا رَجُلٌ كَرَنَاهُ مَحْبُوبٌ هُوَ۔ صَاحِبُهُ
خَرَجَ بِنَفْسِهِ، وَمَالِهِ، فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ مَحْبُوبٌ هُوَ۔ صَاحِبُهُ
بَشِيءٌ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
نہیں آیا (یعنی شہید ہو گیا یہ دوسروں سے یقیناً افضل
ہے) (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب فضل العمل فی ایام التشریق۔

فوائد: ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ایسے ہیں کہ ان میں مناسک حج کی ادائیگی کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے۔ لیکن
اللہ تعالیٰ نے ان دس دنوں کو نیک اعمال کے لئے سب سے زیادہ فضیلت والا قرار دے کر، ان لوگوں کے لئے
بھی نیکیاں کمانے کے راستے کی نشاندہی فرما دی ہے جو حج کی سعادت سے محروم رہنے والے ہیں، وہ اپنے اپنے
مقام پر رہ کر ان ایام میں نفل روزوں اور دیگر عبادات کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب حاصل کر سکتے
ہیں۔ (۲) اسلام میں جماد کی بڑی فضیلت ہے۔

۲۲۷۔ بابُ فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ - يَوْمِ عَرَفَةَ، عَاشُورَاءَ اور نَوِيسِ مُحَرَّمِ کے روزے کی فضیلت کا بیان وَعَاشُورَاءَ وَتَّاسُوعَاءَ

۱۲۵۱۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۱/ ۱۲۵۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ، عَاشُورَاءَ، وَتَّاسُوعَاءَ، قَالَ: «يَكْفُرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ» گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة أيام من كل شهر، وصوم يوم عرفة.

فوائد: ۹: والحج، کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے۔ اس دن حجاج کرام عرفات میں وقوف کرتے ہیں جو حج کا انتہائی اہم رکن ہے۔ اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔ حج تو اس دن عرفات میں ذکر و دعاء میں مشغول ہوتے ہیں اور اس دن ان کی یہی سب سے اہم عبادت ہوتی ہے۔ اس لئے اس دن کا روزہ ان کے لئے مستحب نہیں ہے۔ لیکن غیر حاجیوں کے لئے اس دن کے روزے کی یہ فضیلت ہے کہ یہ دو سالوں کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہوتا ہے یا پھر رفع درجات کا باعث ثابت ہوتا ہے۔

۱۲۵۲۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ ۲/ ۱۲۵۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَامَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ. متفقٌ عليه. اور اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم بھی فرمایا۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صیام عاشوراء۔ وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صوم عاشوراء.

فوائد: عاشوراء، دس محرم کو کہتے ہیں۔ دوسری احادیث میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو دیکھا کہ یہودی دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں، آپ نے ان سے پوچھا، تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا، اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات عطا فرمائی تھی۔ اس خوشی میں ہم روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ موسیٰ کی اس خوشی میں ہم تم سے زیادہ روزہ رکھنے کے حق دار ہیں۔ چنانچہ آپ نے بھی دس محرم کا روزہ رکھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو اس کے ساتھ ۹ محرم کا روزہ (بھی) رکھوں گا، تاکہ یہود کی مخالفت (بھی) ہو جائے۔ بلکہ ایک اور روایت میں آپ نے حکم فرمایا کہ تم عاشورے کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت بھی کرو اور (اس کے ساتھ) ایک دن قبل یا بعد کا روزہ بھی رکھو (مسند احمد، ج ۳، ص ۲۱، طبع جدید، بہ تحقیق احمد شاکر مصری۔ مجمع الزوائد، ج ۳، ص ۱۸۸) اس لئے اب دو روزے رکھنے منسوب ہیں، ۹، ۱۰ محرم یا ۱۰، ۱۱ محرم کا روزہ۔ افسوس کہ مسلمان محرم کی ۹، ۱۰ تاریخ کو اس سنت پر

۱۲۵۳ - وعن أبي قتادة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سئلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ: «يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ».

۱۲۵۳ - حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یوم عاشوراء کے روزے کی بابت سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، یہ گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (مسلم)

۱۲۵۴ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَنْ يَبْقِيَ إِلَى قَابِلٍ لِأَصُومَنَّ التَّاسِعَ» رواه مسلم.

۱۲۵۳ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو ۹ محرم کا روزہ (بھی) ضرور رکھوں گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب أتى يوم يصام في عاشوراء.

فوائد: بعض لوگ اس کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں کہ میں صرف ۹ محرم کا روزہ رکھوں گا۔ لیکن دوسری روایات کی رو سے یہ مفہوم صحیح نہیں۔ آپ نے یہود کی مخالفت اختیار کرنے کے لئے دس محرم کے روزے کے ساتھ ایک اور روزہ رکھنے کا عزم فرمایا اور اس کا حکم بھی دیا، جیسا کہ مسند احمد کی روایت ہم نے بیان کی ہے۔ اس لئے اس کا وہی مفہوم صحیح ہے جو ہم نے ترجمے میں اختیار کیا ہے۔

۲۲۸۔ بابُ اسْتِخْبَابِ صَوْمِ سَنَةِ اَيَّامٍ ۲۲۸۔ شوال کے چھ روزوں کے مستحب
مِنْ سَوَالِ ہونے کا بیان

۱۲۵۵ - عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ ۱ / ۱۲۵۵ - حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا، جس نے رمضان کے روزے
رَمَضَانَ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ رکھے اس کے بعد شوال کے چھ (نفل) روزے رکھے، تو
یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی مانند ہے۔ (مسلم)
كَصِيَامِ الدَّهْرِ» رواه مُسْلِمٌ.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستہ آیام من شوال إتباعاً لرمضان.

فوائد: الحسنة بعشر امثالها (ایک نیکی کا اجر، کم از کم دس گنا ہے) کے مطابق ایک مہینے (رمضان) کے روزے دس مہینوں کے برابر ہیں اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھ لئے جائیں، جنہیں شش عیدی روزے کہا جاتا ہے، تو یہ دو مہینوں کے برابر ہو گئے، یوں گویا پورے سال کے روزوں کے اجر کا مستحق ہو گیا۔ دوسرے لفظوں میں اس نے پورے سال کے روزے رکھے اور جس کا یہ مستقل معمول ہو جائے تو وہ

۲۲۹۔ بابُ اسْتِخْبَابِ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ ۲۲۹۔ سوموار اور جمعرات کے روزے کے
وَالْحَمِيسِ مستحب ہونے کا بیان

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة أيام من كل شهر.

۱۲۵۷ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْاِثْنَيْنِ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ بِغَيْرِ ذِكْرِ الصَّوْمِ.

۲ / ۱۳۵۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سوموار اور جمعرات کو (اللہ کے ہاں) اعمال پیش کئے جاتے ہیں، پس میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل جب (بارگاہ الہی میں) پیش کیا جائے تو میں روزے دار ہوں۔ (ترمذی)

امام ترمذی نے کما یہ حدیث حسن ہے۔ امام مسلم

نے اسے روزے کے ذکر کے بغیر روایت کیا ہے۔

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والخميس - وصحيح مسلم، كتاب البر، باب النهي عن الفحشاء والتهاجر.

صحیح مسلم کی یہ روایت آگے رقم ۱۵۴۰ ”باب النهی عن التباغض والتقاطع والتدابیر“ میں آئے گی۔

فوائد: سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھنا مستحب ہے، اس کے استحباب کی وجہ حدیث میں بیان کر دی گئی ہے۔

۱۲۵۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۳ / ۱۲۵۸ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ
قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَحَرَّى صَوْمَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ خاص اہتمام
الاثنين والخميس. رواه الترمذی وقال: سے رکھتے تھے۔

حديث حسن. (ترغی، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والخميس.

فوائد: يتحری کا مطلب ہے، تلاش و جستجو کرتے یعنی بطور خاص اہتمام فرماتے۔ اس کی وجہ گزشتہ حدیث میں بیان ہو چکی ہے۔

۲۳۰ - بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ
مِنْ كُلِّ شَهْرٍ
۲۳۰ - ہر مہینے تین روزے رکھنے کے
مستحب ہونے کا بیان

والأفضل صومها في الأيام البيض،
وَيَوْمِ: الثَّالِثِ عَشَرَ، والرَّابِعِ عَشَرَ،
والخامِسِ عَشَرَ. وَقِيلَ: الثَّانِي عَشَرَ،
وَالثَّالِثِ عَشَرَ، وَالرَّابِعِ عَشَرَ، وَالصَّحِيحُ
الْمَشْهُورُ هُوَ الْأَوَّلُ.

۱۲۵۹ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنْ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ: صِيَامِ
ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكَعَتَيِ الضُّحَى،
وَأَنْ أُوْتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب صلاة الضحى - وصحيح مسلم، كتاب
صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى.

۱۲۶۰ - وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲ / ۱۲۶۰ - حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
عَنْ قَالَ: أَوْصَانِي خَبِيبِي ﷺ بِثَلَاثٍ لَنْ
مُجِئِي مِرَّةٍ مَحْبُوبَةٍ لِي فِي تَمِينِ بَاتُونَ كِي وَصِيَّتِي فَرَمَائِي

اَدْعَهُنَّ مَا عَشْتُمْ: بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَاةِ الضُّحَى، وَبَانَ لَا اَنَامَ حَتَّى اُوتِيَ. رواه مُسْلِمٌ.

ہے، زندگی بھر میں انہیں ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے کی اور چاشت کی نماز کی اور یہ کہ سونے سے قبل میں وتر ادا کر لیا کروں۔

(مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحیٰ.

۱۲۶۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّفْعِ كُلِّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ».

۱۳۶۱ / ۳ - حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنا، سارا سال روزہ رکھنے کے برابر ہے (یا، ہمیشہ روزہ رکھنا ہے) (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم داود علیہ السلام - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة أيام من كل شهر.

۱۲۶۲ - وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ قَالَتْ: نَعَمْ. فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ يَصُومُ. رواه مُسْلِمٌ.

۱۳۶۲ / ۴ - حضرت معاذہ عدویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھتے تھے، انہوں نے جواب دیا، ہاں۔ میں نے پوچھا، مہینے کے کون سے حصے کا روزہ رکھتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا، آپ یہ پروا کئے بغیر کہ یہ مہینے کا کون سا حصہ ہے، روزہ رکھتے تھے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة أيام من كل شهر.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ مہینے کی کوئی سی بھی تاریخوں میں ۳ روزے رکھے جاسکتے ہیں، ان کی تعیین ضروری نہیں۔ تاہم افضل تاریخیں ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ ہیں، کیونکہ نبی ﷺ نے ان تاریخوں میں روزے رکھنے کا حکم بھی فرمایا ہے اور آپ بھی اکثر ان تاریخوں کا خیال رکھتے تھے اور اس کے مطابق روزے رکھتے تھے، جیسا کہ اگلی روایات سے واضح ہے۔

۱۲۶۳ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثًا، فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ، وَأَزْبِعَ عَشْرَةً، وَخَمْسَ عَشْرَةٍ» رواه الترمذی وقال: حديث حسن.

۱۳۶۳ / ۵ - حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تو مہینے میں تین روزے رکھنے کا ارادہ کرے تو ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کا روزہ رکھ۔ (ترمذی، حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم ثلاثة أيام من كل شهر.

۱۲۶۴ - وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ، ۱۳۶۴ / ۶ - حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ سے روایت

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ أَيَّامِ الْبَيْضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةٍ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةٍ، وَخَمْسَ عَشْرَةٍ. رواه أَبُو دَاوُدَ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ایام بیض یعنی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخوں کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

(ابو داؤد)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصيام، باب في صوم الثلاث من كل شهر.

۱۲۶۵ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۷ / ۱۳۶۵ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَفْطُرُ کہ رسول اللہ ﷺ اقامت اور سفر دونوں حالتوں میں أَيَّامَ الْبَيْضِ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ. رواه النسائي بإسناد حسن.

ایام بیض کے روزے نہیں چھوڑتے تھے۔

(نسائی، بساند حسن)

تخریج: سنن نسائي، كتاب الصيام، باب صوم النبي ﷺ.

فوائد: بیض، ایام کی جمع ہے، بمعنی سفید۔ ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخوں کو ایام بیض (روشن دن) اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی راتیں چاندنی کی وجہ سے روشن رہتی ہیں۔ ان راتوں کے بعد چاند بدرجہ گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ بہر حال مذکورہ حدیثوں سے واضح ہے کہ ان تاریخوں میں تین روزے رکھنا افضل ہے، تاہم جواز دوسری تاریخوں میں بھی ہے۔

۲۳۱ - بَابُ فَضْلِ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا، وَفَضْلِ الصَّائِمِ الَّذِي يُؤْكُلُ عِنْدَهُ، وَدُعَاءِ الْأَكِيلِ لِلْمَأْكُولِ عِنْدَهُ

۲۳۱ - روزہ کھلوانے کی فضیلت اور اس روزے دار کی فضیلت جس کے پاس کھایا جائے اور مہمان کا میزبان کے لئے دعاء کرنا

۱۲۶۶ - عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ ۱ / ۱۳۶۶ - حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ فَطَرَ صَائِمًا، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ». رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلویا، اس کے لئے اس روزے دار کی مثل اجر ہے، بغیر اس کے کہ روزے دار کے اجر سے کچھ کمی ہو۔ (ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الصوم، باب ما جاء في الاعتكاف إذا خرج منه.

۱۲۶۷ - وَعَنْ أُمِّ عُمَارَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَدَمَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا، فَقَالَ: «كُلِّي» فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الصَّائِمَ تَصَلِّيَ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَبْرُغُوا» وَرَبَّمَا قَالَ: «حَتَّى

۲ / ۱۳۶۷ - حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ان کے گھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے، تو انہوں نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا، آپ نے فرمایا، تم بھی کھاؤ۔ حضرت ام عمارہ نے کہا، میں تو روزے دار ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، روزے دار کے پاس جب کھانا کھایا جائے، تو ان کے کھانے سے فارغ ہونے

ریاض الصالحین (جلد دوم) 157

يَنْبَغُوا» رواه الترمذی وقال: حديثٌ تک فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں اور بعض دفعہ فرمایا۔ ان کے سیر ہونے تک (دعا کرتے رہتے ہیں)۔

(ترمذی، حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في فضل الصائم إذا أكل عنده.

(مزید دیکھئے الضعیفہ ۵۰۲/۳ رقم ۱۳۳۲)

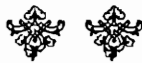
فوائد: اس میں اس روزے دار کی فضیلت کا بیان ہے جس کے سامنے کھانا کھایا جائے۔

۱۲۶۸ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ، فَأَكَلَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ». رواه أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ.

۱۲۶۸ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے، پس انہوں نے روٹی اور زیتون کا روغن آپ کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے وہ تناول فرمایا، پھر آپ نے فرمایا، روزے داروں نے تمہارے پاس افطار کیا، نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے تمہارے لئے مغفرت کی دعا کی۔ (ابو داؤد، بإسناد حسن)

تخریج: سنن أبی داود، کتاب الأطعمة، باب الدعاء لرب الطعام.

فوائد: افطر لفظاً جملہ خبریہ ہے لیکن یہ دعائیہ جملہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اس فحش کا سادلہ عطا فرمائے جو کسی کا روزہ افطار کروائے۔ اس میں حسب توفیق و استطاعت مہمان نوازی کی ترغیب ہے۔



٩۔ کتابُ الإِعتِکَافِ

۲۳۲- باب فضل الاعتكاف

۲۳۲۔ اعتکاف کی فضیلت کا بیان

۱۲۶۹ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَكَبَّفُ الْعَشِيرَ الْأَوَّخِرَ مِنْ رَمَضَانَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر - صحيح مسلم، كتاب الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان.

۱۲۷۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ تَعَالَى، ثُمَّ اغْتَكَفَ أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ.

۲/ ۱۲۷۰ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فوت فرمادیا، پھر آپ کے بعد آپ کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔ (بخاری و مسلم) (کتاب و باب مذکور)

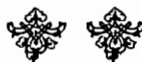
تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر - صحيح مسلم، كتاب الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان.

۱۲۷۱ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عَشْرِينَ يَوْمًا. رواه البخاري.

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأوسط من

رمضان .

فوائد: ان روایات سے معلوم ہوا کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔ خواتین بھی اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں، لیکن اعتکاف کی جگہ مسجد ہے، گھر نہیں۔ اس لئے اگر کسی مسجد میں ایسا انتظام ہے کہ وہاں عورتیں، مردوں سے بالکل الگ تھلگ اور پورے تحفظ کے ساتھ اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں، تو وہاں وہ اعتکاف بیٹھ جائیں۔ لیکن جہاں ایسا معقول انتظام نہ ہو تو پھر اپنی عصمت کو خطرے میں ڈال کر عورت کا مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں۔ اعتکاف، نفلی عبادت ہے اور عصمت کا تحفظ فرض۔ نفل کے شوق میں فرض سے غفلت صحیح نہیں۔



۱۰۔ کِتَابُ الْحَجِّ

بابُ وُجُوبِ الْحَجِّ وَفَضْلِهِ ۲۳۳۔ حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَى سَبِيلٍ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ عَفِيٌّ عَنِ الْكَافِرِينَ﴾ [آل عمران: ۹۷] .
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے، جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے اور جس نے کفر کیا، تو یقیناً اللہ تعالیٰ جہانوں سے بے نیاز ہے۔ (سورہ آل عمران، ۹۷)

فائدہ آیت: راستے کی طاقت سے مراد، آمد و رفت کا خرچ اور اس کے بعد گھر میں بچوں کی کفالت کا انتظام ہے۔ ایسے لوگوں پر حج فرض ہے اور استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے کو قرآن نے کفر سے تعبیر کیا ہے جس سے اس جرم کی شاعت و قباح (برائی) واضح ہے اور احادیث میں بھی اس پر سخت وعیدیں بیان فرمائی گئی ہیں۔

۱۲۷۲ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ» متفق عليه
 ۱۲۷۲ / ۱ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسلام کی بنیادیں پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہیں۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب دعاءکم ایمانکم - وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان أركان الإسلام.

فوائد: یہ روایت کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ اور کتاب الصوم میں بھی گزر چکی ہے، یہاں اسے حج کے چوتھے رکن کی فرضیت کے اثبات میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ حج اسی پر فرض ہے جو صاحب استطاعت ہو گا، جیسا کہ گزرا۔

۱۲۷۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا» فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ؟ فَسَكَتَ، حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ، وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ» ثُمَّ قَالَ: «اذْرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ، وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَذَعُوهُ» رواه مسلم.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا تو فرمایا اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے، پس تم حج کرو۔ ایک آدمی نے کہا، یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج کرنا (فرض) ہے؟ آپ خاموش رہے، یہاں تک کہ اس نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر میں (جواب میں) ہاں کہہ دیتا تو یقیناً (ہر سال) واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔ پھر آپ نے فرمایا، تم مجھے (میرے حال پر) چھوڑ دو، جب تک میں تمہیں (تمہارے حال پر) چھوڑے رکھوں، اس لئے کہ تم سے پہلے لوگ اپنے کثرت سوال اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے۔ پس میں جب تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اسے اپنی طاقت کے مطابق بجالاؤ اور جب تمہیں کسی چیز سے روک دوں، تو اسے چھوڑ دو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة في العمر.

فوائد: صاحب استطاعت پر حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔ غیر ضروری سوال کرنا ناپسندیدہ ہے۔ اللہ و رسول کو ماننے والوں کا کام یہ ہے کہ جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا جائے، انہیں بجالائیں، جن سے روکا گیا ہے، ان سے دور رہیں، ان کا ارتکاب نہ کریں۔

۱۲۷۴ - وَعَنْهُ قَالَ: سُنِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَمَرُوا بِأَفْضَلِ الْعَمَلِ أَوْضَلُ؟ قَالَ: «إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ» قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «حَجٌّ مَبْرُورٌ» مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ. «الْمَبْرُورُ» هُوَ الَّذِي لَا يَرْتَكِبُ صَاحِبَهُ فِيهِ مَعْصِيَةً.

۱۲۷۴ / ۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، نبی ﷺ سے پوچھا گیا، کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا، پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پوچھا گیا، پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا، حج مبرور۔ (بخاری و مسلم)

مبرور، وہ حج ہے جس میں حاجی اللہ کی کسی نافرمانی کا ارتکاب نہ کرے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب من قال إن الإیمان هو العمل - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب کون الإیمان بالله تعالیٰ أفضل الأعمال.

فوائد: گویا حج بھی افضل اعمال میں سے ایک افضل عمل ہے، بشرطیکہ اخلاص اور اجتناب معصیت کے ساتھ کیا جائے۔ بعض نے حج مبرور کے معنی کئے ہیں، حج مقبول اور اس کی علامت یہ بتلائی ہے کہ حج کے بعد وہ انسان اللہ کا عبادت گزار بن جائے، جب کہ اس سے پہلے وہ غافل تھا۔

۱۲۷۵ - وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ ۳ / ۱۳۷۵ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يقول: «مَنْ حَجَّ، فَلَمْ يَزُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ» اور اس نے کوئی فحش اور بے ہودہ بات نہیں کی اور نہ اللہ کی نافرمانی کی، تو وہ اس طرح (پاک ہو کر) لوٹا ہے، متفق علیہ۔
جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور - وصحیح مسلم، کتاب الحج، باب في فضل الحج والعمرة ويوم عرفة.

فوائد: رفت کے اصل معنی ہیں، جماع کرنا، یہاں مراد فحش گوئی اور بے ہودگی اور بیوی سے زبان سے جھٹی خواہش کی آرزو کرنا ہے۔ دوران حج چونکہ بیوی سے ہم بستری ممنوع ہے، اس لئے اس موضوع پر بیوی سے گفتگو اور دل گلی کی باتیں کرنا بھی ناپسندیدہ ہے اور فسق سے مراد اللہ کی نافرمانی اور لوگوں سے لڑائی جھگڑا ہے، ایام حج میں بالخصوص ان سے بھی اجتناب ضروری ہے۔ مذکورہ پابندیوں کے ساتھ کئے گئے حج کی فضیلت یہ ہے کہ انسان گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ پاکیزگی صرف ان صغیرہ گناہوں سے ہوتی ہے جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہوتا ہے، ورنہ حقوق اللہ سے متعلق بڑے بڑے گناہ اور اسی طرح حقوق العباد سے متعلق کوتاہیاں، خالص توبہ اور ادائیگی حقوق کے بغیر معاف نہیں ہوں گی۔

۱۲۷۶ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا جَزَاءُ جَنَّتْ بِهِ» سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرے تک، درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت ہی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها - وصحیح مسلم، کتاب الحج، باب في فضل الحج والعمرة ويوم عرفة.

فوائد: اس میں عمرے کی فضیلت یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ گناہوں کا کفارہ ہے، لیکن یہ بھی صغیرہ گناہوں کا ہی کفارہ ہے۔ عمرے کا مطلب ہے۔ احرام باندھ کر خانہ کعبہ کا طواف، صفا مروہ کی سعی اور حلق یا تقصیر (سر مونڈھنا یا بال کترانا)۔ یہ حج کی طرح فرض ہے یا نہیں؟ اس کی بابت علماء میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ فرضیت کا اور ایک گروہ سنت مؤکدہ کا قائل ہے اور بعض نفلی ہونے کا خیال رکھتے ہیں۔ امام بخاریؒ کا رجحان قول اول کی طرف ہے جس کی تائید بعض صحابہ کے اقوال سے ہوتی ہے جن کی بابت بعض محدثین نے موصول ہونے کا دعویٰ بھی

کیا ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، فتح الباری کتاب و باب مذکور) بصورت دیگر عدم وجوب کا قول رائج (زیادہ بہتر) ہے۔

۱۲۷۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۱۳۷۷/۶ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَزَى الْجِهَادُ أَفْضَلَ الْعَمَلِ، أَمْ لَا نُجَاهِدُ؟ فَقَالَ: «لَكِنْ أَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ» رواه البخاري. میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! ہم جہاد کو سب سے افضل عمل سمجھتے ہیں، کیا پس ہم جہاد نہ کریں؟ تو آپ نے فرمایا، تمہارے لئے افضل جہاد حج مبرور ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، و کتاب الجہاد، باب فضل الجہاد.

فوائد: عام حالات میں عورتوں کے لئے حج افضل الجہاد ہے، کیونکہ اسلام میں امور سیاست و جہانپانی، اقتصاد و تجارت اور حرب و ضرب وغیرہ کے بیرونی کاموں کے اصل ذمے دار مرد اور صرف مرد ہیں۔ عورتیں ان تمام کاموں سے مستثنیٰ ہیں۔ تاہم حرب و ضرب کے خاص موقعوں پر اگر ضرورت ہو تو عورتوں سے زخمی فوجیوں کی مرہم پٹی، خوراک وغیرہ کاموں میں اندرونی محاذ پر پردے کے دائرے میں رہتے ہوئے کام لیا جاسکتا ہے۔ لیکن عورتوں کو باقاعدہ فوجی ٹریننگ دینا اور انہیں مردوں کی طرح محاذ جنگ پر بھیجنا، یہ محض مغربی اقوام کی نقالی ہے، اسلامی تعلیمات میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ نبی ﷺ کی اس حدیث سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے۔

۱۲۷۸ - وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يَغْتَبِقَ اللَّهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ» رواه مسلم. ۱۳۷۸/۷ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ عرفے کے دن سے زیادہ اپنے بندے کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الحج والعمرة ويوم عرفة.

فوائد: عبداً یہاں بطور جنس کے استعمال ہوا ہے، مراد جمع (بندے) ہیں۔ یعنی عرفے والے دن اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اپنے بندوں کو جہنم کی آگ سے آزاد فرماتا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں حج کرنے والے افراد، جو ایام حج میں خالص توبہ کر کے اپنے اللہ کو راضی کر لیتے ہوں گے، یقیناً عرفے والے دن اللہ کی خصوصی مغفرت اور جہنم سے آزادی کے مستحق ٹھہرتے ہوں گے۔ جعلنا الله منهم

۱۲۷۹ - وعن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً - أَوْ حَجَّةً مَعِي». ۱۳۷۹/۸ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، رمضان میں عمرہ کرنا، حج کے برابر ہے یا (فرمایا، راوی کو شک ہے) میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العمرة، باب عمرة في رمضان - وصحيح مسلم، کتاب

الحج، باب فضل العمرة فی رمضان.

فوائد: حج کے برابر ہونے کا مطلب حج جیسا اجر و ثواب ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ اس سے فریضہ حج ادا ہو جائے گا اور اس کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہے گی۔ رمضان میں عمرے کی یہ فضیلت غالباً اس لئے ہے کہ اس طرح ایک وقت میں دو عبادتوں کا اجتماع ہو جاتا ہے۔

۱۲۸۰ - وَعَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: ۹/ ۱۳۸۰ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پوچھا یا رسول اللہ! اللہ نے اپنے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے، وہ میرے بوڑھے باپ پر اس وقت لازم ہوا ہے جب وہ (بڑھاپے کی وجہ سے) سواری پر ٹھہر نہیں سکتے، کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا، ہاں (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الحج، باب وجوب الحج وفضله - وصحیح مسلم، کتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما...

فوائد: بڑھاپے میں حج کے لازم ہونے کا مطلب ہے، کہ وہ بڑھاپے میں صاحب استطاعت ہوئے ہیں، لیکن بڑھاپے کے ضعف و انحطاط کی وجہ سے سفر کے قابل نہیں۔ اس صورت میں آپ نے حج بدل کی اجازت مرحمت فرمادی۔ لیکن دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ حج بدل وہی شخص کر سکتا ہے جس نے پہلے خود حج کیا ہوا ہو۔ اسی طرح اگر کوئی صاحب استطاعت باپ حج کے بغیر فوت ہو گیا ہو، تو اس کی طرف سے بھی حج کرنا بہت ضروری ہے ورنہ اس کے ذمے یہ قرض رہے گا، جس پر وہ عند اللہ مآخوذ ہو سکتا ہے۔ تاہم غربت میں فوت ہونے والے ماں باپ کی طرف سے حج کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ وہ ان پر فرض ہی نہیں تھا۔ اگر کوئی ثواب کی نیت سے کرے گا تو نفلی حج کا ثواب ملنے کی امید ہے۔

۱۲۸۱ - وَعَنْ لَقِيطِ بْنِ عَامِرٍ ۱۰/ ۱۲۸۱ - حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ، عَرَضَ كَيْفَ مِيرے باپ بہت بوڑھے ہیں، وہ حج کی طاقت وَلَا الْعُمُرَةَ، وَلَا الظَّنَّ؟ قَالَ: «حُجَّ عَنْ رُکھتے ہیں نہ عمرے کی اور نہ سفر کی۔ آپ نے فرمایا، تَمَّ أَيْبِكَ وَاعْتَمَرَ». رواه أبو داود، والترمذی اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ابو داؤد، ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، کتاب مناسک الحج، باب الرجل يحج عن غيره، - وسنن ترمذی، أبواب الحج، باب ما جاء في الحج عن الشيخ... فوائد: اس میں بھی بطور نیابت حج کرنے کی تاکید ہے، لیکن نائب کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ خود حج کر چکا ہو۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الحج، باب حج الصبیان.

فوائد: چھوٹے بچوں کو اس طرح حج کرانا جائز ہے، اس کا اجر ماں باپ کو ملے گا، لیکن کوئی بچہ بلوغت کے بعد اگر صاحب استطاعت ہوا، تو اس کے لئے فریضہ حج کی ادائیگی ضروری ہوگی۔ بچپن کا کیا ہوا حج اس کے لئے کفایت نہیں کرے گا۔

۱۲۸۳ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ رَجُلًا بِالرُّوحَاءِ، فَقَالَ: «مَنْ الْقَوْمُ؟» قَالُوا: الْمُسْلِمُونَ. قَالُوا: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: «رَسُولُ اللَّهِ» فَرَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ: أَلِهَذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ» رواه مسلم.

۱۲۸۳ / ۱۲ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ روحاء جگہ پر ایک قافلے کو ملے، تو پوچھا، کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتلایا، مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا، آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا، اللہ کا رسول۔ پس ایک عورت نے ایک بچہ (ہاتھوں پر اٹھا کر) بلند کیا اور پوچھا، کیا اس کے لئے بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں اور اس کا اجر تجھے ملے گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الحج، باب صحة حج الصبي.

۱۲۸۴ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَجَّ عَلَى رَحْلِ، وَكَانَتْ زَامِلَتُهُ. رواه البخاري.

۱۳ / ۱۳۸۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کجاوہ (پالان) پر حج فرمایا اور یہی آپ کے سامان سفر کی سواری بھی تھی۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الحج، باب الحج على الراحل.

فتوٰیٰ: زاملہ، ایسی سواری (اونٹ، چغرو وغیرہ) کو کہا جاتا ہے جس پر سامان سفر رکھ لیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے ایسی سواری پر حج فرمایا، کہ اسی پر آپؐ کے کھانے پینے کا سامان بھی رکھا ہوا تھا، گویا وہی آپؐ کے سامان سفر کی سواری (زاملہ) بھی تھی۔

۱۲۸۵ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ عُكَاظٌ وَمِجَنَّةٌ، وَذُو الْمَجَازِ أَسَاقِفًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَتَأْتَمُّوْا أَنْ يَنْجَرُوا فِي الْمَوَاسِمِ، فَزِلْتُ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ﴾ [البقرة: ۱۶۸] فِي مَوَاسِمِ

۱۳ / ۱۳۸۵ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ عکاظ، مجنہ اور ذوالحجاز زمانہ جاہلیت کی منڈیاں تھیں (یہاں میلوں ٹھیلوں کے موقع پر بازار لگتے تھے) تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج کے مہینوں میں کاروبار کرنے کو گناہ سمجھا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو“ یعنی حج کے مہینوں

166 ریاض الصالحین (جلد دوم)

الحجّ. رواه البخاری. میں۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الحج، باب التجارة أيام الموسم.

فوائد: موسم، موسم کی جمع ہے، یہاں یہ مہینوں کے مفہوم میں ہے۔ صحابہ کرام نے حج کے موسم یعنی ایام حج میں جو دو تین مہینوں کو محیط ہوتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں لگنے والے بازاروں سے مشابہت خیال کرتے ہوئے تجارت و کاروبار کرنے کو گناہ سمجھا، اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں وضاحت فرما کر ان کا شبہ دور فرما دیا۔ اس لئے اس موقع پر تجارت و کاروبار میں حصہ لینا حج و عمرے کے منافی نہیں۔ تاہم یہ صرف جواز ہی ہے، اگر کوئی ان ایام میں زیادہ سے زیادہ عبادت کر کے اخروی ثواب حاصل کرنے کی آرزو رکھتا ہے تو اس کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ کاروباری مشغولیتوں سے اپنا دامن بچا کر یکسوئی اور توجہ کے ساتھ ذکر و عبادت میں اپنا وقت صرف کرے۔



۱۱۔ کِتَابُ الْجِهَادِ

۲۳۴۔ جہاد کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم تمام مشرکوں سے لڑو، جیسے وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ پر ہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ (سورہ توبہ، ۳۶) اور فرمایا اللہ نے: تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہارے لئے ناگوار ہے اور کچھ تعجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور شاید تم کسی چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (سورہ بقرہ، ۲۱۶) نیز فرمایا: اللہ کے راستے میں، ہلکے ہو یا بوجھل، نکل کھڑے ہو اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ نیز فرمایا: اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کے لئے جنت ہے، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، پس وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں، انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے؟ پس تم اپنے اس سودے پر جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے، خوش ہو جاؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ (سورہ توبہ، ۱۱۱)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وہ مسلمان جو غیر معذور ہیں اور (عذر کے بغیر) گھروں میں بیٹھے رہنے والے ہیں اور

۲۳۵۔ باب فضل الجہاد

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾ [التوبة: ۳۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهُ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [البقرة: ۲۱۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿أَنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ [التوبة: ۴۱] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْتَ لَهُمُ الْحَكِيمَةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعَلَىٰ عَلَيْهِمْ حَقًّا فِي التَّوَدُّعِ وَالْإِخْلَافِ وَالْفَرَارِ إِنَّ أَوْلَىٰ أَوَّلَ مَا يَمُوتُ مِنَ اللَّهِ فَاستَبشِرُوا بِنَيْبِكُمُ الَّذِي يَبَأَتْكُمْ بِهِ وَذَلِكُمْ هُوَ الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ﴾ [التوبة: ۱۱۱] وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَوْمُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

وہ مومن جو اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں، یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں، بیٹھ رہنے والوں پر، مرتبے میں فضیلت دی ہے اور ہر ایک کے ساتھ اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اور مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دی ہے، اپنی طرف سے مرتبوں کی بھی بخشش کی بھی اور رحمت کی بھی اور اللہ تعالیٰ بہت بخشش والا نہایت مہربان ہے۔ (سورہ نساء، ۹۵، ۹۶)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے، وہ یہ کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو، وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں اپنے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور عمدہ گھر ہیں جو ہمیشہ رہنے والے باغوں میں ہیں۔ یہ ہے کامیابی بڑی اور ایک اور چیز بھی، جسے تم پسند کرتے ہو، اللہ کی طرف سے مدد اور نزدیکی فتح اور مومنوں کو خوش خبری دے دیجئے۔ (صف، ۱۰، ۱۳)

عَبْرَ أُولَى الْأَصْحَابِ وَالْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْمُحْسِنِينَ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجَتَيْنِ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٩٦﴾ [النساء: ۹۵، ۹۶] وقال تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ عِزٍّ كَثِيرٍ مِّنْ عَذَابِ آلِئِمٍّ ﴿٩٥﴾ تَوَكَّلُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ذَلِكُمْ عِزٌّ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ يَقْبِضْ لَكُمْ دُونَكُمْ وَيَذْخَلْكُمْ جَنَّتٍ تَجْرَىٰ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسْكَنٌ طَيِّبٌ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٩٧﴾ وَلَنُغْنِيَنَّ عَنْكُمْ بَعْضَ الَّذِي نَقَضَ رَبُّهُمْ وَأَنبَشِرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٩٨﴾ [الصف: ۱۰-۱۳] والآيات في الباب كثيرة مشهورة.

اور اس باب میں بہت آیات ہیں اور مشہور ہیں۔ فوائد آیات: یہ تمام آیات جہاد سے تعلق رکھتی ہیں، جن میں اہل ایمان کو جہاد کی ترغیب بھی دلائی گئی ہے اور اس کے دینی و دنیوی فائدے بھی بیان کئے گئے ہیں۔ اس لئے جب بھی اور جہاں بھی کفار سے لڑنے کی ضرورت ہو، جہاد سے جی نہیں چراتا چاہئے۔ جہاد ہی میں اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کی رفعت کا راز مضمر ہے، مسلمانوں نے جب تک جہاد کا علم بلند کئے رکھا، ان کی عظمت و رفعت کا پھر پورا چار دانگ عالم میں لہراتا رہا اور ان کی تہذیب و ثقافت کا سکھ رواں رہا اور جب سے مسلمانوں نے جہاد کے اس اہم ترین فریضے کو فراموش کیا ہے، وہ قہر و غلبہ میں گر گئے اور ان کی بے مثال تہذیب بھی دنیا کی نظروں میں بے توقیر ٹھہری۔ آج مسلمان ساری دنیا میں ذلیل و خوار ہیں اور ان کی تہذیب بھی کھوٹا سکھ، جسے وہ خود بھی اپنانے کے لئے تیار نہیں۔ ذلت و ادبار کی یہ گھنا پوری دنیا کے مسلمانوں پر چھائی ہوئی ہے، لیکن اس کو دور کرنے اور اپنی عظمت رفتہ کے حاصل کرنے کے

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ فِي فَضْلِ الْجِهَادِ فَأَكْثَرُ مَنْ أَنْ تُحْصَرَ، فَمِنْ ذَلِكَ:

١٢٨٦ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ» قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «حَجُّ مَبْرُورٌ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم.

جماد کی فضیلت میں اتنی کثرت سے احادیث ہیں کہ شمار سے باہر ہیں۔ ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

۱/ ۱۳۸۶ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا، کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا، پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جماد کرنا، پوچھا گیا، پھر کون سا؟ آپ نے جواب دیا، حج مبرور۔ (بخاری و مسلم)

فوائد: یہ حدیث رقم ۳/۱۲۷۴ میں مقرر ہو چکی ہے۔ مختلف احادیث میں مختلف اعمال کو افضل الاعمال بتلایا گیا ہے۔ اس کی توجہ میں بعض نے تو کہا ہے کہ ان میں ”من“ پوشیدہ ہے، یعنی من افضل الاعمال، یعنی یہ یہ کام زیادہ فضیلت والے عملوں میں سے ہیں۔ یا مختلف احوال، اوقات یا جگہوں کے اعتبار سے انہیں بیان کیا گیا ہے، مثلاً کسی وقت یا کسی جگہ یا کسی شخص کے لئے اول وقت نماز پڑھنا افضل ہے یا حج مبرور افضل ہے یا جہاد افضل ہے، وغیرہ۔ بعض کے نزدیک مخاطب کی رو سے مختلف اعمال کی افضلیت کو بیان کیا گیا ہے۔ (۲) حج کے لغوی معنی قصد کرنا ہیں، شرعاً مناسک حج کی ادائیگی کے لئے بیت اللہ کا قصد کرنا، حج کہلاتا ہے۔ مبرور، بمعنی

طاعت کا اسم مفعول ہے، مراد ایسا عمل ہے جو خالص نیت کے ساتھ کیا جائے اور اس میں کسی نافرمانی کا ارتکاب نہ ہو۔

۱۲۸۷ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲ / ۱۲۸۷ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الْعَمَلِ كَسَبَ سَبْعَ زِيَادَةٍ يَسْتَبِقُ؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ عَلَى سَبْعَ زِيَادَةٍ يَسْتَبِقُ؟ قَالَ: «بِرِّ الْوَالِدَيْنِ» نماز پڑھنا، میں نے کہا، پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا، اپنے وقت پر وَفِيهَا، قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: «الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» متفقٌ عليه۔

سا؟ آپ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب فضل الجہاد والسير - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب كون الإیمان بالله تعالى أفضل الأعمال۔

فوائد: یہ روایت باب بر الوالدین وصلۃ الارحام، رقم ۳۱۳/۱ میں گزر چکی ہے۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ جب بغیر عذر کے اپنے وقت پر نماز نہیں پڑھی حتیٰ کہ اس کا وقت نکل گیا، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ اتنا گراں کام نہیں ہے اور اس کی فضیلت بھی بہت ہے، تو وہ دوسرے اعمال خیر کو بھی ضائع کرنے والا ہو گا اور جو والدین کے ساتھ حسن سلوک نہیں کرتا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ ان کا حق مجھ پر سب سے زیادہ فائق ہے، تو وہ دوسروں کے ساتھ کیا حسن سلوک کرے گا؟ اور جو کافروں کے ساتھ جہاد نہیں کرتا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ دین اسلام کے شدید دشمن ہیں تو وہ فق و فجور کے مرتکبین کے خلاف بھی جدوجہد نہیں کر سکتا۔ (ابن علان)

۱۲۸۸ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳ / ۱۲۸۸ - حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الْعَمَلِ كَسَبَ أَفْضَلَ؟ قَالَ: «الْإِيمَانُ بِاللَّهِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ» متفقٌ عليه۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العتق، باب أي الرقاب أفضل؟ - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب كون الإیمان بالله تعالى أفضل الأعمال۔

۱۲۸۹ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ۴ / ۱۲۸۹ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لِغَدَاةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ رَوْحَةٍ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا» شام گزارنا، دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بہتر ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الغدوة والروحة في سبيل الله - وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله۔

فوائد: غدوة اور روحہ یہ غدو اور روح کے اسم مرة ہیں۔ یعنی ایک صبح یا ایک شام کو چلنا۔ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، کیونکہ دنیا اور اس کی ہر چیز فانی ہے، جب کہ آخرت کو بقا و دوام ہے۔ فنا ہو جانے والی چیز کا بھلا ان چیزوں سے کیا مقابلہ جو ہمیشہ رہنے والی ہیں؟

۱۲۹۰ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «مُؤْمِنٌ فِي شَيْءٍ مِنَ الشَّعَابِ يَعْبُدُ اللَّهَ، وَيَدْعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ» متفق عليه.

۵ / ۱۲۹۰ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا، کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا، وہ مومن جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ اس نے کہا، پھر کون؟ آپ نے فرمایا، وہ مومن، جو پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب أفضل الناس مؤمن... - وصحیح مسلم، کتاب الإمامۃ، باب فضل الجہاد والرباط.

فوائد: یہ روایت باب العزلة، رقم ۵۹۸ / ۲ میں گزر چکی ہے۔ شعب (گھاٹی) پہاڑ کے درمیان یا دو پہاڑوں کے درمیان راستے اور پانی کی گزر گاہ کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ شہروں میں جب فتنے عام ہو جائیں اور دین کو بچانا مشکل ہو جائے تو ایسے حالات میں اپنے دین و ایمان کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے جنگلوں، پہاڑوں اور بے آباد علاقوں میں جا بسنا، یہ بھی نہایت فضیلت والا عمل ہے۔

۱۲۹۱ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «رِبَاطٌ يَوْمٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَمَوْضِعٌ سَوِطٍ أَحَدَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَالزَّوْحَةُ بِزَوْحِهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى، أَوِ الْغَدْوَةُ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا» متفق عليه.

۶ / ۱۲۹۱ - حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے راستے میں ایک دن سرحدی محاذ پر پہرہ دینا، دنیا اور جو کچھ اس پر ہے، سے بہتر ہے اور جنت میں تمہارے کسی ایک کے کوڑے جتنی جگہ کامل جانا، دنیا اور جو کچھ اس پر ہے، سے بہتر ہے اور اللہ کے راستے (جہاد) میں ایک شام یا ایک صبح کو چلنا، دنیا اور جو کچھ اس پر ہے، سے بہتر ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب فضل رباط يوم في سبيل الله - وصحیح مسلم، کتاب الإمامۃ، باب فضل الغدوة والروحة...

فوائد: رباط کے معنی ہیں، دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے اور اس کو اپنی سرحدوں سے دھکیلنے کے لئے اپنی سرحد اور مورچے پر اسلحہ بند ہو کر بیٹھنا۔ حدیث میں رباط کی اس فضیلت سے مقصود جہاد کی ترغیب ہے اور جنت

کی تھوڑی سے تھوڑی جگہ کی فضیلت کا بیان کرنے سے مقصود دنیا کی بے ثباتی کا اثبات اور اس سے بے رغبتی کی تعلیم دینا ہے۔

۱۲۹۲ - وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۷ / ۱۲۹۲ - حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، وَإِنْ مَاتَ فِيهِ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ، وَأُجْرِي عَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَأَمِنَ الْفِتَانَ» رواه مسلم.

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، سرحد پر ایک رات اور دن کو پہرہ دینا، ایک مہینے کے روزے رکھنے اور اس کی شب بیداری سے بہتر ہے اور اگر اس حال میں اس کو موت آگئی تو اس کا وہ (نیک) عمل جاری رہے گا جو وہ کرتا تھا (یعنی اس کا ثواب برابر ملتا رہے گا) اور اس پر اس کی (جنت کی) روزی جاری رہے گی اور وہ آزمائش میں ڈالنے والے سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الرباط في سبيل الله عز وجل.

نوٹ: سرحد پر موت یا شہادت سے ہم کنار ہونے والے مجاہد کے وہ اعمال صالحہ جو وہ اپنی زندگی میں کیا کرتا تھا، قیامت تک وہ اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے رہیں گے اور جنت میں بھی شہداء کی طرح انہیں برابر رزق ملتا رہے گا۔ فان (آزمائش میں ڈالنے والا) سے مراد وہ دو فرشتے ہیں جو قبر میں مردے سے سوال کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی آزمائش ہے جس سے ہر مرنے والے کو دوچار ہونا پڑتا ہے، تاہم مومن اس مرحلے سے آسانی سے گزر جاتا ہے، کیونکہ اللہ کی توفیق سے وہ صحیح جواب دے دیتا ہے۔

۱۲۹۳ - وَعَنْ فَصَّالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ ۸ / ۱۲۹۳ - حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الْمُرَابِطَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؛ فَإِنَّهُ يُنْجِي لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيُؤْتَرُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ» رواه أبو داود، والترمذي وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ

ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر مرنے والے کا عمل اس کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، سوائے اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دیتا ہے، یقیناً القیامۃ، و یؤتَرُ من فتنۃ القبر» رواہ ابو داود، والترمذی وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ

قبر کی آزمائش سے بھی اس کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔

(ابو داود، ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الجہاد، باب فضل الرباط - وسنن ترمذی، أبواب فضائل الجہاد، باب ما جاء في فضل المرباط.

نوٹ: اس میں بھی جہاد کی اور بالخصوص سرحدی حماز کی حفاظت اور پہرہ داری کی فضیلت کا بیان ہے، جیسا کہ اس سے ما قبل حدیث میں یہ بیان تھا۔

۱۲۹۴ - وَعَنْ عَثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۹ / ۱۲۹۴ - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «رِبَاطُ

(ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرباط.

۱۲۹۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَضَمَّنَ اللَّهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جَهَادًا فِي سَبِيلِي، وَإِيمَانًا بِي وَتَصَدِيقًا بِرُسُلِي؛ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَيَّ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ أُزَجِّعَهُ إِلَى مَنَزِلِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ، أَوْ غَنِيمَةٍ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ كَلِمٍ يَكُلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ كَلِمٍ: لَوْ نُفِئَ لَوْثٌ دَمٍ، وَرِيحُهُ رِيحُ مِسْكِ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَبَدًا، وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلُهُمْ وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً، وَيَشْتَرُونَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوَدِدْتُ أَنْ أَعْزَوْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أَعْزَوْ، فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أَعْزَوْ فَأُقْتَلَ» رواه مسلم وروى البخاري بَعْضُهُ. «الْكَلِمُ: الْجَرْحُ».

انتظام کروں اور نہ وہ خود اس کی گنجائش پاتے ہیں اور ان پر یہ بات بڑی گراں گزرتی ہے کہ وہ مجھ سے پیچھے رہیں (کہ میں تو چلا جاؤں اور وہ گھروں میں رہیں) اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، میں تو چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں، پھر جہاد کروں، پھر قتل کر دیا

جاؤں، پھر جہاد کروں اور پھر قتل کر دیا جاؤں۔ (مسلم)
بخاری نے اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے
الکلم کے معنی ہیں، زخم

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب من یرجع فی سبیل اللہ عزوجل، وباب
تمنی المجاہد أن یرجع إلی الدنیا وتمنی الشهادة وغیرهما من الأبواب - وصحیح مسلم،
کتاب الجہاد، باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ.

فوائد: اس حدیث میں بھی جہاد کی فضیلت کے علاوہ مومن کی یہ امتیازی شان بیان کی گئی ہے کہ وہ قیامت کے
روز زخمی حالت میں اس طرح اٹھایا جائے گا جیسے وہ آج ہی زخمی ہوا ہے، اس کے جسم سے ایک طرف خون بہہ
رہا ہو گا اور دوسری طرف اس خون سے کستوری کی مہک اٹھ رہی ہو گی۔ یہ کیفیت مجاہد کی امتیازی شان اور
عظمت کو میدان محشر میں نمایاں کرے گی۔ (۲) اس میں رسول اللہ ﷺ کی اس شفقت و رحمت کا ذکر بھی ہے جو
اپنی امت کی بابت آپ کے دل میں تھی۔ (۳) آپ کے جذبہ جہاد کا بیان بھی ہے کہ آپ بار بار اللہ کی راہ میں
شہید کئے جانے کی آرزو فرما رہے ہیں۔ جس طرح دوسرے شہداء کی بابت بھی آتا ہے کہ وہ اللہ سے التجا کرتے
ہیں کہ اے اللہ ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج، تاکہ ہم پھر تیری راہ میں شہید ہوں۔

۱۲۹۶ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ مَكْلُومٍ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَكَلَّمُهُ يَذْمِي: اللَّؤْلُؤُ لَوْ دَمٍ، وَالرَّيْحُ رِيحُ مِنْكَ» اس کے زخم سے خون بہتا ہو گا، اس کا رنگ خون کا متفقہ علیہ۔
رنگ ہو گا اور اس کی مہک کستوری کی مہک ہو گی۔
(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الذبائح، باب المنسك - وصحیح مسلم، کتاب الإمامة،
باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ.
یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

۱۲۹۷ - وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ نُكِبَ نَكْبَةً؛ فَإِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرِ مَا كَانَتْ: لَوْنُهَا الزُّعْفَرَانُ، وَرِيحُهَا كَالْمِسْكِ». رواه أبو داود، والترمذي

۱۲۹۷/۱۲ - حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس مسلمان آدمی نے اللہ کی راہ میں اتنی دیر جہاد کیا، جتنا کسی اونٹنی کو دوبارہ دوہنے کا وقفہ ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور جس کو اللہ کی راہ میں کوئی زخم لگایا کوئی خراش آئی تو وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ وہ زخم یا خراش زیادہ سے زیادہ اس حالت میں ہو گی جس میں وہ تھی۔ اس کا

وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. رنگ زعفران کا اور اس کی مہک کستوری کی طرح ہو گی۔ (ابو داؤد، ترمذی۔ حسن حدیث ہے)

تخریج: سنن أبي داود وسنن ترمذی وقال: حسن صحيح.

فوائد: فواق اس مدت کو کہتے ہیں جو اونٹنی کو ایک مرتبہ دوھ کر دوبارہ دوہنے کے درمیان وقفہ ہوتا ہے، یہ ایک نہایت قلیل وقفہ ہوتا ہے، یہ کنایہ ہے جہاد کی تھوڑی سی مدت سے۔ اتنی سی دیر کے جہاد کی بھی یہ فضیلت ہے کہ مجاہد کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ مجاہد اخلاص نیت سے بہرہ ور ہو اور اس کا دامن عمل کبیرہ گناہوں سے اور ہندوں کی حق تلفیوں سے پاک ہو اور جس کی زندگی کا بیشتر حصہ جہاد میں گزرا ہو اس کا کیا مقام ہو گا؟

۱۲۹۸ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، بِشُعْبٍ فِيهِ عَيْنَةٌ مِنْ مَاءٍ عَذِيَّةٍ، فَأَعَجَبَتْهُ، فَقَالَ: لَوْ اعْتَرَلْتُ النَّاسَ فَأَقَمْتُ فِي هَذَا الشُّعْبِ، وَلَنْ أَفْعَلَ حَتَّى أَشْأَذَنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «لَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ مَقَامَ أَحَدِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ سَبْعِينَ عَامًا، أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟ اغْزُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَاقٍ نَاقَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ» رواه الترمذی وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. «والفواق»: مَا بَيْنَ الْحَلْبَتَيْنِ.

۱۳ / ۱۲۹۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول میں سے ایک آدمی کا ایک ایسی گھاٹی سے گزر ہوا جس میں پانی کا ایک پاکیزہ چھوٹا سا چشمہ تھا، اس نے اس کے دل کو لبھایا، تو اس نے کہا، کاش میں لوگوں سے کنارہ کشی کر کے اس گھاٹی میں اقامت پذیر ہو جاؤں (تو کیا خوب ہو) لیکن میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا یہاں تک کہ (پہلے) رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لوں۔ پس اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا، ایسا نہ کرو، اس لئے کہ تمہارے کسی ایک آدمی کا اللہ کی راہ میں قیام (جہاد) کرنا، اس کے اپنے گھر کی ۷۰ سالہ نماز سے بہتر ہے۔ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور جنت میں داخل کر دے؟ (اس لئے) تم اللہ کے راستے میں جہاد کرو، جس نے اللہ کے راستے میں اونٹنی کے دوبارہ دوہنے کے درمیانی وقفہ جتنی مدت کے لئے بھی جہاد کیا تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ (ترمذی، یہ حدیث حسن ہے) الفواق، ایک مرتبہ دوھ کر دوبارہ دوہنے کے درمیان کا وقفہ۔

تخریج: سنن ترمذی، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الغدو والرواح في فوائد: اس میں جہاد کو نفلی نماز سے کہیں زیادہ افضل قرار دیا گیا ہے اور یہ بالکل صحیح ہے کیونکہ نماز کا فائدہ صرف نمازی کی ذات تک محدود رہتا ہے، جب کہ جہاد میں کلمۃ اللہ کی بلندی یا دشمن کو اپنے ملک کی سرحدوں سے دور دھکیلنے میں بے شمار لوگوں کا فائدہ ہے۔ (۲) صحابہ کرام، رسول اللہ ﷺ سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے۔

۱۲۹۹ - وَعَنْهُ قَالَ: قِيلَ: سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول یا رَسُولُ اللَّهِ! مَا يَغْدُلُ الْجَهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل اللہ کی راہ میں اللہ؟ قَالَ: «لَا تَسْتَطِيعُونَهُ» فَأَعَادُوا عَلَيْهِ جہاد کرنے کے برابر ہے؟ آپ نے فرمایا، تم اس کی

مَرَّيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ: طاقَت نہیں رکھتے۔ پس انہوں نے آپ کے سامنے اپنا یہ سوال دو یا تین مرتبہ دہرایا، آپ ہر مرتبہ یہی جواب دیتے رہے، تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر فرمایا، اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال، اس شخص کی طرح ہے جو روزے دار، شب بیدار، اللہ کی آیات کے ساتھ تلاوت کرنے والا ہو، وہ نماز سے تھکتا ہو نہ روزے سے۔ یہاں تک کہ مجاہد فی سبیل اللہ اپنے گھر لوٹ آئے۔

«لَا تَسْتَطِيعُونَهُ!» ثُمَّ قَالَ: «مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بَأْيَاتِ اللَّهِ لَا يَفْتَرُ مِنْ صَلَاةٍ، وَلَا صِيَامٍ، حَتَّى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ. وَفِي رَوَايَةٍ الْبُخَارِيِّ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ذُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَنْبَغِي الْجِهَادَ؟ قَالَ: «لَا أَجِدُهُ» ثُمَّ قَالَ: «هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَقْتَرُ، وَتَصُومَ وَلَا تَفْطِرُ؟» فَقَالَ: وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ؟!

(بخاری و مسلم یہ الفاظ مسلم کے ہیں) اور بخاری کی روایت میں ہے، ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول، مجھے ایسا عمل بتلائے، جو جہاد کے برابر ہو؟ آپ نے فرمایا، میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ پھر آپ نے فرمایا، کیا تو اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ جب مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تو اپنی مسجد میں داخل ہو کر نماز کے لئے کھڑا ہو جائے اور اس میں ذرا سستی نہ کرے اور روزہ رکھے، کبھی روزہ نہ چھوڑے۔ پس اس آدمی نے کہا، کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟

تخریج: صحیح بخاری، أول كتاب الجهاد - وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الشهادة في سبيل الله.

فوائد: القانت، خشوع خضوع سے آیات الہی کی تلاوت کرنے والا، یا بمعنی مطیع، احکام الہی کی اطاعت کرنے والا۔ مثال کا مطلب یہ ہے کہ مجاہد، جب تک جہاد میں مشغول رہتا ہے، اس شخص کی طرح ہے جو راتوں کو نماز میں مصروف رہتا اور دنوں کو روزے رکھتا ہے۔ ایسے شخص کا عمل تو مجاہد کے برابر اجر و ثواب کا حامل ہو سکتا ہے۔ مطلب وہی ہے کہ فرائض کے بعد خصوصی حالات میں جہاد سب سے افضل عمل ہے۔ ایک عبادت گزار وہ ثواب حاصل نہیں کر سکتا جو ایک مجاہد میدان جہاد میں حاصل کر لیتا ہے۔

۱۳۰۰ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمِسِكٌ بِعِنَانِ قَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً، أَوْ فَرَعَةً طَارَ عَلَى مَتْنِهِ، يَنْتَفِي الْقَتْلَ أَوْ الْمَوْتَ مَطَانَةً، ۱۵ / ۱۳۰۰ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لوگوں میں سب سے بہتر زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہو، جب بھی کوئی جنگی آواز یا دھماکہ سنتا ہے تو اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر اڑنے لگتا ہے، (تیزی سے

أَوْ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ أَوْ شَعَفَةٍ مِنْ هَذَا الشَّعَفِ أَوْ بَطْنٍ وَادٍ مِنْ هَذِهِ الْأَوْدِيَةِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ» رواه مسلم.

دوڑتا ہے) گھوڑے کی پشت پر شہادت یا موت کو اس کی جگہوں سے تلاش کرتا ہے یا وہ آدمی ہے جو کچھ بھیڑ بکریاں لے کر، یا ان چوٹیوں میں سے کسی چوٹی یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں جا ٹھہرتا ہے، نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کو موت آجائے۔ لوگوں سے سوائے بھلائی کے، اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمامۃ، باب الجہاد والرباط.

فوائد: یہ روایت باب استحباب العزلة عند فساد الزمان رقم ۵/۶۰۱ میں گزر چکی ہے۔ اس میں مجاہد کی فضیلت کے علاوہ دوسرے اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جو فساد عام کے دور میں شہری آبادیوں کو چھوڑ کر کسی پہاڑ کی چوٹی یا وادی کو اپنا مسکن بنا لیتا ہے یا تھوڑی سی بھیڑ بکریوں کے ساتھ کسی جنگل بیابان میں فرائض اسلام کی پابندی اور اپنے رب کی عبادت کر کے اپنے دین و ایمان کا تحفظ کرتا ہے۔ اس کی ایک امتیازی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا، اس کی ذات سے لوگوں کو فائدہ ہی پہنچتا ہے، کوئی نقصان نہیں۔

۱۳۰۱ - وَعَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ» رواه البخاري.

۱۳۰۱/۱۶ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت میں سو درجے ہیں، جو اللہ نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ.

فوائد: اس میں بھی مجاہدین کی اخروی فضیلت اور بلندی درجات کا تذکرہ ہے۔

۱۳۰۲ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ» فَعَجَبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ، فَقَالَ أَعَدَّهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «وَأُخْرَى يَرْفَعُ اللَّهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ» قَالَ: وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟

۱۳۰۲/۱۷ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا، اس کے لئے جنت واجب ہو گئی، حضرت ابو سعید (راوی حدیث) نے اس بات پر اظہار تعجب کیا اور کہا، اے اللہ کے رسول! یہ بات میرے سامنے پھر دہرائیے، آپ نے اسے دوبارہ ان کے سامنے بیان فرمایا۔ پھر فرمایا، ایک اور نیکی ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بندے کے جنت میں سو درجے بلند فرماتا

قال: «الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، الْجِهَادُ فِي» ہے۔ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ حضرت ابو سعیدؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ! وہ نیکی کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب ما أَعَدَّ اللَّهُ تَعَالَى لِلْمُجَاهِدِ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الدَّرَجَاتِ.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں جنتیوں کے درمیان اعمال کے لحاظ سے درجوں میں تفاوت ہو گا۔ دوسرا یہ کہ جنت میں اتنے درجات ہوں گے کہ احاطہ شمار سے باہر ہیں۔ اسی لئے تو مجاہد کو ان درجات میں سے سو درجے حاصل ہوں گے۔

۱۳۰۳ - وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ الشُّيُوفِ» فَقَامَ رَجُلٌ رَثَّ الْهَيْئَةَ فَقَالَ: يَا أَبَا مُوسَى! أَأَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ؟ فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ؛ فَقَالَ: «أَفَرَأَى عَلَيْكُمْ السَّلَامَ» ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَأَلْقَاهُ، ثُمَّ مَنَى بِسَيْفِهِ إِلَى الْعَدُوِّ فَضْرَبَ بِهِ حَتَّى قُتِلَ» رواه مسلم.

۱۸ / ۱۳۰۳ - حضرت ابو بکر بن ابی موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، وہو بحضرة العدو،) سے سنا، جب کہ وہ دشمن کے سامنے تھے، وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت کے دروازے، تلواروں کے سائے تلے ہیں۔ یہ سن کر ایک پرانہ حال شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا، اے ابو موسیٰ! کیا تم نے واقعی رسول اللہ ﷺ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں، پس وہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس چلا گیا اور کہا، میں تمہیں (الوداعی) سلام کہتا ہوں، پھر اس نے اپنی تلوار کی نیام توڑ دی اور اسے پھینک دیا، پھر اپنی تلوار لے کر دشمن کی طرف چلا اور اس کے ساتھ دشمن پر وار کیا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد.

فوائد: اس میں جہاد کی فضیلت کا بیان ہے، وہاں اس میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے جذبہ جہاد اور اللہ کی باتوں پر ان کے یقین و اعتماد کا تذکرہ بھی ہے۔ اسی یقین نے انہیں آخرت کے مقابلے میں دنیا سے بے رغبت کر دیا تھا۔

۱۳۰۴ - وَعَنْ أَبِي عَنِسٍ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَبْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا اغْبَرَّتْ قَدَمًا عَبْدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ» رواه البخاري.

۱۹ / ۱۳۰۴ - حضرت ابو عبس عبد الرحمن بن جبرؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی بندے کے قدم اللہ کی راہ (جہاد) میں غبار آلود ہوں اور پھر انہیں جہنم کی آگ بھی چھوئے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب من اغبرت قدما فی سبیل اللہ.

۱۳۰۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَلْجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ عَلَى عَبْدٍ غَبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ» رواه الترمذی وقال: حديث حسن صحيح.

۲۰ / ۱۳۰۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، وہ آدمی جہنم میں داخل نہیں ہو گا جو اللہ کے ڈر سے رو پڑا، یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے اور کسی آدمی پر اللہ کی راہ کا گرد و غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھا نہیں ہو گا۔ (ترمذی، حسن صحیح)

فوائد: اس میں تعلیق بالحال کا بیان ہے۔ یعنی جس طرح یہ ممکن نہیں ہے کہ تھنوں سے نکلا ہوا دودھ، تھنوں میں واپس چلا جائے، اسی طرح یہ ناممکن ہے کہ اللہ کے ڈر سے رونے والا شخص جنت میں نہ جائے اور اسی طرح جہاد کے میدان میں گرد و غبار سے آلود ہونے والا مجاہد جہنم کے دھوئیں سے محفوظ رہے گا۔ میدان جہاد کا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

۱۳۰۶ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «عَبْدَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» رواه الترمذی وقال: حديث حسن.

تخریج: سنن ترمذی، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الحرس في سبيل الله .
ترجمہ: اس میں اللہ کی عظمت و جلالت کے تصور سے رونے اور جماد میں پہرہ دینے، دونوں کی فضیلت کا بیان ہے۔

۱۳۰۷ - وعن زيد بن خالد رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: «من جهز غازياً في سبيل الله فقد غزا، ومن خلف غازياً في

یقیناً اس نے خود جہاد کیا اور جس نے کسی مجاہد کی اس
کے گھر میں بھلائی کے ساتھ جانشینی کی، اس نے بھی یقیناً
جہاد کیا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب فضل من جہز غازیاً أو خلفه بخیر -
وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل إعانة الغازی.

فوائد: اس میں مسلمانوں کی باہمی کفالت و تعاون کی صورتوں کا اور اس کے اجر و ثواب کا بیان ہے۔ کسی مجاہد کی
جہادی ضروریات کا مہیا کر دینا یا اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں کی حفاظت و نگرانی اور ان کی
ضروریات کا انتظام کر دینا، ایسا ہی ہے جیسے یہ شخص خود اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے۔ جو اجر اللہ ایک مجاہد کو
دے گا، وہی اجر ان معاونین کو بھی ملے گا۔

۱۳۰۸ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُنُطَاطٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَتَبِخَةٌ خَادِمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ طَرُوقَةٌ فَخْلٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۱۳۰۸ / ۲۳ - حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقات میں سے افضل
صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ دار خیمہ لگانا ہے (جس سے
مجاہد فیض یاب ہو) یا اللہ کی راہ میں کسی خادم کا عطیہ دینا
ہے (جس سے مجاہد اپنی خدمت لے) یا جوان اونٹنی اللہ
کی راہ میں دینا (جس سے مجاہد فائدہ اٹھائے)۔

(ترمذی، یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب فضائل الجہاد، باب ما في فضل الخدمة في سبيل الله.

فوائد: خیمے سے ایسا سایہ دار خیمہ مراد ہے جس کے سائے سے مجاہد کو آرام و سکون حاصل کرنے کا موقع ملے۔
خادم سے بھی ایسا خادم مراد ہے جو مجاہد کی خدمت اور اس کی اغانت کرے۔ فحل اونٹ کو کہتے ہیں اور طروقہ
اس جوان اونٹنی کو جو جفتی کے قابل ہو۔ مطلب تو مند جوان اونٹنی، جس سے مجاہد دودھ حاصل کر سکے۔ مطلب
یہ ہے کہ ایسا کام کرنا جس سے مجاہد کو راحت، قوت یا سامان خوراک حاصل ہو، وہ بہت افضل ہے، اللہ کے ہاں
اس پر بہت اجر ملے گا۔

۱۳۰۹ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ فَتًى مِّنْ أَسْلَمَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أُرِيدُ الْعَزَّوْ وَلَيْسَ مَعِيَ مَا أَتَجَهَّزُ بِهِ، قَالَ: «أَنْتَ فُلَانٌ، فَإِنَّهُ كَانَ قَدْ تَجَهَّزَ فَمَرَضَ» فَأَنَاهُ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرُئُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ: أَغْطِيَنِ الَّذِي تَجَهَّزْتُ بِهِ. قَالَ: يَا فُلَانُ! أُعْطِيَهِ الَّذِي كُنْتُ تَجَهَّزْتُ

۱۳۰۹ / ۲۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
اسلم قبیلے کے ایک نوجوان نے عرض کیا، اے اللہ کے
رسول! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس وہ
وسائل نہیں جن کے ذریعے سے میں جہاد کا ساز و
سامان تیار کروں۔ آپ نے فرمایا، فلاں شخص کے پاس
جاؤ، اس نے جہاد کی تیاری کی ہے لیکن وہ بیمار ہو گیا
ہے۔ وہ نوجوان اس کے پاس آیا اور اس سے کہا، رسول

بہ، وَلَا تَخْشَى عَنْهُ شَيْئًا، فَرَأَاهُ! اللہ ﷻ تجھ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ لا تَخْشَى مِنْهُ شَيْئًا فَيُبَارِكَ لَكَ فِيهِ۔ رَوَاهُ مسلم۔

اس نے (اپنی بیوی سے) کہا، اے فلائی! اس کو وہ سامان دے دے جس کے ساتھ میں نے جہاد کی تیاری کی تھی اور اس میں سے کوئی چیز مت روکنا۔ اللہ کی قسم، اس میں سے کوئی چیز مت روکنا، تاکہ تیرے لئے اس میں برکت ڈال دی جائے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب إعانة الغازي.

فوائد: اس میں بھی یہی بات بیان کی گئی ہے کہ انسان خود کسی وجہ سے جہاد میں حصہ نہ لے سکے تو کسی مجاہد کو جہاد کا ساز و سامان مہیا کر دے تو اس کو بھی جہاد کا اجر مل جائے گا۔ علاوہ ازیں یہ چیز خیر و برکت کا بھی باعث ہے۔ اسی سے استدلال کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ انسان اپنا مال کسی نیک جہت میں خرچ کرنے کا ارادہ کرے لیکن اس جہت میں خرچ کرنے کا موقع نہ ملے تو اسے کسی اور نیک جہت میں خرچ کر سکتا ہے۔

(شرح مسلم، للنووی)

۱۳۱۰ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ إِلَى بَنِي لَحْيَانَ، فَقَالَ: «لَيُبْعِثَ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا، وَالْأَجْرُ بَيْنَهُمَا» رَوَاهُ مسلم. وفي رواية له: «لَيُخْرَجَ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ» ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: «أَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِثْلُ نِصْفِ أَجْرِ الْخَارِجِ».

۲۵/۱۳۱۰ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے بنو لحیان کی طرف (جہاد کے لئے) جب کہ وہ کافر تھے ایک دستہ بھیجا اور فرمایا، ہر دو آدمیوں سے ایک آدمی جہاد کے لئے جائے، اجر ان کے درمیان ہو گا (اگر پیچھے رہنے والا مجاہد کے گھر میں اس کی جانشینی کرے گا)۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے، ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جہاد کے لئے گھر سے نکلے، پھر آپ نے بیٹھے والے کے لئے فرمایا۔ تم میں سے جو شخص، جہاد میں جانے والے کے گھر والوں اور اس کے مال میں بھلائی کے ساتھ جانشینی کرے گا تو اس کو جہاد میں جانے والے سے نصف اجر ملے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب إعانة الغازي.

فوائد: اجر ان کے درمیان ہو گا، یا نصف اجر ملے گا۔ دونوں کا مفہوم ایک ہے۔ صحیح مسلم کی یہ دونوں روایات بظاہر دوسری روایات کے مخالف ہیں جن میں جہاد کرنے والے اور مجاہد کو جہاد کا ساز و سامان دینے یا مجاہد کے گھر کی حفاظت و نگرانی کرنے والے دونوں کے لئے برابر کا اجر ملنے کا ذکر ہے۔ اس لئے بعض لوگوں نے تو نصف کے

لفظ کو زائد قرار دیا ہے کہ شاید کسی راوی نے اس کا اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ صحت سند اور اس کے ثبوت کے بعد راوی کی طرف زیادتی کا دعویٰ صحیح نہیں۔ اس کی توجیہ اس طرح ممکن ہے کہ دونوں کے مجموعی ثواب کو جب دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا تو ہر ایک کے حصے میں وہی اجر آئے گا جو دوسرے کے حصے میں آئے گا۔ پس دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں رہتا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے، دلیل القائلین لابن علان، فتح الباری، کتاب الجہاد، باب فضل من جہز غازیاً او خلفہ بخیر۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عام حالات میں جہاد فرض عین نہیں۔ ہر دو آدمیوں سے ایک ایک آدمی بھی جہاد میں حصے لے لے گا، تو دوسرے لوگوں کے لئے بھی یہ کافی ہو گا۔ تاہم عمل جہاد میں دیگر لوگوں کو بھی اس طرح شریک ہونا چاہئے کہ جن کے پاس دولت ہے وہ مجاہدین کی اسلحی اور دیگر ضروریات کا انتظام کریں، اسی طرح مجاہدین کے گھروں اور ان کے بال بچوں کی حفاظت کریں اور کوئی مجاہد شہید ہو جائے اور اس کے گھر میں معاشی کفالت کا انتظام نہ ہو، تو اس کے بیوی بچوں کی آبرو مندانہ کفالت کا انتظام کریں، اسی طرح زندگی کے دوسرے شعبوں کے افراد کو بھی جہاد میں ہر ممکن طریقے سے حصہ لینا چاہئے۔

۱۳۱۱ - وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَى النَّبِيُّ ﷺ، رَجُلٌ مُقْتَنٌ بِالْحَدِيدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَقَاتِلْ أَوْ أَسْلَمْ؟ قَالَ: «أَسْلَمْ، ثُمَّ قَاتِلْ» فَاسْلَمْ، ثُمَّ قَاتِلْ فَقَاتِلَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَمِلَ قَلِيلًا وَأَجَرَ كَثِيرًا». متفق عليه، وهذا لفظ البخاري.

۱۳۱۱ / ۲۶ - حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، جو لوہے کے جنگی آلات میں ڈھکا ہوا تھا، اس نے آکر کہا، یا رسول اللہ! (پہلے) میں جہاد کروں یا اسلام قبول کروں؟ آپ نے فرمایا، پہلے اسلام قبول کر، پھر جہاد کر۔ پس اس نے اسلام قبول کیا اور پھر لڑا اور شہید ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس نے عمل تھوڑا کیا اور اجر کا زیادہ مستحق قرار دیا گیا۔

(بخاری و مسلم، یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب عمل صالح قبل القتال - وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد.

نوائد: بعض دفعہ تھوڑے سے عمل پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بہت زیادہ اجر و ثواب عطا فرما دیتا ہے۔ علاوہ ازیں ایمان کے بعد ہی کوئی انسان اپنے نیک عمل کی جزاء کا مستحق ہو گا۔ ایمان کے بغیر کوئی عمل خیر عند اللہ مقبول نہیں۔

۱۳۱۲ - وَعَنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهيد، يَتَمَنَّى أَنْ

۱۳۱۲ / ۲۷ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کوئی جنت میں جانے والا شخص ایسا نہیں جو دنیا میں لوٹنے کو پسند کرے گا اور (یہ کہ) اس کے لئے زمین میں کوئی چیز ہو۔ سوائے شہید کے، وہ

يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا، فَيَقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ؛ لِمَا يَرَى مِنَ الْكِرَامَةِ». وفي رواية: «لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. آرزو کرے گا کہ وہ دوبارہ دنیا میں آئے اور دس مرتبہ شہید کیا جائے، کیونکہ (شہادت کی وجہ سے ملنے والی) بزرگی کو وہ دیکھے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کیونکہ شہادت کی فضیلت کو وہ دیکھے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب تمنی المجاہد أن یرجع إلی الدنیا - وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الشهادة فی سبیل اللہ تعالیٰ.

فوائد: شہید کو شہادت کی وجہ سے جو رتبہ اور شرف و فضل حاصل ہوگا، اسے دیکھ کر وہ آرزو کرے گا کہ اسے بار بار دنیا میں بھیجا جائے اور بار بار وہ اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرے۔ شہید کے سوا کوئی اور جنتی دنیا میں آنے کی اور دنیا کی کسی چیز کی آرزو نہیں کرے گا۔

۱۳۱۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَغْفِرُ اللَّهُ لِلشَّهِيدِ كُلَّ ذَنْبٍ إِلَّا الذَّنْبَ» وفي رواية له: «الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الذَّنْبَ». حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سوائے قرض کے، شہید کی ہر غلطی کو معاف کر دیتا ہے۔ (مسلم)

اور اسی مسلم کی ایک اور روایت میں ہے، اللہ کی راہ میں شہادت، ہر چیز کا کفارہ بن جاتی ہے، سوائے قرض کے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ إلا الذنوب.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد شہادت سے بھی معاف نہیں ہوں گے۔ اسی طرح کبیرہ گناہ کے لئے بھی خالص توبہ کی ضرورت ہے۔

۱۳۱۴ - وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَالْإِيمَانَ بِاللَّهِ، أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَنْتُكَفَّرَ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُخْتَصِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَيْفَ قُتِلْتَ؟» حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے، تو فرمایا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا تمام عملوں میں افضل عمل ہے، پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا، یا رسول اللہ! یہ بتلائے، اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا مجھ سے میری خطائیں معاف کر دی جائیں گی؟ تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔ اگر تو اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا، جب کہ تو ثابت قدم رہنے والا، ثواب کی نیت رکھنے والا، آگے

قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتُكْفَرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَعَمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُخْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُذْبِرٍ، إِلَّا الدَّيْنَ، فَإِنَّ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي ذَلِكَ» رواه مسلم.

بڑھ کر حملہ کرنے والا ہو، نہ کہ پیٹھ دکھانے والا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تو نے کیسے کہا تھا؟ اس نے پھر سوال دہرایا، یہ فرمائیے، اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا مجھ سے میری غلطیاں معاف کر دی جائیں گی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔ جب کہ تو ثابت قدمی، خالص نیت سے آگے بڑھ کر لڑنے والا ہو، پیٹھ پھیر کر بھاگنے والا نہ ہو (تو یہ شہادتِ خطاؤں کا کفارہ ہو گی) مگر قرض (معاف نہیں ہو گا) اس لئے کہ جبریلؑ نے مجھ سے یہ بات کہی ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمامۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ کفر خطایہ إلا الدین۔
فوائد: اس میں ایک تو شہادت کا عظیم اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے کہ وہ انسان کی کوتاہیوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی چار شرطیں بھی بیان فرمائی ہیں جو حدیث میں مذکور ہیں۔ ان کے بغیر کوئی شہادت عند اللہ مقبول نہیں۔ (۲) حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے، جیسے قرض ہے۔ اسی طرح کبیرہ گناہ بھی خالص توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ البتہ قرض کے بارے میں بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ قرض سے مراد وہ قرض ہے جو طاعت رکھنے کے باوجود ادا نہ کیا گیا ہو۔ تاہم جس قرض کی بابت ادائیگی کی صحیح نیت ہو، لیکن عدم استطاعت کی وجہ سے ادائیگی میں تاخیر ہو گئی حتیٰ کہ وہ موت سے ہم کنار ہو گیا، تو اللہ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ وہ معاف فرما دے گا اور قرض خواہ کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے راضی فرما لے گا، بعض احادیث سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔

۱۳۱۵ - وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: أَيْنَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ قُتِلْتُ؟ قَالَ: «فِي الْجَنَّةِ» فَالْفَقِي تَمَرَاتٍ كُنَّ فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳۰ / ۱۳۱۵ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا، یا رسول اللہ! اگر میں شہید کر دیا گیا تو میرا ٹھکانہ کہاں ہو گا؟ آپ نے فرمایا، جنت میں۔ تو اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں، پھر جہاد کیا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمامۃ، باب ثبوت الجنة للشہید۔
فوائد: اخلاص نیت کا ثمرہ یقیناً جنت ہے۔ ایسے مخلصین کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

۱۳۱۶ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى سَبَقُوا الْمُشْرِكِينَ إِلَى بَدْرٍ، وَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۳۱ / ۱۳۱۶ - حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ وہ مشرکین سے پہلے بدر (جگہ) پر پہنچ گئے، (بعد میں) مشرکین بھی آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم

میں سے کوئی شخص بھی کسی معاملے میں پیش قدمی نہ کرے، یہاں تک کہ میں خود اس کی بابت کچھ کہوں یا کروں۔ پس مشرکین (لڑائی کی نیت سے) قریب ہوئے تو آپ نے فرمایا، اس جنت کی طرف اٹھ کھڑے ہو جس کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے، حضرت انس نے فرمایا۔

عمیر بن حمام انصاری کہنے لگے، یا رسول اللہ! جنت اس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ انہوں نے کہا واہ واہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہیں کیا چیز واہ واہ کہنے پر آمادہ کرتی ہے؟ انہوں نے کہا، اللہ کی قسم، یا رسول اللہ! اس امید کے سوا کوئی بات نہیں کہ میں اس جنت میں جانے والوں میں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا، یقیناً تو جنت میں جانے والوں میں سے ہے۔ پس انہوں نے اپنے ترکش میں سے چند کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانا شروع کر دیا، پھر فرمایا، میں اپنی یہ چند کھجوریں کھانے تک زندہ رہا، تو یہ زندگی تو لمبی ہو گی، پس جو کھجوریں ان کے پاس تھیں، پھینک دیں، پھر ان مشرکین سے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم) القرن، قاف اور راء پر زیر۔

ترکش۔ (تیردان، تیر رکھنے کا خول)

«لَا يَقْدُمَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَى شَيْءٍ حَتَّى أَكُونَ أَنَا دُونَهُ» فَذَكَا الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قُومُوا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ» قَالَ: يَقُولُ عُمَيْرُ بْنُ حُمَامٍ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: بَيْحُ بَيْحٍ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَيْحُ بَيْحٍ؟» قَالَ: لَا وَاللَّهِ! يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِلَّا رَجَاءُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا، قَالَ: «فَلَا تَكُ مِنْ أَهْلِهَا» فَأَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرْنِهِ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ، ثُمَّ قَالَ: لَيْنَ أَنَا حَبِيبٌ حَتَّى أَكُلَ تَمَرَاتِي هَذِهِ إِنَّهَا لِحَبَاةٌ طَوِيلَةٌ! فَرَمَى بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ، ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. «الْقُرْنُ» بَفَتْحِ الْقَافِ وَالرَّاءِ: هُوَ جَعْبَةُ النَّشَابِ.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد.

فوائد: اس میں ایک تو میدان جنگ میں اطاعت امر کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ فوجیوں کو جلد بازی کا مظاہرہ کرنے کی بجائے اپنے کمانڈر اور قائد کے حکم کا انتظار کرنا چاہئے اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی پیش قدمی نہیں کرنی چاہئے۔ دوسرے فوجیوں میں جہاد کی ترغیب کے لئے جنت کا بیان کیا جائے تاکہ مسلمان حصول جنت کے شوق میں خوب جانبازی اور ولولے سے لڑیں۔ تیسرے صحابہ کرامؓ کے جذبہ حب آخرت کا بیان ہے، جس نے انہیں دنیا کی نعمتوں اور لذتوں سے بے نیاز کر دیا تھا۔

۱۳۱۷ - وعنه قال: جَاءَ نَاسٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمُونَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ سَبْعِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمْ: الْقُرَّاءُ، فِيهِمْ خَالِي حَرَامٌ، بِقَرَوُودٍ الْقُرْآنَ، وَيَتَذَارَسُونَ

۳۲ / ۱۳۱۷ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور عرض کیا) کہ ہمارے ساتھ کچھ ایسے لوگ بھیجیں جو ہمیں قرآن و سنت کی تعلیم دیں، پس آپؐ نے انصار میں سے ستر آدمی ان کی طرف بھیجے، جن کو قراء کہا جاتا

تھا۔ ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے، یہ سب حضرات قرآن پڑھتے تھے، رات کو قرآن کریم پڑھنے پڑھانے میں گزارتے اور اسے سیکھتے۔ دن کو یہ لوگ پانی لاتے اور اسے مسجد میں رکھتے، لکڑیاں اکٹھی کر کے لاتے اور انہیں فروخت کرتے اور اس سے اہل صفہ اور فقراء کے لئے سلمان خوراک خریدتے تھے۔ تو ان کو نبی ﷺ نے بھیج دیا، پس ان کو لے جانے والے ان (کی جان) کے در پے ہو گئے اور انہیں منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا۔ پس (شہادت سے پہلے) انہوں نے کہا، اے اللہ! ہمارے نبی کو ہماری طرف سے یہ بات پہنچا دے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہو گئی ہے اور ہم تجھ سے راضی ہو گئے ہیں اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے اور حضرت انسؓ کے ماموں حضرت حرامؓ کے پاس ان کے پیچھے سے ایک آدمی آیا اور نیزہ ان کو گھونپ دیا، یہاں تک کہ وہ ان کے جسم سے پار ہو گیا، پس حضرت حرامؓ نے کہا، رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارے بھائی قتل کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے (بوقت شہادت یہ) کہا، اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ بات پہنچا دے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہو گئی ہے اور ہم تجھ سے راضی اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔

(بخاری و مسلم، یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب من ینکب أو یطعن فی سبیل اللہ - وصحیح مسلم، کتاب الإمامۃ، باب ثبوت الجنة للشہید۔

فوائد: کافروں نے سازش کر کے اس طرح ستر صحابہ کو، جو قرآن کے پڑھنے پڑھانے میں ممتاز تھے، اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے علاقے میں لے جا کر انہیں شہید کر دیا، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ کبھی بھی اپنے جانثار صحابہ کو نہ بھیجتے۔ پھر جب ان کو یقین ہو گیا کہ ہم زعمہ کفار میں بھنس گئے ہیں اور ہمارا زندہ بچنا مشکل ہے تو انہوں نے اللہ سے دعاء کی کہ ہمارا پیغام اپنے پیغمبر تک پہنچا دے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور بذریعہ وحی اللہ نے آپ تک ان کا پیغام پہنچا دیا، آپ نے

بِاللَّيْلِ يَتَعَلَّمُونَ، وَكَانُوا بِالنَّهَارِ يَجِئُونَ
بِالْمَاءِ، فَيَضَعُونَهُ فِي الْمَسْجِدِ، وَيَخْتَلِبُونَ
فَيَبِيعُونَهُ، وَيَشْتَرُونَ بِهِ الطَّعَامَ لِأَهْلِ
الصُّفَّةِ، وَلِلْفُقَرَاءِ، فَبِعْنَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ،
فَعَرَضُوا لَهُمْ فَقَتَلُوهُمْ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغُوا
الْمَكَانَ، فَقَالُوا: اللَّهُمَّ! بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَتَا قَدْ
لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا، وَآتَى
رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ أَنَسٍ مِنْ خَلْفِهِ، فَطَعَنَهُ
بِرُمْحٍ حَتَّى أَنْفَذَهُ، فَقَالَ حَرَامٌ: فُزْتُ وَرَبُّ
الْكَعْبَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ إِخْوَانَكُمْ
قَدْ قَتَلُوا وَإِنَّهُمْ قَالُوا: اللَّهُمَّ! بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَتَا
قَدْ لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا». متفقٌ
عليه، وهذا اللفظ مسلم.

وحی کے ذریعے سے مطلع ہو کر صحابہ کرام کو اس واقعے کی خبر دی۔ (۲) صفہ، چوترے یا ڈیوڑھی کو کہتے ہیں، مسجد نبوی کے چوترے پر درس گاہ نبوی تھی، جس میں ۷۰، ۷۵ صحابہ زیر تعلیم تھے، یہ شب و روز نبی ﷺ کی صحبت میں رہ کر آپ کے ارشادات سننے اور آپ سے دین کا علم حاصل کرتے تھے، ان کی معاش کا کوئی مستقل ذریعہ نہیں تھا، لنگر خانہ تھا نہ لوگوں کے گھروں میں مستقل انتظام تھا۔ صرف اللہ پر توکل و اعتماد ان کا سب سے بڑا سارا تھا۔ کبھی کبھار کوئی صدقہ یا ہدیہ آتا تو لب بابت کر کھاپی لیتے یا ان ہی میں سے کچھ لوگ ایندھن وغیرہ جمع کر کے بیچتے اور اپنے ساتھیوں کی خوراک کا کچھ بندوبست کر لیتے۔ (۳) دعوت و تبلیغ کی راہ بڑی کٹھن راہ ہے، اس میں اپنوں اور بیگانوں کی کڑوی کھلی باتیں بھی سنی پڑتی ہیں اور بعض دفعہ اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑ جاتے ہیں، تاہم یہ انبیاء کا مشن ہے جسے بہر حال پورا کرنا علمائے حق کا شیوہ ہے اور ہونا چاہئے۔

۱۳۱۸ - وَعَنْهُ قَالَ: غَابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِينَ، لَئِنْ اللَّهُ أَشْهَدَنِي قِتَالِ الْمُشْرِكِينَ لَيَرِيَنَّ اللَّهُ مَا أَصْنَعُ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعْتَدْتُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ - يَغْنِي أَصْحَابَهُ - وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ - يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ - ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ: يَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ! الْجَنَّةُ وَرَبِّ النَّضْرِ، إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ! قَالَ سَعْدُ: فَمَا اسْتَطَعْتُ يَارَسُولَ اللَّهِ! مَا صَنَعَ! قَالَ أَنَسُ: فَوَجَدْنَا بِهِ بَضْعًا وَتَمَانِينَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ، أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رِمِيَّةٍ بِسَهْمٍ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمِثْلُ بِهِ الْمُشْرِكُونَ، فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أَحْتَهُ بِنَبَاتِهِ. قَالَ أَنَسُ: كُنَّا نَرَى - أَوْ نَنْظُرُ - أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَن قَتَلَ نَحْبَهُ﴾ إِلَى آخِرِهَا [الأحزاب: ۲۳] متفقٌ عليه، وقد سبقَ

۳۳ / ۱۳۱۸ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میرے چچا حضرت انس رضی اللہ عنہ جنگ بدر سے غیر حاضر رہے تھے، انہوں نے (ایک مرتبہ) عرض کیا، یا رسول اللہ! پہلی لڑائی، جو آپ نے مشرکین سے لڑی، میں اس میں غیر حاضر رہا، اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے ساتھ لڑائی میں حاضری کا موقع دیا تو ضرور اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا جو میں کروں گا۔ پس جب احد کی لڑائی کا دن آیا، مسلمان منتشر ہو گئے، تو انہوں نے کہا، اے اللہ! میں تیری طرف اس کام سے معذرت کرتا ہوں جو ان حضرات (یعنی ان کے ساتھیوں) نے کیا ہے اور تیرے سامنے اس کام سے برأت کا اظہار کرتا ہوں جو ان مشرکوں نے کیا ہے۔ پھر آگے بڑھے، پس ان کا سامنا حضرت سعد بن معاذؓ سے ہوا، تو فرمایا، اے سعد بن معاذ! نضر کے رب کی قسم، جنت! یقیناً میں احد پہاڑ کے ورے سے اس کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ تو حضرت سعدؓ نے فرمایا، اے اللہ کے رسول! جو کچھ انہوں (نضر) نے کیا ہے، میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا، ہم نے ان کے جسم پر اتنی سے زیادہ تلوار کی چوٹیں، یا نیزے کے زخم یا تیر کے نشان پائے اور ہم نے انہیں شہید ہونے کی حالت میں پایا اور مشرکین نے ان کا مثلہ کر کے ان کی شکل و صورت بگاڑ دی تھی، پس

انہیں ان کی بہن کے سوا کوئی پہچان نہیں سکا، انہوں نے بھی اسے انگلیوں کے پورے سے پہچانا، حضرت انسؓ نے فرمایا، ہم سمجھتے یا خیال کرتے تھے کہ یہ آیت حضرت نضر اور ان جیسے آدمیوں کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے۔ ”مومنوں میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے وہ عہد سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا اور بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنا ذمہ پورا کر دیا (یعنی موت یا شہادت سے ہم کنار ہو گئے) اور بعض وہ ہیں جو منتظر ہیں آخر آیت تک“ (سورۃ احزاب، ۲۳) (بخاری و مسلم) (یہ روایت باب المّجاہدہ میں گزر چکی ہے۔)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المّجہاد، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ﴾ - صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشہید۔

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل، رقم ۱۵ / ۱۰۹ میں گزر چکی ہے۔ وہاں امام نوویؒ نے وضاحت کی ہے کہ ”لیرین اللہ“ دو طرح سے مروی ہے۔ ایک یاء اور راء پر زبر کے ساتھ (لَیْرِیْنَ اللّٰہُ) اوپر ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے اور دوسرا، یا پر پیش اور راء کے نیچے زیر۔ ”لَیْرِیْنَ اللّٰہُ“ یعنی میں جو کچھ کروں گا، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے لئے ظاہر فرمادے گا۔ اس میں انہوں نے بڑے محتاط الفاظ میں نہایت شجاعت و پامردی سے لڑنے کا عزم ظاہر کیا ہے اور کسی قسم کے ادعاء سے بھی اجتناب کیا ہے۔ جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر انسان کے دل میں نیکی کا کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو، تو اس کی بابت لمبے چوڑے دعوے نہ کرے، بلکہ وقت آنے پر عزم و ارادہ کے مطابق اپنی پوری قوت اور طاقت سے اسے کر گزرے، اس کے کارنامے کو اللہ تعالیٰ خود لوگوں پر واضح فرما دے گا۔ لیکن اگر پہلے ہی دل میں شرت و ناموری کی بات آجائے گی تو وہ عمل ہی اکارت ہو جائے گا، کیونکہ اس میں اخلاص کی جگہ ریا و نمود کے جذبے کی شمولیت ہو گئی۔ دیگر فوائد کے لئے محولہ باب اور رقم ملاحظہ ہو۔

۱۳۱۹ - وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳۴ / ۱۳۱۹ - حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَيْتَانِي، فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ، فَأَذْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ، لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا، قَالَا: أَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَذَاكَ الشَّهَادَةُ» رواه البخاري وهو بعض من حديث طويل فيه أنواع العلم سيأتي في

میرے پاس آئے، وہ مجھے درخت پر لے کر چڑھے اور ایسے گھر میں مجھے داخل کیا جو بہت خوب صورت اور نہایت شان دار تھا، اس سے زیادہ خوب صورت گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا، ان دونوں نے کہا۔ یہ گھر، شہداء کا گھر ہے۔ (بخاری)

باب تحريم الكذب إن شاء الله تعالى . اور یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے، اس میں علم کی بہت سی قسمیں ہیں، یہ حدیث، اگر اللہ نے چاہا تو، باب تحريم الكذب میں آئے گی۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب رقم ۹۲ .
 فوائد: یہ خواب میں آپ کو شداء کے مقام و مرتبہ کا مشاہدہ کروایا گیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی سچا ہوتا ہے۔ دو آدمیوں سے مراد دو فرشتے ہیں، جبریل و میکائیل۔ فرشتے اللہ کے حکم اور مشیت سے انسانی صورت اختیار کر سکتے ہیں۔

۱۳۲۰ - وعن أنس رضي الله عنه أنَّ أُمَّ الرُّبَيْعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بِنِ سُرَّاقَةَ، أَكَّتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ - وَكَانَ قُلُوبُ يَوْمَ بَدْرٍ - فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبْرَتْ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ، فَقَالَ: «يَا أُمَّ حَارِثَةَ! إِنَّهَا جَنَّانٌ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنَّ ابْنَكَ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى». رواه البخاري.

۳۵ / ۱۳۲۰ - حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ام ربیع بنت براء رضی اللہ عنہا، جو حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ، کیا آپ مجھے حارثہ کی بابت خبر نہیں دیتے؟ اور یہ بدر والے دن شہید ہو گئے تھے۔ اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کروں اور اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہے تو میں اس پر خوب جی بھر کر روؤں۔ آپ نے فرمایا، اے ام حارثہ، جنت میں متعدد درجے ہیں اور تیرا بیٹا جنت کے اعلیٰ ترین درجے میں پہنچ گیا ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب من آتاه سهم غرب فقتله .
 فوائد: جنت الفرووس، جنت کا اعلیٰ ترین حصہ ہے، شداء کا اس درجے پر فائز ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جہاد اللہ کو بہت پسند ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ جب تم جنت کا سوال کرو تو جنت الفرووس کا سوال کیا کرو۔

۱۳۲۱ - وعن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال: جِيءَ بِأَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذُ مِثْلُ بِهِ، فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَهَبَتْ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ فَتَهَانِي قَوْمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تَظْلُمُهُ بِأَجْنَحَيْهَا» متفقٌ عليه.

۳۶ / ۱۳۲۱ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد نبی ﷺ کی خدمت میں لائے گئے جب کہ مثلہ کر کے ان کی شکل و ہیئت بگاڑ دی گئی تھی، پس ان کی لاش آپ کے سامنے رکھ دی گئی، میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا تو کچھ لوگوں نے مجھے روک دیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا، فرشتے تیرے والد کو اپنے پروں سے برابر سایہ کرتے رہے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب ظل الملائكة على الشهيد - وصحیح مسلم،